Plan. 1

# 

مولانا وحيدالدين خال

مكتبوالرساله ، نى دېلى

*Raz-e-Hayat* By Maulana Wahiduddin Khan

ISBN 81-85063-79-6

First published 1987 Reprinted 1993, 1997

#### No Copyright

This book does not carry a copyright. The Islamic Centre, New Delhi being a non-profit making institution gives its permission to reproduce this book in any form or to translate it into any language for the propagation of the Islamic cause.

> Al-Risala Books The Islamic Centre 1, Nizamuddin West Market, New Delhi 110 013 Tel. 4611128 Fax 91-11-4697333

Distributed in U.K. by IPCI: Islamic Vision 481, Coventry Road, Birmingham B10 0JS Tel. 0121-773 7117, Fax: 0121-773 7771

Distributed in U.S.A. by Maktaba Al-Risala 1439 Ocean Ave., 4C Brooklyn, New York NY 11230 Tel. 718-2583435

Printed by Nice Printing Press, Delhi

فہرست

4	ديب چه
9	مقصديت
٢٣	قدرت كاسبق
۳۹	كردار
٥٣	حقيقت بيسندى
49	امکانات
^L	حكمت
1.7	نفع سختن
110	محنت
149	منصوبه بندى
194	استقتسلال
4	بردانثت
144	حوصله مندى
119	قربانى
1 -1	دانش مندی
414	استياز
171	إتخساد
100	بے غرصی
104	اغراض
121	اعترافت المحتراف المحتراف المحتراف المحتراف المحتراف المحتر الم
۲۸۳	رازجیات



.

• • •

5

· · · · ·

الفريدايدار ( ١٩٣٤ - ١٨٠٠ ) موجوده زمانة كامتم ورنفنيا في عالم يجد اس كامخصوص موحنوع ستسخصي (Individual psychology) متقار اس کے بارے میں ایک مبصر نکھا ہے ، نفبات

After spending a lifetime studying people and their hidden reserves of power, the great psychologist, Alfred Adler, declared that one of the wonder-filled characteristics of human beings is "their power to turn a minus into a plus"

پورى عمرانسان كا اور اسان كى چىپى بوئى محفوظ قوتۇن كا مط الد كر مەن مەلىر ، عظيم نفسيات دان الفزير ايدلر ن اعسلان كياكر اسان شخصيت كى خصوصيات يى سے ايك چرت ناك خصوصيت اس كى يہ صلاحيت ہے كہ وہ ايك بنيں كو ايك ہے ميں تب ديل كر سكے ۔ اللہ تعالى نے اسان كو انتها ئى غير معمولى صلاحيت كے سائة پيدا كمي ہے ۔ مذكورہ اقتباس ايك عالم نعبيات كى ذبان سے اسى كا اعتراف ہے ۔ اس صلاحيت كى آخرى حديد ہے كہ اسان تاديكى ميں بھى دوشى كا يہلو ذميات كى ذبان سے اسى كا اعتراف ہے ۔ اس صلاحيت كى آخرى حديد ہے كہ اسان تاديكى ميں بھى دوشى كا يہلو نعبيات كى ذبان سے اسى كا اعتراف ہے ۔ اس صلاحيت كى آخرى حديد ہے كہ اسان تاديكى ميں بھى دوشى كا يہلو ذميات كى ذبان سے اسى كا اعتراف ہے ۔ اس صلاحيت كى آخرى حديد ہے كہ اسان تاديكى ميں بھى دوشى كا يہلو نعبيات كى ذبان سے اسى كا اعتراف ہے ۔ اس صلاحيت كى آخرى حديد ہے كہ اسان تاديكى ميں بھى دوشى كا يہلو نيكى ہواس وقت وہ دوبادہ اپنے بے سپ ميدان تلاش كر دينا ہے جس ميں جد وجہد كرك وہ از سر لؤ اين منزل پر بہو پنج جائے ۔ زير نظرك اب اسانى شخصيت كے اسى بہلو كا مط لعہ ہے ميہ نامكن ميں مكن كو ديكھنے كى كوش مىزل يو سى كو اميد ميں بد اين كا ايك بي بيا ميدان تلاش كر دينا ہے جس ميں جد وجہد كرك وہ از سر اين منزل پر بي و پنج جائے ۔ ہو مين اين ميں ملاحيت كے اسى بہلو كا مط لعہ ہے ميہ مكن كو ديكھنے كى كو شش م يو مين اين اين اين سي ميدان تلاش كر مينا ہے ۔ اين يو ديكھنے كى كو شش

وحبيدالدين دېلى، ٣٠ مىڭ ١٩٨٧



· · · · ·



, 

. · · ·

· , · ·

بامقصدزندكي

اکسپیس ٹرین بوری رفتار سے اپنی منزل کی طرف بھاگ چل جارہ ی ہے۔ راستہ یں دونوں طرف سرسز کھیتوں اورڈ بڈ باے ہوئے نالوں اور ندیوں کامسکسل منظرا پنی طرف کھینچتا ہے۔ مگر تیزدوڑتی ہوئی ٹرین کو ان خوش نما مناظرسے کوئی دلچیپی نہیں یسپتی اور بلندی ،خشکی اور پانی اس کی رفتا رمیں کوئی فرق بیدا نہیں کرستے ۔ راستہ میں چھوٹے چھوٹے اسٹیٹن آتے ہیں گھروہ ان کو چھوڑتی ہوئی اس طرح بھاگی حکی جاتی ہے گویا اسے کہیں تھہزا نہیں ہے۔

یسی ، بامفسد زندگی کامعاملہ بھی کچھاسی تسم کا ہے حس ادمی نے اپنی زندگی کا ایک مقصد بنارکھا ہو، اس ک ساری توجہ اپنے مقصد میرلگ جاتی ہے ، اِدھراً دھر کے مسائل میں دہ اپنا دقت ضائع نہیں کرا۔

بامقصد زندگی گزاد نے والاا دمی ایک ایسے مسافر کی طرح مؤنا ہے جو اپنا ایک ایک لو اپنی منزل کی طرف بڑھنے میں لکا دینا چاہتا ہے۔ دنیا کے نوش نما مناظرا بیسے مسافر کو تعجانے کے لئے سامنے آتے ہیں ، عگر وہ ان سے تکھیں بند کر لیتا ہے ۔ سا سے اور اقامت گا ہیں اس کو تھہر نے اور آ دام کرنے کی نزینیب دیتی ہیں مگر وہ ان کو چھوٹ تا ہوا اپنی منزل کی طرف بڑھتا دہتا ہے ۔ دوسری دوسری چیزوں کے تقاضے اس کا دامست در کتے ہیں مگر وہ ان کے تو ایک سے دامن بچانا ہوا بڑھتا چا جاتا ہے ۔ زندگ کے نسٹیب د فراز اس سے کھاتے ہیں مگر اس کے باوجو داس کے عزم اور اس کی دفتا دہیں کوئی فرق مہیں آتا ۔

بامقصداً دمی کی زمرگی ایک بیشک موے ادمی کی مانند نہیں موتی جو سمت سفر متعین نہ موتی دجرسے کہ بھی ایک طوف چلنے لگماہے اور تھمی دوسری طرف ۔ بلکہ اس سے ذہن میں راست اور منزل کا واضح منتحور موتا ہے اس سے سامنے ایک منعبن نشانہ موتا ہے ۔ امبسااً دمی کیسے کہیں رک سکنا ہے۔ کیسے دہ دوسری جزوں میں الجھ کر اپنا وقت صالح کرنے کو بیند کرسکنا ہے ۔ اس کو تو ہر طرف سے اپنی توجہ ہٹا کر ایک تعین رخ پر شرعنا ہے اور بڑے تھتے دہنا ہے یہاں تک کہ دہ اپنے معقد کو پائے، یہاں تک کہ دہ اپنی منزل ہیں ہی جائے ۔

زندگی کوباعنی بنانے کے لیے صروری ہے کہ آ دمی کے ساسنے ایک سوچا ہوانشا نہ ہو جس کی صدافت پر اس کا ذہن طمن ہو جس کے سلسلے میں اس کا صمیر پوری طرح اس کا ساتھ دے رہا ہو ، جو اس کی رگ دیے میں خون کی طرح اترا ہوا ہو۔ سی مقصدی نشا نہ کسی انسان کو جانور وں سے الگ کرتا ہے راگر یہ نہ ہوتو انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں - اور جس آ دمی کے اندر مقصد میت آ جلے اس کی زندگی لاز ما آ ایک اور زندگی بن جائے گی۔ دہ چوٹی چھوٹی فیر تعلق باتوں میں الجھنے کے بجائے اپنی منزل پر نظر کھے گا۔ وہ کی سوئی کے ساتھ ا

#### رواجى ذىن

الیس ہو وے (Elias Howe) امریکہ کے مشور شہر میا چو چیٹ کا ایک معولی کاریگر تھا۔ وہ ۱۹ ۱۹ بیس پید اہوا اور صرف ۲۸ سال کی عمریں ۱۸۶۷ بیں اس کا انتقت ال ہو گیا۔ مگر اس نے دنیا کو ایک ایسی چیز دی جس نے کیٹرے کی تیاری میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ یہ سلائی کی مثین تھی جو اس نے ۱۸۴۵ میں ایجاد کی۔

الیس ہو وے نے جوشین بنائی اس کی سوئی میں دیعا گاڈالنے کے لیے ابتدارً سوئی کی جڑ کی طن چھبد ہونا نفا جیسا کہ عام طور پر ہاتھ کی سوئیوں میں ہوتا ہے۔ ہزاروں برس سے انسان سوئی کی جڑ بی چھبد کرنا آر ہاتھا۔ اس لیے الیس ہووے نے جب سلائی کی شن تیا رکی تواس میں سمبی عام روائے کے مطابق اس نے جڑکی طرف چھید بنایا۔ اس کی دجہ سے اس کی منین شھیک کام نہیں کرتی تھی۔ شروع میں دہ اپنی شین سے صرف جوتای سختا تھا۔ کبڑے کی سلائی اس شین پر مکن رہتھی۔

الیس ہو دیسے ایک عرصہ نک ای ا د حبر بن بیں ربا مگر اس کی سجھ میں اس کا کوئی حل نہیں آتا تھا۔ آخر کار اس نے ایک خواب دیکھا۔ اس خواب نے اس کا مسّلہ حل کر دیا۔

اس نے خواب میں دیکھا کہ کسی وحشی قبیلہ کے آڈمیوں نے اس کو بکڑ لیا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ وہ ۲۳ گھنٹہ کے اندر سلائی کی مثین بنا کر تبارکر ہے۔ ور ہنا اس کو قن کر دیا جائے گا۔ اس نے کو شش کی گرتھر ہ مدت میں وہ شین تیار ہنکر سکا۔ جب دقت پور ا، تو گیا تو قبیلہ کے لوگ اس کو مارنے کے لیے دوڑ بڑے۔ ان کے پائھ میں برجیا تھا۔ ہو وے نے خور سے دیکھی تو کی نوک پر ایک سور ان تھا۔ یہی دیکھی ہوئے اس کی نیز مور کی نیز موں کی بند کی مشین کی میں بی کی میں کہ میں اس کو مار ہے کہ اس کے کو شن کی گرتھ ہے۔ ان میں بین بین بین بینار ہند کر سکا۔ جب دقت پور ا، تو گیا تو قبیلہ کے لوگ اس کو مار نے کے لیے دوڑ بڑے۔ ان کے پائس کی میں بین بین بین بین بین کو میں ہے ہوئے اس کو مار ہے کہ بین کی کہ میں برجیا تھا۔ یہ کہ میں برجیا تھا۔ موجود نے خور سے دیکھی تو ہو ہو کی بر ایک سور ان تھا۔ یہ کہ دیکھی ہوئے اس کی بیند کھی گی ہی کہ میں بر تھی کی بیند کھی گر ہے ہو کہ ہو ہے ہو کہ پر ایک سور ان تھا۔ یہ دیکھی ہوئے اس کی بیند کھی گی ہو کہ پر ایک سور ان تھا۔ یہ دیکھی ہوئے اس کی بیند کھی گی ہو کہ پر ایک سور ان تھا۔ یہ دیکھی ہوئے اس کی بیند کھی گی ہو ہے تی ہو کہ پر ایک سور ان تھا۔ یہ دیکھی ہو کہ اس کی بیند کھی گی ہو کہ ہو کہ ہو کہ پر ایک سور ان تھا۔ یہ ہو کہ پر ایک سور ان تھا۔ یہ دیکھی ہو ک

مو وے کو آ غازل گیا۔ اس نے بر چھے کی طرح اپنی سوئی میں بھی نوک کی طرف چھید بنا یا اور اس میں دھا گا ڈالا۔ اب مسئلہ حل تھا۔ دھا گے کا چسید اوپر ہونے کی وجہ سے جوشین کام نہیں کہ ر ،ی تھی وہ پنچے کی طرف چھید بنانے کے بعد بخوبی کام کرنے لگی۔

ہو وے کی مشکل بیٹنی کہ وہ درواجی ذہن سے اوپر اٹھ کرسون خہیں یا تا تفا۔ وہ تجھ دیا تھا کہ جوپز ہزاروں سال ہے چلی آر،ی ہے وہی صبح ہے رجب اس کے لاشعور نے اس کو تصویر کا دوسرا رخ دکھایا اس دقت وہ معاملہ کو سمھا اور اس کو فور اُحل کر لیا ۔ جب آدمی اپنے آپ کو ہمتن کسی کام میں لگا دے۔ تو وہ اس طرح اس کے راز وں کو پالیتا ہے جس طرح ند کو رہ شخص نے پالیا۔

مقصديت

جاپان نے ۱۹۳۱ میں جین کے شمال منرقی حصہ (میخودیا ) پر قبصذ کر لیا۔ اور وہال اپنی پر ندکی حکومت قائم کردی ۔ اس کے بعدجین اورجا پان کے تعلقات خراب ہو کیے ۔ ، جولائی ۲ سام اکو بیجنگ ( پیکنگ ) کے پاس مارکو پولو برج کا واقعہ بین آیا ۔ اس واقعہ نے دیے ہوئے جذبات کو بحر کا دیا۔ اور دولوں ملکوں کے درمیان فوجی ٹکراؤ منروع ہوگیا جو بالآخر دوسری جنگ عظیم تک جا بہو پنیا ۔ اس وقت سے چین اور جا پان کے درمیان نفرت اورکشدگی پائی جاتی تھی ، چند کا پر جا جاپان اور جین کے درمیان فوجی ٹکراؤ منروع ہوگیا جو بالآخر دوسری جنگ عظیم تک جا بہو پنیا ۔ مراح این اور جین کے درمیان فوجی ٹکراؤ منروع ہوگیا جو بالآخر دوسری جنگ عظیم تک جا بہو پنیا ۔ مراح این اور جین کے درمیان ایک معاہدہ ہوا۔ اس کے مطابق جا پان کوچین میں ایک اسٹیل مل قنائم کرنا تھا گرمعا بدہ کی تکمیل کے بعد چینی مکومت نے اچانک اس کومنوخ کر دیا۔ مین کے نے وزیر اعظم ڈینگ زاپنگ ( Deng Xiaoping) نے حال میں است تراک مل گیا۔ چنانچ آج کل جاپان نے دین میں زبر دست یورش کررکھی ہے ۔ آپ اگر جا پان سے چین جا نا جاپا تو آپ کو ہوا ان جہا زمیں اپنی سید خین ماہ پیش کی کرانی ہو گیا ہواتی ہو کی بات کو جون جاپا نے اسٹیل مل قائم مل گیا۔ چنانچ آج کل جاپان نے جین میں زبر دست یورش کررکھی ہے ۔ آپ اگر جا پان سے جین جا نا ہر جہا ذی ایک ایک سید میں جی ہوتی ہوتی ہوتی ہے ۔ ہر جہا ذی ایک ایک سید میں دیں دیں ماہ بیش کی کرانی ہو گی ۔ جاپان سے جین جا نا اسے جین جا نا ہو ہو ان ہوتی جا ہوتی ہوتی ہو تی جاپان ہے جین جا ہو ان ہو ہو ہوتے ہوتے ہوتے ہو ۔ ہر جہا ذی ایک ایک سید میں این سید جی میں ماہ ہوتی ہے ۔ ہر جہا ذی ایک ایک سید میں جو تی ہوتی ہے ۔ ہر جہا ذی ایک ایک سید میں جو تی ہوتی ہے ۔ ہر جہا ذی ایک ایک سید میں ہوتی ہوتی ہے ۔ ہر جہا ذی ایک ایک میں ہوتی ہوتی ہے ۔ ہر جا ہوتی ہوتی ہوتی ہے ۔ ہر جا ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہے ۔ ہر جہا ذی ایک ایک میں ہوتی ہوتی ہے ۔ ہر ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہے ۔ ہر ہو ہوتی ہوتی ہے ۔

سم بوپر استعمال کرے ۔ اس مقصد کے بیے جاپان سے یک تحف طور بر ماضی کی تلخ یا دوں کو سجلا دیا۔ ایک سیاح کے الفاظ بیس جاپان نے طرکر لیا کہ وہ چین کی طرف سے پیٹ آنے والی مرایڈا رسانی (Pinpricks) کو یک طرف مطور پر بر داشت کر سے کا ۔

مذکورہ سیّاح بے نکھا ہے کہ میرے قیام ٹوکیو (جون ۱۹۸۵) کے زمانہ میں ریڈیو بیجنگ نے اعلان کیا کہ چین ایک میوزیم بنائے گاجس میں تصویر ول کے ذریعہ یہ دکھایا جائے گا کہ جاپا بنیوں نے چینیوں کے اوپر ماضی میں کیا کیا مظالم کیے ہیں ۔ اس میوزیم کا افتتاح ۷۹ ۹ میں ہوگا جب کہ مارکو پولوکے حادثہ کو ۵۰ سال پورے ہوجائیں گے ۔ جاپا بنیوں سے اس خبر میہ تنصرہ کر سے کیے

کها که توانفوں نے خاموشی اختیار کی۔ جب زیادہ زور دیا گیا توانفوں نے جواب دیا ؛

You know, our Chinese friends have a way of twisting our tails, and appealing to our conscience.

آب جانتے ہیں کہ یہ ہمارے چینی دوستوں کا مہمیز لگانے کاطریقہ ہے۔ وہ ہمارے ضمیر کو متوجہ كمرسب يس - وطائمس أف انديا ١١ جون ١٩٨٥) جایان کے سامنے ایک مقصد تھا۔ یعنی این تجارت کو فروغ دینا۔ اس مفصد بے جایا ن کے اندر کر دار بید اکیا ۔ اس کے مقصد بنے اس کو حکمت ، بر داشت ، اعراض کرنا اور صرف بقد رصرورت بولنا سکھایا۔ اس کے مقصد سے اس کو بتایا کہ کس طرح وہ ماضی کو بھلا دسے اور تمام حجکڑوں اور شکا یتوں کویک طرفہ طور بر دفن کر دسے تاکہ اس کے بیے مقصد تک پہوینچے کی را ہ ہموار ہو سکے یہ بامفصد گردہ کی نفیات ہمیشہ یہ ہوتی ہے۔ خواہ اس سے سامنے سجارتی مقصد ہویا کوئی دوسل مقصد اورجب کوئ کروہ بر صفات کھودے تویہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس کردہ نے مقصد یہ کھو دی ہے ۔ اس کے ملتضیوں کہ کوئی مقصد نہیں اس بیے اس سے افرا د کاکوئی کردار بھی نہیں ۔ موجو دہ زمانہ بیں **جارت دم** کی سب سے بڑی کمزوری اس کی بے کر د اری ہے ۔ جس مید ان میں بھی تجربہ یجیج ، آپ فور ا دیکھیں گے کہ لوگوں سے ابب اکر دارکھو دیا ہے ۔ ان کے اوپر کسی کھوس منصوبہ کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی ۔جمال بھی اخیس استعلال کیا جائے وہ دیوار کی کچی اینٹ نابت ہوتے ہیں ۔ وہ دیوار کی بخت اینٹ بونے کا بنوت نہیں دیتے ۔ اس کمزوری کی اصل دجہ یہی ہے کہ آج ہما ری قوم نے مفصّ پر کا شعور کھود بلہے۔ وہ ایک بے مقصد گروہ ہو کر رہ گیے ہیں۔ ان کے بے نہ دنیا کی تعمیر کا نشارہ ہے اور یہ آخرت کی تقسیب م کانشاند - یہی ان کی اصل کمزوری ہے ۔ اگرلو کول میں دوبارہ مقصد کا شعور زندہ کر دیا جائے تودوبارہ وہ ایک جاندار قوم نظراً ئیں گے ۔ وہ دوبارہ ایک باکر دارگروہ ، بن جائیں گے جس طرح وہ اس سے پہلے ایک باکردادگروہ بسے ہونے بچے ۔ قوم کے افراد کے اندر مقصد کا شعور بید اکرنا ان کے اندر سب کچھ بید اکمہ ناہے مقصد آدی کی جی ب ہوئی قولوں کوجگا دیتاہے، وہ اس کونیا انسان بنا دیتا ہے۔

ساراخون

پروفیسر پال ڈیر اک (Paul Dirac) ۹۰۲ ایس پیدا ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۸۸ میں انھوں نے ۱۸ سال کی عمریں فلور ٹیرایں دفات پائی۔ وہ جدید دور میں بندون اور آئن شائن کے بعد سب سے زبادہ متاز سائنں دان سمجھ جاتے ہیں۔ ان کونوبل انعام اور دوسرے بہت سے اعتراز ان حاصل ہوئے۔

پال ڈیراک کے نام کے ساتھ کو انٹم میکا نبکل تھیوری منسوب ہے ۔ یہ سائنسی نظریہ ابٹم کے انہتائی چھوٹے ذرات سے بحث کرتا ہے ۔ انھوں نے سب سے پہلے اینٹی میٹرک بینین کوئی کی جو بعد کو مزید تحقیقات سے نابت ہوگیا۔ چپانچہ کا رڈین زمہ نومبر سم ۱۹۸) نے پال ڈیراک پر صفون نسائع کرتے ہوئے اس کی سرخی حسب ذیل الفاظ میں قائم کی ہے:

Prophet Of the Anti-Universe

پال دیراک نے ایٹم میں بہلا اینٹی پار طمیل دریانت کیا جس کو پازیٹران (Positron) کہا جا تاہے۔ اس دریا فت نے نیو کلیر فرنس میں ایک انقلاب ہر پاکر دیاہے ۔ لوگ حب پال دیراک سے پو چھتے کہ آپ نے نخت ایٹم ما دہ کی نوعیت کے بارہ بیں اپنا چو نکا دینے والا نظریہ کیے دریافت کیا تو وہ بتا تے کہ وہ اپنے مطالعہ کے کم و میں اس طرح فرسٹ پر لیٹ جاتے تھے کہ ان کا پاؤں اوپر رہتا تاکہ خون ان کے دماغ کی طرف دوڑ ہے :

> When people asked him how he got his startling ideas about the nature of sub-atomic matter, he would patiently explain that he did so lying on his study floor with his feet up so that the blood ran to his head.

بظاہر یہ ایک لطبقہ ہے۔ گرحقیقت یہ ہے کہ کوئی طرافکری کام وہ پنچنوں کر پاتا ہے جو اپنے سارے سے کانون اپنے دماغ میں سمیٹ دے۔ بيشترلوگوں كامال بير موتا ہے كہ وہ اپنى قوت كوتقسب مركف ہوئے موزنے ہيں۔ وہ اپنے آپ كو ایک مرکز برکیون پی کمت ای اے دوا دھوری زندگ گزارکر اس دست سے جلے جاتے ہیں - برکام آ دمی۔۔۔اس کی لیوری قوت ما بگتاہے ۔ و ہی شخص بٹری کا میب بی حاص کر تا ہے جو اپنی یوری قوت کو ایک کامیں لگا دہے۔

خواب ميں

KAPSONS: the weather masters

خواب انسانی دماغ کی وہ سرگرمی ہے جس کو وہ نیند کی حالت میں جاری رکھتا ہے۔ اگر آپ اپنے ذہن کو سارے دن کسی چینر بین شغول رکھیں توران کے وقت و ،ی چیز خواب میں آپ کے سابنے آئے گی۔ تاریخ کی بہت سی ایجا دات خواب کے ذریعہ خلہور میں آتی ہیں۔ اس کی وجہ پیتھی کہ موجد اپنی ایجا د بیں اتنا مشغول ہواکہ وہ سوتے میں بھی اسی کا خواب دیکھنے لگا۔ خواب دراصل کسی چیز میں کا مل ذہنی والبتگی کا نیتجہ ہے ۔ ایسے آدمی کے حکل کی مدت ۳۲ گھنٹے سے بچائے ۳۲ گھنٹے ، یوجاتی ہے۔ ہری مفصد میں کا میا ہے ہونے کا راز ہے ۔ اس قسم کی گہری والبست کی کہ جنور کو تی بڑا کام نہیں کیا جا سکتا ہے درنب کا اور نہ آخریت کا۔

## ناموافق حالات

سروالشرا سکاٹ (۱۸۳۲ - ۲۷) کاشار انگریزی ادب کے نامور افرا دیں ہوتا ہے۔ گر اس کو بیر مقام معولی چیٹیت کی قیمت میں ملا۔ اس کی معولی حیثیت اس کے لئے وہ زمین بن گمی جس پر حیر ه کرده اعلی درجه کو سنچ به والشراسكات إينا دهبر عرتك ايك معولى صلاحيت كاانسان سمجعاجا تاتفا ياس كي حيثيت بس ایک تیسرے درجہ کے شاعر کی تقی ۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ اس کے اوپر قرضوں کا بو تجالد گیا۔ اس کی سے اعری اس کواتن آمد کی ہذدے کی جس سے وہ اپنے قرضوں کی آدائیگی کر سکے۔ بالآمراس کے حالات نہایت سندید ہو گئے۔ نندید جالات نے اس کی شخصیت کو آخر حد تک جہنجوڑ دیا۔ اس کانیتجربہ ہواکہ و الٹراسکاٹ کے اندرسے ایک نیا انسان ابھرآیا۔ اس کی ذہنی پر وازنے کام کا نیامیدان تلاش کرگیا۔ اب اس نے نکی نئی کتابیں پڑھیں یہاں تک کہ اس پر کھلاکہ وہ محبت کی تا ریخی دا ستانیں کی حجہ جانچہ اس نے محبت کی تاریخی داستانوں کو ناول کے اند از میں قلم سبت دکر نا تنبروع كردباء قرض کی ا<sup>د</sup>ائیگی کے جذبہ نے اس کو ابھارا کہ وہ اس میدان میں زبر دست محنت کر ہے۔ اس نے کئی سال تک اس راہ میں اپن ساری طاقت صرف کر دی ۔ اس کو اپن کہا نی باز ار میں اچمی قیمت میں فروخت کرنی تھی اور ببراسی وقت مکن تھا جب کہ اس کی کہا نیاں اتن جاند ارہوں که فاریکن کی توجه این طرف کیپنی سکیں ۔ ينابخه إيبائي موار والثراسكاه كيغير ممولى محنت اس كي كما نيول كي مقبوليت كي خان بن كمّي - أس كى تحقى موتى كها نياب اتن زياده فروخت مويّي كه اس كاسار اقرض ادامو كميا-والٹراسکاٹ پر اگربیاً فت نہاتی تواس کے اندر وہ زبر دست محرک پیدانہًیں ہوسکتاجس نے اس سے وہ کہانیاں لکھوا بیں جس نے اس کو انگریزی ادب میں غیر عمولی مقام دے دیا۔ اس کے بعد والٹراسکاٹ کوسر کے خطاب سے نواز اگیا۔والٹراسکاٹ کے گئے قرض کا مسّله نهايت جا ل گدا زمسَتله نقا-ليكن أكّر بيجا ل گدازمسَله نه موّتا تووا لشراسكاٹ سوائغ اسكاث تجمى يذنبآر

میں *بڑھ کر بڑھ*اؤں گا

فادر مراس (۱۹۵۹- ۱۹۸۹) ایک اسپین سے - دوم سال کی عمریں ۱۰ نومبر ۱۹۲ کونمبنی کے ساحل پر اترے ۔ ہندشان کی نہیں نے ان کومتا ٹر کیا ۔ ان کومحسوس ہواکہ ان کے تسب یغی ہوکھیلہ کے لیے اس ملک میں کام کا اچھامیدان ہے۔ انھوں نے طے کرلیا کہ وہ پہاں رہ کراپنا تبلیغی کام انجام دیں گے۔ گر مندست ان ان کا دهن نهی تفا - کام سے بہلے ضروری نفا کر بہاں ان کے لیے قیام کی کو کی مناد ، و- یہاں ابن جگہ بنا کر ہی وہ یہاں کی آبادیٰ میں اپنے تنبیغی کام کوجاری رکھ سکتے تھے۔ ا**نخوں نے ط**ے كياكهند تنان ين و ٥ بجينية معلم كي قيام كرين كما در ال في بعد كالج مين اور كالج كي امرابي لخ کام کی تد بیرکریں کے دیمینی کاہراں انٹی ٹیوٹ ایفیں کی یا د گا رہے۔ فادر براسس (Fr. Henry Heras) چند دن بعد بین زیورس کالج بیک کریسید سے ملے۔ وہ ایک تاریخ دال تھے۔ انھوں نے اپنے ملک سے تاریخ میں ڈگری لی تھی۔ پر سپل نے ان کے کاغذات د بجد کر بوچیا : " آب بیماں کون می تاریخ پڑھا نا بسند کریں گے " فا در سراس نے فوراًجواب ديا " مندساني تاريخ " برني كا أكلاسوال تها : مندستاني تاريخ مي آب كامطالعه كيا ب- الخو نے کماکہ '' کچھنہیں'' " بھراب کیسے ہندستانی تاریخ پڑھائی گے " پرنسیل نے یو پھا۔ فادر ہراس کا جواب تھا: I shall study it. یں ہندستانی اربح کامطالعہ کرے اپنے آپ کو نیا دکروں گا۔ پھراس کو پڑھا وُں گا۔ فادر ہراس جلنے تھے کہ علمی کا کام وہ وبطور پیشیر نہیں اختیا رکر رہے ہیں کہ بورپ کی تاریخ یا جومضمون بھی دہ چا ہیں پڑھایتن ا ورمہینہ 'کے آخریں تخوا ہ لے کرمطمین ہوجائیں ۔ ان کے لئے علمی کا کام ایک خاص مقصد کی خاطرتھا۔اور وہ یہ کہ وہ اپنے تبلیغی کام کے لیے مناسب بنیا د فراہم کریں اوراس مفصد اعتبار - ان تحلي " مندستاني " تاريخ سب سيزيده وزون مضمون تعت - وه ہندستان میں تخصاس لئے ہندشانی تا ریخ کے علم بن کروہ زیادہ بہتر طور پر یہاں کے نوجانوں میں اپنے دین کی تب لیغ کر سکتے تھے۔ بہی وج تھی کہ ہند ستان کی ناریخ سے ناآ ثنا ہونے کے با وج<sup>و</sup> انھوں نے اپنے مضمون کے لیے مندستان تاریخ کو پیند کیا۔ انفول في مندستاني تاريخ كي طالعة بي أنني زياد ومحست كي كدوه بد صرف اس مفهون ك اليفيعلم بن كلية بلکه ہند ستانی تاریخ میں سرحبرو ناتھ سرکار اور ڈاکٹر سربند دناتھ سین سے درجہ بے مورخ کا حیثیت حاصل کرلی۔

أغسازين

جد بیشنعتی دنیا کی ایک اصطلاح می سر کونی گھاؤ منصوب (Turn-key project) کہا جا تا ہے۔ اس سے مرا دایک ایسام کل طور پر بنا بہت یا گھریا کا رخا مذہب جن میں آدمی کا کا م صرف کبی گھادینا ہو۔ سلمان موجودہ زمانہ میں جن طرح علی کررہے ہیں اس کو دیچہ کر ایسا معلوم ہوتا ہے گوبا دنسی کو دہ اپنے لئے اس تسم کی جگہ سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال نتا بد سر ہے کہ ان کے خدانے ایک نیار سند د نباان کے والے کر دی ہوا ور اب ان کا کام صرف میں ہے کہ ایک بنی گھا کر وہ اس کو اپنی مرضی کے موافق جلا دیں۔

مگری سراسر ما دانی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دنی علی اور سابقت کی دینا ہے۔ یہاں ہیں اول ہے آخر تک سارا کام خود کر ناہے۔ ہیں دوسروں کا مغابلہ کرتے ہوئے زندگی کا نبوت دینا ہے۔ اس سے بعد ہی یہ کن ہے کہ اساب کی اس دنریے ایں ہم کو اپنی مطلو برجگہ ل یکے۔

یا در کھئے، ہماراسب سے پہلاکام یہ ہے کہ ہم ایک با مقصدتوم تیارکریں۔ ہیں قوم کے افرادکودہ تعبیم دینا ہے جس سے دہ ماصی اور حال کو پہچاینں۔ ان کے اندر دہ شعور سید اکر ناہے کہ وہ اخلاف کے باوجود متحد ہونا جانیں۔ ان کے اندر وہ حوصلہ ابھا رنا ہے کہ وہ تصحی مفاد اور وفق جذبات سے اوبراط کر قربانی دیسے میں ۔ یہ سارے کا مجسب قابل لحاظ حد تک ہو جکتے ہوں گے اس کے بعد، ی کوئی ایسا ان رام کمب جاست ہے جونی الواقع ہما رہے لئے کوئی نئی تاریخ سیداکرنے والا ہو۔ اس سے پہلے اقد ام کرنا صوت کی خندق میں چھلانگ لگانا ہے مذکر ندگی کے چندان میں داخل ہو تا۔

نئ طاقت جاگ اھي

گیرارٹر (اٹی) نے مغربی لاطینیوں کے لئے دہی کام کیا جو حنین ابن آطق نے مشرقی عربوں کے لیے کے کیے کیے کیے کیے کیے کیا تھا۔ اس نے عربی زبان سے فلسفہ، ریاضی ، طب اور علوم طبیعی کی بے شمارک بوں کا تر تبہلا طینی زبان میں کرڈالا ۔ میں کرڈالا ۔

گرارڈ سما ااء میں کرمیونا (اٹلی) میں بیدا ہوا ۔ وہ عربی زبان بخوبی جانتا تھا بطیموں کی المجسطی (عربی) کی تلاش میں وہ طلیطلہ آیا ۔ اس نے ۵ یا ۱ء میں اس کتاب کا ترجیدلاطینی زبان میں کیا ۔ وہ عسر بی کی کتابوں کا ترجید کرنے والوں میں نمایاں ترین تخص بن گیا ۔ ایک سیحی اور ایک بیمودی عالم اس کام میں اس کے مدد کارتھے ۔ اس نے یوناتی اور عربی علوم کے دروازے بیل بار مغرب کے لیے کھول دیے ۔ اس کے بعد دوم سے بہت سے افرا دیپد الموسے جنھوں نے اس معاملہ میں اس کی تقلید کی ۔ ڈاکٹر میکس میریان کے الفاظ میں وہ یو رہی دنیا ہیں عربیت کا بانی تھا۔

علم طب يس كيرار لخد بقراط وجالينوس كى كتابوں جنين كے تقريبًا تمام ترجوں ، الكندى كى تمام تصانيف ، بوعلى سيدنا كى ضخيم "قانون " اور ابوالقاسم زہرا دى كى كتاب " جراحت "كا ترجب كرديا ۔ طبيعيات بيں اس نے ارسطو كى بہت سى كتابوں كاعربى سے ترجمہ كيا ، چن يس تجريات كا دہ رسالتي شان ہے جوارسطو سے منسوب كياجا تا ہے ۔ اس كے علاوہ اس شعبہ علم بيں انكندى ، الفارابى ، اسحاق اور تا بت دخيرہ كى كتابوں كوبھى لاطينى بيں منتقل كيا ۔

گیرارڈ ۷ ۱۱ میں بیمار پڑا۔ اس نے گمان کیا کہ اب اس کی موت قریب ہے۔ " اگر میں مرکیا تو قیمتی عربی کتابوں کا ترجہ مغربی زبان میں کون کریے گا ٹا اس احساس نے اس کو تر پا دیا۔ اس کے اندرندی قوت عمل جاگ انٹی ۔ بیماری نے پا وجود اس نے ان بقیہ عربی کتابوں کا ترجہ شروع کر دیا جن کو اس نے اپنے پاس بی کیا تھا ۔ کہا جا تا ہے کہ اپنی موت سے پہلے صرف ایک جینے کے اندر اس نے تقریبًا اس کتابوں کے ترجے پورے کر لیے ۔

عمل کاتعلق حقیقت گیریے سے بے نہ کہ صحت اورطاقت سے۔ اگر آ دمی کے اندرکس کام کی آگ کھڑک اسٹے تواس کام کو دہ ہرحال میں کرڈا تیا ہے ، خواہ وہ بسستزمرض پر ہو۔ نواہ اس سے نطاہری حالمات کسی طرح اس کی اجازت نہ دینے ہوں ۔

بخائده مصروفيات

سالزنیٹسین (Alexander Solzhenitsyn) ایک روسی نا ول نگار ہے۔ اس کوروسی عوام کے دکھوں کا احساس ہوا اور اس کو اس نے اپنی کہا نیوں میں تمثیلی روپ میں ظاہر کر ناشر درع کیا ۔ اس کے نتیج میں دہ روس کی اشتراکی حکومت کی نظری ناپسندیدہ متخص بن گیا۔ چن انچہ اس نے اپنا وطن چوڑ کر امر کید میں پناہ ہے گی۔ وہ امریکہ کی ایک بستی (Vermont) ہیں خاموش کی زندگی گزاد ریا ہے۔ اور اپنے خیالات کتا ہوں کی صورت میں مرتب کرنے میں مصروف میں کی ایک سرکاری تقریب کا اہتمام کیا گیا دی دعوت نامد طل ۔ اس کے انتراکی صورت میں دھا تب ہا کوس میں ایک سرکاری تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں دوسر ے معزز لوگوں کے علاوہ خود صدر امریکہ میں زند کی کہ میں ایک سرکاری تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں دوسر ے معزز لوگوں کے علاوہ خود صدر امریکہ

بھی تشریک ہوئتے۔ نیز اس دوران میں امری صدرر تین ادرسالز نیٹسین کے درمیان ۵ امنٹ کی ایک خصوصی طاقات بھی شامل تھی ۔

سالزنیٹسین نےصدرامرکیرے نام ۳ می ۳ ۸۹ اکوایک بوابی خطاکھا حس کے ذریعہ تقریب میں شرکت سے تعلقی معذوری ظاہر کی ۔ اس نے تکھا کہ زندگ کے بوختصر لمحات میبرے پاس رہ گئے ہیں وہ مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ میں رسی لما قاتوں میں اپنا وقت صرت کروں :

The life span at my disposal does not leave any time for symbolic encounters.

سالزنٹیسین کے ساسنے ایک محدود مقصد کھتا۔ یعنی روسی عوام کی دکھ بھری زندگی کو ناول کے اندازیں بیش کرنا۔ اس مقصد نے اس کے ادفات بر اتنا قبضہ کر بیا کہ اس کے لیے اس کے سواچارہ مذربا کہ وہ صدر امریکا کے دعوت نامہ کور دکر دے ۔

۲ دمی کے سامن اگرکوئی واضح مقصد موتواس کا یہ حال ہوتا ہے۔ مگر حب آ دمی کی زندگی مقصد سے خالی موجا کے تواس کی نظریں اپنے دقت کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔ وہ اپنا اندازہ خودا بنی رائے سے کرنے کے جائے دوسروں کی رائے سے کرنے نگتا ہے۔ وہ دسمی حبلسوں اور تقریبات میں رونق کا سامان بنتا رہتا ہے۔ وہ اپنے لئے جینے کے بجائے دوسروں کے لئے جینے لگتا ہے۔ پہاں تک کہ اس کی عمریوری ہوجاتی ہے۔ بطا مر مصروفیتوں سے عمری ہوئی ایک زندگی اس طورت اپنے انجام کو پنچ جاتی ہے کہ اس کے باسس ایک خالی زندگی کے سوا اور کوئی مسرط پر نہیں ہوتا ۔

يحاور كرناب

المفارویں صدی میں جن انگریزوں کی سرفروش نے ہمندستان کو برطانیہ کی نوآبا دی بنایا ان میں لار ڈ رابر ط کلاکھ (۲۹۷۷ – ۱۷۷۵) کا نام سرفہرست ہے۔ ۲۳ ۲۰ میں جبکہ اس کی عرب اسال تقی، وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک کلرک کی چینبت سے مدراس آیا - اس وقت اس کی تخواہ صرت پارنج پونڈرسالانہ تفی ۔ ببردتم اس کے خرج کے لیے مہرت ناکا فی تفی ۔ چنانچہ دہ قرصوں کے بوجھ کے پنچے دیا رہتا اور مایوسا نہ جمجلا ہست کے تسابی ساتھیں

اس کے بعدایک حادثہ ہواجس نے اس کی زندگی کے دخ کوبدل دیا۔ اس نے اپنی ناکام زندگی کو خست م کرنے کے لئے لیک روز بھرا ہوا بستول لیا اور اپنے سرکے اوپر دکھ کراس کی بلبی دیا دی ۔ گراس کو سخت چرت ہوتی جب اس نے دیچھا کہ اس کا بستول نہیں جلا ہے ۔ اس نے سیتول کھول کر دیچھا تو وہ گولیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اپنے ارادہ کی حد تک اپنے کو لماک کر لینے کے با دجود وہ بدست ورزندہ حالت میں موجو دیتھا ۔

بر براعجب وافعه تفا - رابر ط کلائیواس کو دیکھ کر صلا اتھا : خلاف یقبناً تم کو کسی اہم کام کے لیے محفوظ دکھا سمین اب اس نے کرکی چوٹر دی اور انگرنزی فوج بیں بھرتی ہوگیا - اس زمانہ بی انگریز اور فرانسیسی دونوں بیک دفت مندر سان میں اینا خدم جانے کی کوشش کر رہے نقص اس سلسلے میں دونوں کے درمیان جنگ چھڑ گی کہ اس جنگ میں رابر ٹ کلائیو نے بیم مولی صلاحیت اور بہا دری کا بنوت دیا ۔ اس کے بعد اس نے ترقی کی اور اس کو انگریز ی فوج میں کما نڈر انجیف کی جیٹریت صاصل ہوگئی ۔ جس کلائیوت دیا ۔ اس کے بعد اس نے ترقی کی اور اس کو انگریز ی اس کو میں کہ انڈر انجون کی جو اس کو انگریز ہوئے میں مولی میں موکر خود دار سے باتھ سے اس کو انگریز ی

ہم میں سے تجرض کے ساتھ یہ وافعہ پین آتا ہے کہ وہ کسی متد ید خطرہ میں پڑنے کے با وجو د مجزاتی طور براسس سے پکے جاتا ہے۔ تاہم سبت کم لوگ ہیں جرابرٹ کلائیو کی طرح اس سے سبق یلتے ہوں۔ بو اس طرح کے دافعات میں قدرت کا بہارشارہ پڑھ لیتے ہوں کہ سے اہمی تھا را دفت نہیں آیا، ابھی دنیا میں تم کو اپنے حصبہ کا کام کرنا باتی ہے۔

ہرا دنی کو دنیا بیس کام کرنے کی ایک مدت اور کچھ مواقع دے گئے ہیں۔ یہ مدت اور مواقع اس سے اس دقت یک نہیں تھینتے جب نک خدا کا لکھا پورا نہ ہو جائے ۔ اگر دات کے بعد خدا آپ کے ادیر شنع طلوع کرے تو سمجھ لیجے کہ خدا نزدیک ابھی آپ کے عمل کے کچھ دن باقی ہیں ۔ اگر آپ حادثات کی اس دنیا میں اپنی زندگی کو بچانے میں کا میاب میں نو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے منصوبہ کے مطابق آپ کو کچھا ورکرنا ہے جو ابھی آپ نے منہیں کیا ۔



.

.

.

-

.

شهدكاتبن شهدى كمصال بجولول كاجورس جمع كرتى بي وهسب كاسب شهب مريني بوتا - اس كاحرف ایک تہائی حصہ شہد بنتا ہے ۔ شہد کی معیوں کو ایک یونڈ شہد کے بیے ۲۰ لاکھ بچولوں کارس حاصل کرنا پڑتا ے ۔ اس سے بیے کم ان تقریب ۳۰ لاکھ اڑانیں کرنی میں ۔ ادر اس دوران میں وہ مجوعی طور برد مزار میل کس مسافت طے کرتی ہیں۔ رس جب مطلوبہ مقدار میں جمع ہوجا تاہے تو اس کے بعد شہد ساز کاکاعل شروع ہوتا ہے۔

تنہدا بینے ابتدائی مرحلہ میں بابن کی طرح رقبق ہوتا ہے ۔ شہد تیار کرنے دالی کھیاں اپنے پر وں کو پنکھے کی طرح استعال کرکے فاصل بابن کو بجاب کی مانندا ڈادیتی میں ۔ جب یہ بابن ا ڈجا تلب نو اس سے بعد ایک میٹا سیال باتی رہ جاتا ہے جس کو کھیاں چو سیستی میں ۔ تکھیوں سے منفہ میں ایسے غدود ہوتے ہیں جو اپنے عل سے اس میٹٹے سیال ما دہ کو شہر میں نبدیل کر دیتے ہیں ۔ اب کھیاں اس تیار شہدکو چھتے بحضوص طور پر ہے ہوئے سورا خوں میں بھر دیتی ہیں ۔ یہ سوراخ دوسری کھیاں موم کے ذریعہ حد درج کاربگر ک کے ساکھ بناتی ہیں ۔ کھیاں شہد کو ان سورا خوں میں بھر کر اس کو "دہم بند ، ندا کی طرح ا ہتا ہے خدود ہوتے ہیں جو اپنا تاکہ آین ہوں دوہ انسان کے کام آسکے ۔

اس طرح سے بنمار اہتمام میں جو شہد کی تیاری میں کیے جاتے ہیں۔ خدا ایسا کر سکتا تھا کہ طلسماتی طور پر اچا نک شنہد ہید اکر دسے یا پانی کی طرح شہد کا چشہ زمین پر بہا دے۔ مگراس نے ایسا نہیں کیا۔ خدا ہر قسم کی قدرت سے با دجود شہد کو اسباب سے ایک حد درجہ کامل نظام سے بحت تیار کرتا ہے۔ تاکہ انسان کو مبق ہو۔ وہ جانے کہ خدانے دنیا کا نظام کس ڈھنگ پر بنایا ہے اور کن فوانین و آ داب کی ہیر دی کرے خدا کی اس دنی میں کوئی شخص کا میاب ہو سکتا ہے۔

نشہدی کمی جس طرح علی کرتی ہے اس کو ایک لفظ میں، منصوب بند علی کہ سکتے ہیں ۔ یہی اصول ان ان کے بیے بھی ہے ۔ انسان بھی صرف اس وقت کوئی بامعنی کا میا بی حاصل کر سکتا ہے جب کہ وہ منصوبہ بندعل کے ذریعہ اپنے مقصد بک بہو بنچنے کی کوشش کرے ۔ منظم اور منصوبہ بندعل بی اس دنیا میں کامبا بی حاصل کرنے کا واحد یقینی طریقہ ہے ، شہر کی کمی سے بیے بھی اور انسان سے یہ بھی ۔

امكان صحيح نهيس ہوتا

مغرب کی طرف تعیلی ہوئی پہاڑیوں کے ادرپر سورج ڈوب رہا تھا۔ آفتابی گولے کا آدھا حصہ بیا ڈک جوٹی کے پنچ جاچکا تھا اور آدھا حصہ اوپر دکھائی دیتا تھا۔ تھوڑی د برے بعد پر اسورج ابھری ہوئی پہا ڈیوں کے پیچ ڈوب گیا۔

اب چاروں طرف اندھیرا چھلنے لگا۔ سورج دھیرے دھیرے اپنا اجالا سیٹنا جارہا تھا۔ بطاہرا میا معلوم ہوتا تھا کہ سادا ما حول گمری تاریخ میں ڈوب جائے گا۔ مگر عین اس وقت جب کہ یہ عمل ہور ہا تھا ، اسمان پردو سری طرف ایک اور روشی طاہر ہو ناشروع ہو لی کہ یہ بارھویں کا چا ند تھا جو سورج کے چھینے کے بعد اس کی مخالف سمت سے چیکنے لگا۔ اور کچھ دیرے بعد لوری طرح روش ہو گیا۔ سورج کی روشی کے جانے پر زیا دہ وقت نہیں گزرائھ

" بەقدرت کا اشارہ ہے " بیں نے اپنے دل میں سوچا " کہ ایک امکان جب ختم ہوتا ہے نواسی دقت د دسرے امکان کا آغاز ہوجا تا ہے سورج غروب ہوا تو دنیا نے چا ند سے اپنی بزم دوستن کر بی ۔

اسی طرح افرا دا در توموں کے لئے بھی ابھرنے کے امکانات میں ختم نہیں ہوتے۔ زمانہ اگرایک بارکسی کو گرادے توخدا کی اس دنیا میں اس کے لئے مایوس ہونے کاکونی سوال نہیں۔ وہ نئے مواقع کو استعمال کرے دوبارہ اپنے ابھرنے کا سامان کرسکتا ہے صرورت صرف یہ ہے کہ آ دمی دانش مندی کا نبوت دے ادر سلسل جدوجہدستے بھی نہ اکتما ہے ۔

قدرت كالمنتق

ایک شخص بے اینا ایک تجربہ لکھاہے کہ ایک ماہی گیرنے ایک بار مجھ بتایا کہ کیکڑے کی لوگری برکسی کو ڈھکن لگانے کی صرورت نہیں۔ اگر ان میں سے کوئی کمپ کڑا ٹو کری کھ کناد سے سے نکلنا جا ہتا ہے۔ تو دوسے وہاں ہونے بہی اور اس کو پیچے کی طرف کھینے لیتے ہیں :

A fisherman once told me that one doesn't need a cover for a crab basket. If one of the crabs starts climbing up the side of the basket, the others will reach up and pull it back down.

Charles Allen, in The Miracle of Love.

کی کر ہے کا یہ فطرت یقدینًا فدانے بنائی ہے۔ دوسر یفظوں میں کیکڑ ہے کا یہ طریقہ ایک خدانی طریقہ ہے ۔ کیکڑ ہے کی مثال سے خداان انوں کو بتا رہا ہے کہ اعنیں اپنی اجماعی زندگی کو کس طرح چلانا چاہیے ۔ اجنماعی زندگی میں اتحاد کی بے حداہمیت ہے ۔ اور اتحاد قائم کر نے کی بہترین تدہیر وہ ی ب اجنماعی زندگی میں اتحاد کی بے حداہمیت ہے ۔ اور اتحاد قائم کر نے کی بہترین تدہیر وہ ی ب جو کیکڑ ہے کی د نی میں فدانے قائم کر رکھی ہے ۔ کسی ان انی مجموعے کے افراد کو اتنا با سنعور ہو ناچا ہیں کہ اگر ان میں ہے کوئی شخص ذہنی انحراف کا شکار ہو اور اپنے مجموعے سے حبد اہو نا چاہے تو دوسر یے لوگ اس کوئی شخص ذہنی انحراف کا شکار ہو اور اپنے مجموعے سے حبد اہو نا چاہیں تو کو ٹوکری کے باہر مذجانے دیں ۔

اسلامی تاریخ میں اس کی ایک مثا ندار مثال حضرت سعد بن عبادہ الفیاری کی ہے۔ رسول النّر صلی النّر علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کے مسلد پر ان کے اندر انخراف پید اہوا۔ بیشتر صحابہ اس پر متفق سے کہ قبیلہ قرین کے کسی شخص کو خلیفہ بنایا جائے۔ مگر سعد بن عبادہ کے ذہن میں یہ آیا کہ خلیفہ انصار کا کوئی شخص ہو یا بچر دوخلیفہ بنانے جائیں ، ایک مہا جرین میں سے اور دول را الفسار میں سے ۔ مگر تاریخ بتاتی ہے کہ سعد بن عب دہ کے قبیلہ کے تمام لوگ اپنے سردار کی راہ میں رکاوٹ بن کیکے ۔ انھوں نے سعد بن عبادہ کو کھینچ کہ دوبارہ "لو کمری " میں ڈال لیب ۔ اور ان کو اس سے با ہر جانے پنیں دیا ۔

سنجل كرچك

جموت جانورول کوندی پارکرنا موتو ده پانی می تیزی سی کرک جان بر کر پائی دی مربع کرک جان بر کر پائی دی مربع کرد با می در کر در کر جان بر ده مرقد م نها بیت احتیا ط ندی کوپارکر تا بت ودة نیزی سے جلین کے بجائ مرقد م بررک رک کر جلتا ہے ، ده مرقد م نها بیت احتیا ط سے دکھتا موا آ کے بڑھتا ہے - اس فرق کی دجر یہ ہے کہ چھوٹے جانور دل کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ پان کے نیچ کی مٹی نرم مویا سخت ، ان کا ملکا بھلکا جسم باسانی اس سے گر زجاتا ہے۔ مگر پائی غیر محول طور بر بڑا جانور ہے ۔ بھاری جسم کی دجر سے اس کے لئے بخطرہ ہے کہ چھوٹے کا میں اگر زم موادر اس کا پا دل اس میں در معن جائی در مربع اس کے لئے بخطرہ ہے کہ سینے کی مٹی اگر نرم موادر اس کا پا دل اس میں در معن جائے تو اس کے لئے اس سے نکان سخت مشکل ہوجائے گا۔ یہی دجہ ہے کہ ماتی احد مار موادر اس کا پا دل اس میں کہ نیچ کی سطح مصنوط ہے دہ قدم آ گئی ہیں بڑ حصاتا ۔ ہر بار دب دہ قدم در کھتا ہے تو اس بر اپنا پورا بوجھ منہیں ذاتا۔ دہ ملکا قدم رکھ کر سیلے اس کی نرمی اور تکن کو آزمانا ہے - اور جب اندازہ کر لیت اس کے لئی میں سخت ہے اسی دقت اس بر اپن پار ابو جو رکھ کرا گی ہو ماتا ہوں دو میں در میں اپن پر اپنا پورا بوجھ سخت ہے اسی دوت اس بر اپن پر ابو جو رکھ کرا گی ہو میں کہ ہوتا ہے ۔ اور دو اس بر اپنا پورا بوجھ

ید طریقہ ہاتھی کو کس نے سکھایا۔ جواب یہ ہے کہ خدانے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھی کے اس طرق عمل کو خدائی تصدیق حاصل ہے رکویا زندگ کے لئے خدا کا بتایا ہواستن یہ ہے کہ جب راستہ میں کسی خطرہ کا اندلینہ ہو تو اس طرح من جیلا جائے جس طرح یے خطر راستہ پر چپلا جاتا ہے ملکہ ہرقدم سنجل سنجل کردکھا جائے ، در زمین "کی قوت کا اندازہ کرتے ہوئے آگے بڑھا جائے ۔

انسان كوخدان بالحقی سے زیادہ عقل دی ہے۔ جہاں بارو دے دخیرے ہوں دہاں آدی دیاسلان نہیں جلاتا ۔ حس ٹرین میں بٹرول کے ڈب تکے ہوئے ہوں ، اس کا ڈرائیور بے احتیاطی کے ساتھ اس کی شندنگ نہیں کرتا ۔ مگراسی اصول کو اکٹرلوگ سماجی زندگی میں بھول جاتے ہیں ۔ ہرسماج میں طرح طرح کے انسان ہوتے ہیں اور وہ طرح طرح کے حالات پیدا کئے رہتے ہیں ۔ سماج میں کہیں " دلدل" ہوتا ہے ادکرمیں " بٹرول " کہیں "کانٹا" ہوتا ہے ادرکہیں "گڑھا" ۔ عقل مندوہ ہے جو اس قسم کے ساجی مواقع سے بڑے کر کل جائے نہ کہ اس سے الچھ کرا بنے راستہ کو کھوٹا کہ ۔

میں آدمی کے سامنے کوئی مقصد مو وہ داستہ کی نانوش گواریوں سے میں ہیں ایکھے کا ۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ان سے الجھنا اپنے آپ کو اپنے مقصد سے دور کردینا ہے ۔ بامقصد آ دمی کی توجہ آگے کی طرف ہوتی ہے نہ کہ دائیں بائیں کی طرف ۔ وہ مقص نتائے پرنظر رکھتا ہے ہن کہ دقتی کا دروائیوں پر۔ وہ حقیقت کی نسبت سے چیزوں کو دیکھتا ہے نہ کہ ذانی خواہشات کی نسبت سے ۔

قدرت كي مثال

شکاریات کے ایک اہر نے لکھاہے ( ٹائٹ آف انڈیا ۲۱ می ۸۴ م) کہ شہراکٹر اس وقت مردم خوربن جاتے ہیں جب کہ وہ اتنے بوڑھے ہوجا ہیں کہ دحشی جانو روں کو یذ بجر سکیں ۔ مگر دس ہی **- ٩ مردم خور شيروه بين جن كوغلط شكارى زخمى كر ديتے بين :** 

The big cats turn into man-eaters often when they are too old to hunt and trap wild animals. But nine times out of ten, they do so because a poacher has wounded them.

شیرابین فطرت کے اعتبار سے مردم خورنہیں۔ گروہ تمام جانور وں بی سب سے زبادہ " ذخمن خور" ہے۔ شیرجس کو اپنادشمن مجھ لے اس کو وہ کسی حال بیں نہیں بخشا۔ عام حالات میں شیر کسی انسان کو دکھتا ہے نووہ کتراکر کل جاتا ہے۔ لیکن ایسے شکاری جن کے پاس اچھے ہتھیار نہ ہوں اور انا ٹری بن کے سائڈ شیر پر فائر کریں، وہ اکثر اس کو مارنہیں پانے لیکہ زخمی کر کے چوڑ دیتے ہیں۔ بہی وہ شہر ہیں جو مردم خور بن جانے ہیں، وہ "انسان" کو اپنا ذمن سمجھ لیتے ہیں اور حب معی انسانی صورت میں کی تخص کو دیتے ہیں۔ اس کو ختم کئے بغیر نہیں رہتے۔

بر زندگی کا ایک فالون ہے۔ وہ مسطرح منیرا و رانسان کے لئے درست ہے ای طرح وہ انسان اور انسان کے لئے بھی درست ہے ایک انسان کا معالمہ مویا ایک فوم کا معاملہ ، دولوں حالتوں بیں دنیے کا اصول بھی ہے جس قشمن کو آپ ہلاک نہیں کر سکتے اس کو زخی بھی مذمیجے ، کمیوں کہ زخی قشمن آپ کے لئے پہلے سے بھی زیا دہ بڑا ذخمن ہوتا ہے ۔

ایک شخص آپ کا دشمن ہوا ور آپ کانی نیاری کے بغیراس بر وارکریں توبیر ابنی قبر خود اپنے ہاتھ سے کلو دنا ہے ۔ اس قسم کے اقدام کے بیچھے بے صبری کے سواا ور کچھ نہیں ہوتا ۔ جن لوگوں کے اندر یہ صلاحیت نہیں کہ وہ سورچ سمجو کر منصوبہ بنا بنیں اور خا موش جد وجہد کے ذریعہ اپنے آپ کو مضبوط اقدام کے قابل بنایتیں وہی وہ لوگ ہیں جو دشمن پر طحی وارکر کے دشمن کو اورزیا رہ ابناد شن بنا لیتے ہیں اور بعد کو شکا بیت اور احتماح کا دفتہ کھول دیتے ہیں۔ حالاں کہ اس دنیا ہیں مذہوب اقدام کی کو کی قبر سے اور مذہوب شکا بیتوں کی ۔

زندگی کی قوت گھرے اُنگن میں ایک بیل اگی ہوئی تھی۔ مکان کی مزمت ہوئی تو وہ ملبہ کے پنچے دب کمی ۔ اِنگن کی صفائی کرائے ہوئے ملک مکان نے بیل کوکٹوا دیا۔ دور تک کھودکراس کی جزمیں منی سکلو ا دیگئیں اس کے بعد بورے صحن میں ایپنٹ بچھاکراس کو ہمنے سے بختہ کر دیاگیا۔ کچی صبعب بیل کی سابق جگہ کے پاس ایک نیاوا تعہ ہوا۔ بجنہ انیٹیں ابب مغام پر اعجراً یک ۔ ابسامعلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے دھکا دے کرامنیس اتھا دیا ہے ۔کسی نے کہا کہ بیچو ہوں کی کا دروانی ہے مسی نے کوئی اور قیاس قائم کرنے کی کوششش کی۔ آخر کار اینٹیں میں آئی گمیں تومعلوم ہوا کہ سبل کا پود ااس کے نیچ مری ہوئی شکل میں موجو دہے۔ بیل کی کھ جو بی نہ بین کے نیم دہ کئی تقین مدہ بڑھ کماین ک پہنچیں اوراب اور انے کے لیے زور کرر بی تقیق ۔ · بہ تیاں اور انکھو سے جن کو باتھ سے مسلاجا نے تو وہ آٹے کی طرح بس انٹیں ، ان کے اندر اتن طاقت ہے کہ اینٹ کے فرش کو توڑ کرا دیر آجایئ '' مالک مکان نے کہا '' بیں ان کی دا ہیں جاں نہیں ہوناچا ہتا۔ اگر بیر بیل مجمد سے دوبارہ زندگ کامن مانگ ر ،ی ہے تو میں اس کوزندگ کا حق دوں گا' چنانچہ انھوں نے چندا بنٹین نکلواکر اس کے لیے جگہ بادی ۔ ایک سال بعد رکھیک اس مفام پر تقریباً بندره فث اونی بیل کوی بولتم جهان اس کوخن کرے اس کے اوپر بخت ا بنی جوژ دی کئ پہاڑا بی ساری دست اور عظمت کے با وجود یہ طاقت نہیں رکھنا کہ سی پنجر کے شکر سے کوا د ھر *سے ادھر کھ*سکا دسے۔ گر درخت کے نتھے بودے ہیں اتناز ور ہے کہ وہ پتھر کے فرش کو دھکیل کریا ہر آجا تا ہے۔ بہ طاقت اس کے اندر کہاں سے آئی۔ اس کاسر جہْمہ عالم فطرت کا وہ ہر اُسرار منظہ ہےجس کو زندگی کهاجانا ب- زندگی اس کائنات کا جیرت انگیز واقعہ بے ۔ زندگی ایک ایسی طافت ہے جب کو کوئی د بانہیں سکتا۔ اس کوکوئی ختم نہیں کہ سکتا۔ اس کو پھیلنے اور بڑھنے کے ق سے کوئی محروم نہیں کرسکتا۔ زندگ ایک ایسی فوت بےجواس دنیا میں اپنا ہی وصول کر کے رہتی ہے۔ حب نہ ندگی کی جزیں تک کمود دی جاتی ہیں، اس وقت سمی وہ کہیں رکھیں ایا دود رکھتی ہے اور موقع پاتے ہی دو با رہ الل امر الوجاتى ب- جب طامرى طورير ديك والے يقين كريے اي كداس كا خاند كيا جا جكا ، اسس وتت بمی وہ عین اس مقام سے اینا سرنسکال لیتی ہے جہاں اسے توڑا اور سلاگیا تھا۔

+ 2713

درخت کا ایک حصد تند ، و ناب اور دو سرا حصد اس کی جرای رکہا جا تاب کہ درخت کا جتنا حصد او پر موتاب تقریبًا اتنا ، می حصد زمین سے نیچ جرا کی صورت میں بجیلا ہوا ، موتاب ۔ درخت اب وجود کے نصف حصد کو سرسبز وست داب حقیقت کے طور پر اس وقت کھ اکر پاتا ہے جب کہ وہ اب وجود کہ بقیہ نصف حصد کو زمین کے نیچ د فن کر نے سے بیار ، موجب نے ۔ درخت کا یہ منون انسانی زندگی کے بیے خدا کا سبق سے ۔ اس سے معلوم ، موتاب کہ زندگی کی تعمیر اور استو کام کے لیے لوگوں کو کہا کہ ناچا ہے ۔ ایک مغربی مفکر نے کھا ہے :

Root downward — fruit upward. That is the divine protocol. The rose comes to perfect combination of colour, line and aroma atop a tall stem. Its perfection is achieved, however, because first a root went down into the homely matrix of the common earth. Those who till the soil or garden understand the analogy. Our interests have so centred on gathering the fruit that it has been easy to forget the cultivation of the root. We cannot really prosper and have plenty without first rooting in a life of sharing. The horn of plenty does not stay full unless first there is rooting in sharing.

جڑینے کی طرف ، بجل اور کی طرف ۔ یہ خدانی اصول ہے ۔ گلاب کا بجول رنگ اور خوش کا ایک معیاری مجموعہ ہے جوایک تنہ کے اور خلا ہر ہوتا ہے ۔ مگر اس کا معیار اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ بہلے ایک جرط نیچ مٹی کے اندر کئی ۔ وہ لوگ جوز مین میں کھیتی کرتے ہیں یا باغ لگاتے ہیں وہ اس اصول کو جانے ہیں۔ مگر ہم کو بچل حاصل کر بند سے اتنی ذیا دہ دل چیپ ہے کہ ہم جز مجب نے کی بات آسانی سے بجول جانے ہیں ۔ ہم حقیقۂ ترتی اور خوش حالی حاصل نہیں کر سکتے جب تک ہم مشترک زندگی میں اپنی جڑیں داخل نہ کریں ۔ کمل خوست حالی مشترک زندگی میں جڑیں قائم کیے بغیر ممکن نہیں ۔ درخت زمین کے اور کو شاہو تلب ۔ مگر وہ زمین سے اندر اپنی جرطی ہے کہ ہم اور حصل ہے کہ ہم کر اس کا تک ہوں ہوں جو اور کی طرف بڑھت جاتی دندگی میں جڑیں قائم کیے بغیر ممکن نہیں ۔ اور کی طرف بڑھت ہے مذکر اور سے نیچ کی طرف ۔ درخت کو یا قدرت کا معلم ہے جو انسان کو یہ سبق دے رہا ہو جن میں ۔ اس دنی میں داخل میں جڑیں تائم کیے بغیر ممکن نہیں ۔ ہوں داخل نہ داخل نہ کہ اور کہ خواب ہو تلب ۔ مگر وہ نہیں کے اندر اپنی جرطیں جمل کا کو یہ سبق دے رہا ہو ہوں بڑھت ہو تا ہے درخانہ کو میں جڑیں تائم کیے بغیر مکن نہیں ۔ درخت زمین کے اور کو ش حال ہو تلب ۔ مگر وہ نہیں کے اندر اپنی جرطیں جار ہو تاہے ۔ مگر وہ نہیں ای ای جرطی حال ہو تاہے ۔ میں ای خوب کی ہو ہو میں ہو ہوں ہو تاہے ۔ مگر وہ نہیں ہو میں کہ ہیں ۔ درخت زمین کے اور کھڑا ہو تاب ۔ مگر وہ نہیں کے اندر اپنی جرطیں جائی ہو ایس ای کو یہ سبق دے رہا ہو ہم میں ہو ای میں داخلی استرکام کے بغیر خارجی ترقی میں نہ تیں ۔

یا<u>نے سے پہلے</u>

انگریزی کامقولہ ہے کہ ہم ویتے ہیں تب ہی ہم پاتے ہی ،

In giving that we receive

دنیا کے بنانے والے نے دنیا کا یہ فالون مقرر کیا ہے کہ یہاں جو دیتا ہے وہی پا تا ہے جس کے پاس دینے کے لئے کچھ نہ ہواس کے لئے پانا بھی اس دنیا میں مقدر نہیں ۔ ہمارے چاروں طرف کی دنیا میں خدا نے اس اصول کو انتہا تی کا من تسکل میں خاتم کر رکھا ہے یہاں ہرچیز کو اگرچہ اپنے وجو دکو قائم کرنے کے لئے دوسروں سے کچھ لینا پڑتا ہے ، مگر ہرچیز کا یہ حال ہے کہ دہ جنیا

ليتى ہے اس سے زيادہ وہ دينے کی کوشش کرتی ہے ۔ ليتی ہے اس سے زيادہ وہ دينے کی کوشش کرتی ہے ۔ درخت کو ليجتے ۔ درخت زيين سے پانی اور معد نيات ليتا ہے وہ ہوا سے نائٹروجن ليتا ہے۔

وہ سورج سے حرارت لیتا ہے اور اس طرح پوری کا منات سے اپنی غذا لیتے ہوئے اپنے دجو دکو کمال کے درج تک پہنچا تا ہے ۔ مگراس کے بعد دہ کیا کرتا ہے ۔ اس کے بعد اس کا پورا وجو د دوسروں کے لئے وقف ہوجا تا ہے ۔ وہ دوسروں کو سایہ دیتا ہے ۔ وہ دوسروں کو لکڑی دینا ہے ۔ وہ دوسروں کو پھول اور پچل دینا ہے ۔ وہ ساری عراسی طرح اپنے آپ کو دوسروں کے لئے وقف رکھتا ہے ۔ یہاں تک کر ختم ہوجا تا ہے ۔

یہی حال کا ئنات کی ہرچیز کا ہے۔ ہرچیز دوسروں کو دینے ادر دوسروں کو نفع پہنچا نے بیں مفرو ہے۔ سورج، دریا، پہاڑ، ہوا، ہر حیب زدوسروں کو نفع پہنچا نے ہیں لگی ہوئی ہیں۔ کا تنات کا دین نفع بخش ہے بذکہ حقوق طبی ۔

اس دنیا بین حرف ایک بھی مخلوق ہے جو دینے کے بجائے لینا چام بتی ہے ، اور وہ انسان ہے۔ انسان یک طرفہ طور پر دوسروں کولونتا ہے ، وہ دوسروں کو دئے بغیر دوسروں سے لینا چا ہتا ہے ۔ وہ نفع بخش بنے بغیر نفع خور بننا چا ہتا ہے ۔

السان کی یک روش خدا کی اسکیم کے خلاف ہے ، وہ کائنات کے عام مزاج سے ملی ہو تی سب میہ نشاد ثابت کرنا ہے کرا یسے لوگوں سے لئے موجودہ دینا میں کا میابی مقدر نہیں ۔ موجودہ دنسیا ہیں کا میابی حرف ان لوگوں کو مل سکتی ہے جو وسیع ترکا تنات سے اپنے کو ہم اُہنگ کریں ۔ جو دینے والی دنسیا میں خود بھی دسینے والے بن کر دہیں ، بذکہ دینے والی دینیا میں صرف لیسے والے ۔

قدرت كانطاك

اگراب ابنا کرد بند کرے بام رچلے جائیں اور چند مہینہ سے بعد واپس آکر اسے کھولیں توم طرف اتن گر دیڑی ہوئی ہو گی کر جب تک آب اسے صاف نذکر لیں آب اس کرہ میں بیٹھنا بیند مذکریں گے ۔ نیز ہوا سے ساتھ جب گر داکھتی ہے تو آدمی سخت پرلیٹ ان ہوتا ہے اور چا مہتا ہے کہ کب بید گر دکی آفت اس سے دور ہوجائے ۔

لیکن گرد کیا ہے۔ یہ زمین کی اوپری سطیح کی وہ زرخیز ملی ہے جس سے مرقم کی سبزیاں ، بھل اور غلّے ہیدا ہوتے ہیں۔ اگرز مین کی سطح پر بد ملی نہ ہو تو زمین برزندگی گزارنا آدمی سے بنا ممکن ہوجائے۔ بھریہی گرد ہے جو فضا میں کت افت ہید اکر تی ہے جس کی وجہ سے پانی سے بخارات با دل کی صورت اختیاد کرتے ہیں اور بوند بوند کر کے زمین پر برستے ہیں۔ زمین کی اوپری فضا میں گردنہ ہو تو بارش کاعل ختم ہوجائے۔

سورج نیکلنے اور دلوسے کے وقت جودنگین شفق آسمان کے کماروں پر دکھ ان دیتی ہے وہ بھی فضامیں اسی گردکی موجودگی کی وجہ سے سے ۔ گرد ہمارے بیے ایک مفیار ما دہ بھی ہے اور ہماری دئیا کونحوسٹ منظر بنانے کا ذریعہ بھی ۔

یہ ایک سادہ سی مثال ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دینیا کی زندگی میں کس طرح خدانے ناخوش گوار چیزوں مے ساتھ خوسنٹ گوار چیزیں رکھ دی ہیں یہ جس طرح مجھول سے سے تھ کا نٹا ہوتا ہے اسی طرح زندگی میں پیندیدہ چیزوں کے ساتھ ناپیندیدہ چیزوں کا جوڑا بھی لگا ہوا ہے ۔ اب جب کہ خود قدرت نے بچلول اور کا نظے کو ایک سے تھ پیدا کیا ہے تو ہارسے بیے اس کے

سواچاره نہیں کہ ہم اسس کے ساتھ نباہ کی صورت بیداکریں ۔ موجودہ دینی میں اس کے سوا کچھ اور ہو نامکن نہیں ۔

دوک روں کی شکایت کرناصرف اپنے وفت کوصائع کرناہے ۔ یہ دنیا اس ڈھنگ پر بنانی گئ ہے کہ یہاں لاز ما شکایت سے مواقع آئیں گے ۔عقل مندآدمی کا کام یہ ہے کہ وہ اس کو صول حب ئے۔ وہ شکایت کو نظرانداز کرکے اپنے مقصد کی طرف اپنا سفر جاری رکھے ۔ ساس

### قدرت كاقانون

ہیری ایمرسن فاسٹرک نے زندگی کی ایک حقیقت کوان الفاظیں بیان کیا ہے سی کوئی بهاب پاگیس اس وقت تک سی چیز کونہیں چلاتی جب تک اس کو مغید ہنہ کیا جائے۔ کوئی نے گرا اسس وقت یک روشنی او رطاقت میں تب دیل نہیں ہوتا جب تک اس کو سرنگ ہیں داخل یہ کیا جائے۔ کونی زندگی اس وقت بک ترتی شہی کرتی جب بک اس کورخ پر دند لسگایا جائے ، اس کو وقعت دن کیا جائے۔ اس كومنظم مذكياجات:

No steam or gas ever drives anything until it is confined. No Niagara is ever turned into light and power until it is tunnelled. No life ever grows until it is focused, dedicated, disciplined.

Harry Emerson Fosdick, Living Under Tension

قدرت کا ایک، ی قانون ہے جو زندہ چیزوں میں بھی رائج ہے اور غیرزندہ چیزوں میں تھی۔ وہ بہ کہ ہرمطلوب چیز کو حاصل کرنے کی ایک فیت ہے ، حب تک وہ قیت ادارن کی جائے مطلوب چیز حاصل نہیں ہوتی۔

یہاں ابھرنے کے لئے پہلے دبنا پڑتا ہے۔ یہاں ترنی کے درج تک پہنچن کے لئے بے ترتی پر راضی ہونا پڑتا ہے ۔ یہاں دوسروں کے اوپر غلبہ حاصل کرنے کے لئے دوسروں سے مغلو بیت کو ہردانت کرنا ہوتا ہے۔

ایک بات بظاہر سا دہ سی ہے مگرانسان اپنی علی زندگی میں اکثر اسے بول جاتا ہے ۔ وہ بہ کہ ہم ابنی بنائی ہوئی دینا میں نہیں ہیں بلکہ خداکی بنائی ہوئی دنیا میں ہیں ۔جب صورت حال یہ ہے کہ یہ دنیا خداکی دنیا ہو تو ہما دے لئے اس کے سواکوئی چارہ نہیں کہ ہم خداکے بنائے ہوئے قوانین کوجا نیں اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو ہم آ ہنگ کہ یں ۔اس کے سواکسی اور تد بیر سے پہر سے اس ہم اپنے لئے جب گھ حاصل نہیں کر سکتے۔

جولوگ چاہتے ہوں کہ ان بر یہ مراحل مذکر ریں اور اس کے بغیروہ تر تی اور کامب بی کے مقام کو پایس ان کو اپنی لیے مطابق دوسری دینا بنانی پڑے گی۔ کیوں کہ خدائے جو دینا بناتی ہے اس میں توابیا ہونامکن نہیں ۔ بناتی ہے اس میں توابیا ہونامکن نہیں ۔

استحكا

الترتعالی نے اپنی دینیا میں ہر قسم کی عملی متالیں قائم کر دی ہیں۔ منلاً اس نے درختوں میں دقوس سے درخت بنائے۔ ایک بیل، اور دوسرے بڑے بڑے سیعل دار درخت ۔ بیل مہینوں میں تیھیلتی ہے اور سیم مہینوں ہی میں ختم ہوجاتی ہے۔ اس کے برعکس درخت سالوں میں تیا ر ہونا ہے۔ اور تھریا لوں اور معض ادقات صد لوں تک زیبن پرنائم رہتا ہے۔ اس طرح دو مختلف قسم کی مثالیں کھڑی کرکے خدا ابنی خاموش زبان میں پر کہ رہا ہے کہ ہم کیا طریقہ اختیا رکر س اور کون ساطر بغہ اختیار رز کر سے کون سا

قوم کی نغمبر کے معاملہ میں ہم کو چاہئے کہ ،ہم بیل کی طرح سر پھیلیں بلکہ درخت کی طرح برط صحابی کوشش کر یں۔ بیل کا بہ حال ہونا ہے کہ وہ آناً فا نا بڑھتی ہے مگر چند ،ہی مہینوں میں سو کھ کرختم ہوجاتی ہے۔ ابندا میں چاہے وہ ایک فرلانگ تک تھیل ہوئی نظرائے مگر آخر کار و ہ قدموں کے بنچ بھی دکھائی نہیں دیتی۔

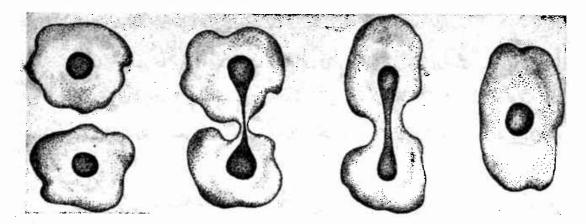
اس کے برعکس درخت کا یہ حال ہوتا ہے کہ اگر چو وہ سالہا سال کے انتظار کے بعب دنیار ہوتا ہے گراس کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ وہ جنااو پر دکھائی دیتا ہے اتنا، ی وہ نہ بین کے اندر بھی چھپا ہوتا ہے ۔ وہ سطح زمین سے گذر کر اس کی گہرا بیکوں سے اپنے لیے غذا حاصل کرتا ہے ۔ کوئی درخون جب ایک بارتیار ہوجاتا ہے تو بھر وہ سوسال تک لوگوں کو اپنا بچل اور اپناسا یہ دیتار ہتا ہے۔ اسس سے لوگوں کو صرف فائرہ ملآ ہے ۔ کسی اغتبا رسے بھی وہ لوگوں کے لیے نفصان کا سبب نہیں بنتا۔ وہ لوگوں کے بیے کسی تسم کا مسئلہ کھڑا نہیں کرتا ۔

ای طرح قوم کی تعمیر میں تولیع سے زبادہ استحکام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ استحکام کے بغیر کو سیع ایسی ہی ہے جیسے نبیا دے بغیر کے ان کی تعمیر

جومعاملہ درخت کا ہے وہ ی انسانی نر ندگ کا بھی ہے۔ اگراب طوس ا ور دیر پانعیر چاہنے ہیں تو اس کے لئے آپ کوصبر آز ماانتظار کے مرحلہ سے گذرنا ہو گا۔ اور لیے عرصہ تک مسلسل محنت کرنی پڑے گی۔ بیکن اگر آپ بچوں کا گھروندا بنانا چاہتے ہوں تو پھر ہی وسٹ ام میں ایسا گھروند این کر نیا رم وسکتا ہے۔ البتہ ایسی حالت ہیں آپ کو اس حاد ننہ کا سا منا کرنے کے لئے بھی نیا رر ہنا چاہئے کہ جتن دیر میں آپ کا کھروند این کر کھڑا ہوا ہے، اس سے جم کم تمن میں وہ دویا رہ نر بین ہو جائے ۔

تو <del>من</del>ے کے بعد

آپ لکڑی کو توڑیں تو وہ لڑ ط کر دوشکڑے ہوجائے گی۔ اس کا ٹوٹنا ہمینہ سے لیے ٹوٹن بن جائے گا بکڑی اپنے وجود کو دوبارہ پہلے کی طرح ایک نہیں بناسکتی ۔ مگر زندہ چیز ول کامعاملہ اس کے بالکل برعکس سے ۔ زندہ چیز ٹوٹنے سے بعد بھی زندہ رہتی ہے ۔ ایک زندہ امیبا جب ٹوٹت اسے تو وہ دوزندہ امیں بن حب تاہے۔

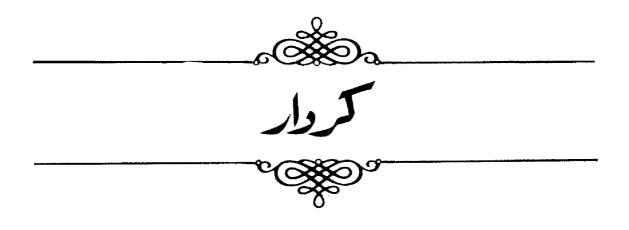


ہاری دنیا میں اس طرح کے واقعات خداکی عظیم نشانی ہیں ۔ وہ بت اتے ہیں کہ ایک زندہ النان کے لیے خدانے اس دنیا میں کتنابڑا امکان چھپار کھے اہے۔ یہ امکان کہ اس کی کوئی بھی شکست الزى شكست روي المع حدادة اس كواخرى طور برختم روكر المريخ باف - ايك زنده جيزيا ایک زندہ ان ان کو کبھی توڑا نہیں جا سکتا ۔ زندہ چیز اگر لڑ ٹی سے تو اس کام رحصہ ایک نے زندہ وجو دکی شکل اختیار کربیت ہے ۔ اورنینجنڈ سیلے سے بھی زیا دہ عظیم بن جاتا ہے ۔ انسان ایک ایسی مخلوق ہے کہ ناکامی اسٹ کو فکری گہرا نی عطاکر تی سے ۔ دکاوٹیں اس کے ذین کے بند دروازے کو کھولتی ہیں ۔ حالات اگر اس سے دجو دکوٹکڑے ٹکڑے کر دیں تو اسپ کا ہڑکڑ دد بارہ ننی زندگی حاصل کر لیتا ہے ۔

اس امکان سے اس دنیا میں کسی انسان کو اہدی طور پر نا قابل تسخیر بب ادیا ہے ، سنرط یہ سے کہ وہ زندہ ہو، وہ ٹوٹنے کے بعب د دوبارہ اپنی تو توں کو متحد کرنا جا نتا ہو۔ بازی کھونے کے بعدوہ ایت احوصلہ مذکھوٹے ۔ ایک کشی لوٹنے کے بعد وہ دوبارہ نکی کشی کے ذریب ایناسفر متر دع کر سکے یہ

بجاؤكانتظام

« یہ لائٹی کی برگت تھی ، ، مفتی صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا <sup>دو</sup> کل آپ لائٹی کے بغیر تھے تو کتوں کو بہت ہوئی وہ بھونکتے ہوئے آپ کی طرف دوڑ بڑے ۔ آنج ہما دے ساتھ لمبی لاٹھی تھی تو کتے اس کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ ہم بے زوڑ بی ہیں بلکہ ان کا جواب دینے کے لئے ہمارے پاس مفنیوط مہت پار موجو دہے ۔ اس چیزنے کتوں کو ہمارے اوپراف دام کرنے سے بے ہمت کر دیا ۔ " کنا ہمین نہ اس دقت آپ کی طرف دوڑے گا جب وہ آپ کو کمز ورمحسوس کرے ۔ اگر وہ دیکھے کہ آپ کے پاس طاقت ہے تو دہ آپ کی طرف درخ نہیں کرے گا۔"



ø

.

. • . .

بدعنواني نمبىئى بىن ايك ئىئى منىزلە عارت بنائى گى ماس كانام" <sup>ت</sup>اكاست دىپ " ركھ**اگيا - ئىرچب وە بن** كر تیار ہوئی نواچا نک گریڑی ۔ نبا باجا ناہے کہ گرنے کی وجہ پیلتی کہ اس کی تعمیر میں سمنٹ کاجز رمقررہ مقدار سے کم است تعال کیا گیا تھا۔ ایک محنکل انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹرنے اس سلسلے میں اینا بیان دیتے ہوئے کہا 🛿 RCC construction is a scientific process which is excellent in the hands of qualified and experienced people, but dangerous if managed by incompetent engineers and contractors. آرس سی تعمیر ایک سامنسی طریقہ ہے جو ہہت عمدہ ہے جب کہ دہ لائق اور نخر بہ کا رلوگوں کے پاتھ میں ہو گر وہ اس دنت خطر ناک ہوجا تاہے جب اس کواستعال کرنے والے نااہل انجنیئر اور تھیجہ دار ہوں ۔ (مائم) آن نڈیا ستمبر ۱۹۸۳) بظاہر بہ ایک سیح اور خوب صورت بات معلوم ہوتی ہے ۔ گرحقنقبت بیر ہے کہ اس کے اندر ایک مغالطہ جیمیا ہواہے۔ بیمغالطہ اس دقت کھل جاتا ہے جیب کہ ہم نااہل (Incompetent) کی جگہ برعنوان (Corrupt) کالفط کر کور ی - حقیقت بید ہے کہ ہمارے ملک میں اس قسم کے مسائل لوگوں کی حرص ا و ر بدعنوانی کی وجہ سے پید اہوتے ہیں نہ کہ تنی عدم مہارت کی وجہ سے ۔ بھاروا دہم ہندستنان کا علیٰ ترین سرکار کی منصوبہ تھا۔اس کی تعبیر میں ملک سے بہترین الجنير لسگائے گئے۔ مگرجب دہ بن کرننیار ہوا تو اس کی دیوا رمیں نسگاف ہوگیاجس کی تعمیر میں د وبار ہ کرڈروں دیپیر لگانا پر ا۔ اس نسم کے داتھات ہرروز ہارے ملک میں ہورہ ہیں۔ بیسب کام ہمیشہ قنی ماہر بن کی نگران ہیں انجام پاتے ہیں۔اس کے باوجو دیبرجال ہے کہ سرکیس بننے کے بعد جلد ی خراب 'ہوجاتی ہیں ۔عارتیں تیار ہونے سے ساتھ ہی قابل مرمت ہوجاتی ہیں ۔ منصوب تی میں کو پینی کر غیر کمل نظر نے لکتے میں - اس قسم کے تمام وافعات کی دجہ برعنوانی ہے مذکر نمی مہارت کی کی۔ بدعنوانی ایک نفسیاتی خرابی ہے اور منی مہارت میں کمی ایک شکستکل خرابی ۔ نفساتی خرابی کو محکل اصلاح کے ذریعہ دورنہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم چلہتے ہیں کہ ملک میں وافعۃ ایک بهتر سماج بنے توافرا دقوم کی نفسیاتی اصلاح کرنی ہوگی۔ صر<sup>ف ن</sup>ک کک کورسس میں اضافہ سے بیقسد كبعى جادسك نهيس بوسكتا ب бI

قومي حردار

۱۹۶۵ کا داد حد ب - بندستان کا یک صنعت کا مغربی جمنی گئے - دہاں ان کو ایک کا رضانہ میں جانے کا موقع طاروہ اِ دھر اُدھر گھوم کر کا رضانہ کی کا رکر دگی دیکھتے دہے ۔ اس درمیان میں وہ ایک کاریجر کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس سے کچھ سوالات کرنے لگے۔ بار پا رخطاب کرنے کے باوجود کا دیگر نے کوئی توجہ نہیں دی ۔ وہ بدسنور اپنے کام میں لگارہا ۔

یحد دیر کے بعد کھانے کے وقفہ کی گھنٹی تکی۔ آب کاریگر اپنی مشینوں سے انھر کر کھانے کے ہال کی طرف جانے لگے۔ اس وقت مذکورہ کاریگر ہندستانی صنعت کار کے پاس آیا۔ اس فصنعت کار سے ہاتھ ملایا اور اس کے بعد تعجب کے ساتھ کہا ؛ کیا آپ اپنے ملک کے کاریگروں سے کام کے وقت بھی باتیں کرتے ہیں۔ اگر اس وقت بیس آپ کی باتوں کا جواب دینا تو کام کے چند منط ضائع ہوجاتے اور کمپنی کا نقصان ہوجا تا جس کا مطلب پوری فوم کا نقصان تھا۔ ہم بہاں اپنے ملک کو فائدہ پہنچا نے آتے ہیں، ملک کو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں آتے۔

یمی وه کردار بے جومغربی قوموں کی ترقی کا راز ہے۔ صرم ۱۹ میں اتحادی طاقوں (الائد پا درس) نے جرمنی کو بائل تباہ کر دیا تھا ، نگر صرف ۵ موسال بعد جرمنی دویارہ پہلے سے زیادہ طاقت ورین چکا ہے اور اس ترقی کا رازیں ہے کہ دیہاں کا ہر فرد اپنی یہ ذمہ داری بمحصاب کہ دہ اپنی ڈیوٹی کو بخوبی طور بر انجام دے۔ وہ اپنی ذات کو اپنی قوم کے تابع سمحصالہ سے سرا دمی اپنی ذات کی تکمیل میں لگا ہوا ہے۔ مگر قومی مفاد کی قیمت برنہیں بلکہ ذاتی جد وجہد کی قیمت بر رجہاں ذات اور قوم کے مفادین طراف ہو، دہاں دہ قوم کے مفاد کو ترجع دیتا ہے، اور اپنی ذاتی خوان کا در این کو دیا ہے کہ مفادین کی تکمیل میں لگا ہوا ہے۔ مگر قومی کے مفاد کو ترجع دیتا ہے، اور اپنی ذاتی خوان کو دہا دیا ہے۔

قوم کی حالت کا انحصار تمییند فرد کی حالت پر ہوتا ہے۔ فرد کے بننے سے قوم بنتی ہے ادر فرد کے گرطنے سے قوم گرجاتی ہے۔ فوم کا معاملہ وہی ہے جومت بین کا معاملہ ہوتا ہے دستین اسی دقت صحح کام کرتی ہے جب کہ اس کے پرزے صحیح ہوں رامی طرح قوم اس دفت درست رہتی ہے جب کہ اس کے افراد اپنی جگہ پر درست کام کر رہے ہوں مشین بنانا یہ ہے کہ پر زے بنا ے جائیں راسی طسرح فوم بنانا یہ ہے کہ افراد بنا نے جائیں ۔ فرد کی اصلاح کے بغیر قوم کی اصلاح اسی طرح نا ممکن ہے حب طرح پر زے نیار کے بغیر مشین کھڑی کرنا ۔

## طاقت كاراز

عالمی سطح کے کھلاڑی اکثر سکیساں جیمانی قوت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کو تر میت بھی بیسال معیار کی ملتی ہے۔ بچر ان میں ہار حبیت کا سبب کیا ہوتا ہے۔ جو شخص جیتا ہے وہ کیوں جیتا ہے ا ورجو ہارتا ہے وہ کس بنا پر ہارتا ہے۔ یہ سوال بچھلے تین سال سے امریکیہ کے مسائنس دانوں کی ایک جماعت کے لئے تعتق کا موصور کا بنا ہوا تھا ، اب النھوں نے تین سال کے بعد اپنی تحقیق کے نتائج نشائع کئے ہیں ۔

ان سائنس دانوں نے عالمی سطح کے مبترین کمشتی لرشنے دانوں (Wrestlers) برتجربات کے ساتھوں نے ان کی عصلاتی طاقت ادران کی نفسیات کا بنور مشاہدہ کیا۔ انھوں نے پایا کہ عالمی مقابلوں میں جیتنے والے ہوانوں ادر ہارنے والے ہملوانوں میں ایک خاص فرق ہوتا ہے۔ مگر یہ فرق حیمانی نہیں بلکہ تمام ترفضیاتی ہے۔ بہ درم س پہلوان کی ذہنی حالت (State of Mind) ہے جو اس کے لئے ہار یا جیت کا فیصلہ کرتی ہے۔ ماہرین سن پایا کہ ہار نے والے کی مقابلہ میں جیتنے والازیادہ با اصول اور قابو یافت تخص (Conscientious and in رفضیا یہ کی خاص در یا در اصول اور قابو یافت کی نے ماہریں کا خاص در اس کی میں میں میں میں میں میں میں ایک خاص در اس کے بید ہوتا ہے۔ مگر یہ فرق حیمانی نہیں بلکہ تمام ترفضیاتی ہے۔ بہ درم س پہلو ان کی ذہنی حالت (State of Mind) ہے جو اس کے لئے ہار یا جیت کا فیصلہ کرتی ہے۔ ماہرین سے اس کے لئے اور اس کی درم میں کرتی ہے۔ درم میں ایک خاص در اس کے ایک میں میں کہ میں میں میں کہ تمام ترفضیاتی ہے۔ ماہرین سے نی کہ میں کہ میں کہ میں ایک خاص درق ہوتا ہے۔ مگر یہ فرق حیمانی نہیں بلکہ تمام ترفضیاتی ہے۔ بہ درم س

Losers tended to be more depressed and confused before competing, while the winners were positive and relaxed

تجربہ میں پایا گیا کہ ہارنے والے کھلاڑی مقابلہ سے پہلے ہی بددل اور پریشان تھے، جب کہ جیتنے والے پُراعتماد اورُطمئن ستھے (ٹائمس آف انڈیا ۲۶ بولانی ۱۹۸۱)

یہی بات زندگ کے وسیع تر مقابلہ کے لئے تھی درست ہے۔ زندگ کے میدان میں جب دو آوریوں یا دو گر وہوں کا مقابلہ ہوتا ہے تو کا میاب ہونے یا نہونے میں اصل فیصلہ کن چیز یہ نہیں ہوتی کہ کس کے پاس مادی طاقت یا ظاہری ساز وسامان زیا دہ ہے اور کس کے پاس کم۔ بلکہ اصل فیصلہ کن چیز قلب اور دماغ کی حالت ہوتی ہے، جس کے اندرقلبی اور ذہنی اوصاف زیا دہ ہوتے ہیں وہ کامیاب ہوتا ہے اور جس کے اندر یہ اوصاف کم ہوتے ہیں وہی ناکا م ہوجاتا ہے خواہ اس کے پاس ظاہری اسباب کی کشریکتی ہی زیادہ کہوں نہ ہو۔

مقصد کی صحت کا یقین ، تصاد فکری سے طالی ہونا ، نظم دصنیط کو کبھی نہ چھوٹرنا ، ہیجان خیز لمحات میں مجمی تھنڈے دماغ سے فیصلہ کرنے کی صلاحیت ، جذبات پر پوری طرح قابور کھنا ، ہمیشہ سوچ سمجھا مت دام کے تحت عمل کرنا ، یہ تمام قلب و دماغ سے نعلق رکھنے والی چیزیں ہیں اور سی وہ چیزیں ہیں جوزندگی کے معرکہ میں ہمیشہ فیصلہ کن ہوتی ہیں ۔

تعيرى مزاج

ڈاکٹر عبدالجلیل صاحب (نی دہلی) ، ے ۱۹ میں جاپان گئے تھے اورو ہاں چھ نہینے تک رہے۔انہوں نے ۱۱۲ اکنؤ برسمہ ۱۹ کی ایک ملاقات میں بت یا کہ بیں تو کیو میں مقیم تھا، ور اپنے کام کے نخت ٹو کیو سے ایک مقسام پر جا باکر نا نظامہ بیرسفر ٹرین سے بہت رہ منٹے میں طے ہوتا تھا ۔

الفول نے بت یا کہ ایک روز وہ ٹو کیو سے ٹرین پر سوار ہوئے۔ بندھ منٹ گزر گئے مگران کا مطلو بہ اسٹینن نہیں آیا۔ ایک اسٹین پرٹرین رکی مگرانھوں نے بور ڈ دیکھانو یہ کوئی دوسرا اسٹین نفا۔ اب انھیں تشویب س ہوئی۔ ان کو خیال ہوا کہ غالب گو ہ کسی غلط ٹرین پر سوار ہو گئے ہیں۔ ڈبتریں ان کے قریب ایک جا پانی نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ مگرز بان کی مشکل تھی۔ کیوں کہ ڈ اکٹر صاحب جا پانی زبان ہیں جانبے تھے اور وہ شخص انگریزی زبان سے نا واقف تھا۔ انھوں نے بہ کہ کہ ایک کا غذ پر اپنے مطلو بہ اسٹین کا نام لکھا اور جا پانی نوجوان کواسے دکھایا ۔

د اکثرصاحب نے بت ایا کہ اس در میان میں ٹرین جن جکی تھی مگر ابھی اس نے بلیٹ فار منہیں چھوڑا تھا۔ نوجوان نے ڈاکم سرصاحب کا کارڈ دیکھتے ، می فور اَرْنجیر کھینچی ۔ ٹرین رکی نو وہ ڈاکٹر صاحب کولے کرنیچ اتر ا۔ اب وہ ان کے ساتھ چلنے لگا۔ اس کے بعد اس نے ان کو مخالف تمت سے آنے والی دوسری ٹرین پر بٹھایا اور خود بھی ان کے ساتھ بیٹھا۔ ٹرین دونوں کولے کر روا نہ ہوتی۔ چند منٹ میں محد اکٹر صاحب کو مطلوب اسٹیشن آگیا۔ اب نوجوان ان کولے کر اتر اا در بہاں چھوڑ کر دوسری ٹرین سے و ہاں کے لئے روانہ ہو گیا جہاں اس کوجان ان کولے کر اتر اا در بہاں چھوڑ کر دوسری ٹرین سے و ہاں کے لئے ڈاکٹر صاحب جایا نی زبان نہیں جو ان کو ان میں اور مان کو کی ہے ہو ہوں کو رائی ہوتی ہوتی ہے کہ منٹ میں محد اکٹر ما

اسی طرح منگاانموں نے بت پاکہ میں کسی مطرک پر تھا۔ میں نے دیجھا کہ دوجا پانیوں کی کا ر اسی طرح منگاانموں نے بت پاکہ میں کسی مطرک پر تھا۔ میں نے دیجھا کہ دوجا پانیوں کی کا ر آسنے ساسنے سے آنے ہوئے شکرا گئی ، د دنوں اپنی گاڑی سے اترے اور ایک دوسرے کے سامنے سرتھ کار کھڑے ہو گئے : ایک نے کہا کہ خلطی میری ہے ، مجھ معاف کر دد ۔۔ دوسرے نے کہا غلطی میری ہے مجھ معاف کردو۔

اس کا نام نعسی ری مزاج ہے، اور یہی تعمیری مزاج قوموں کی ترقی کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔اسے بڑیکس جس قوم کے افراد کا یہ حال ہوکہ وہ صف اپنے کوجانیں اور دوسرے کو نہ جانیں وہ کہی کو کی بڑی نرقی حاص نہیں کر سکتے۔

اخلاق كي طاقت

خوش اخلاقی کی در جسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس سے آپ کا کوئی تعلق ہویا جس سے کوئی فائدہ والسند ہو اس کے ساتھ توش اخلاقی برتنا۔ دوسرے یہ کہ توش اخلاقی کو اپنی عام عادت بنالینا اور ہرایک سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ نوش اخلاقی کی پہلی تسم سے بھی آ دمی کو کچھ نہ کچھ فائدہ ملتا ہے۔ مگر خوش اخلاقی کی دوسری قسم کے فائدے انٹے زیادہ ہیں کہ ان کا شمارنہ ہیں کیا جاسکتا۔

مسٹرا جوانی ۵۹۹۹ میں کلکتہ کی ایک بڑی دواساز فرم میں سیلزین مقرب سے ان سے پہلے بیتخص ان کی جگہ پرکام کر رہا تھا اس کو ۱۲ سو روپے تنواہ ادر آمدور فت کے لئے میلوے کا کراپیہ متساتھا۔ اجوانی نے کہا کہ پی تین بزار روپے مہینہ ہوں گا اور ہوائی جہاز سے سفرکروں گا۔کارخامذے ڈائرکٹر نے کہا کہ یہ تو ہمیت زیادہ سے ۔ انھوں نے کہا : میں کام بھی بہت زیا دہ دوں گا ۔ آپ ایک بارتخر ہ کرکے دیکھے ۔ بالآخران کا نقر مہوکیا ا در گجرات کا علاقہ ان کے سپر دہوا۔

اس زمانہ میں تجرات میں ایک لیڈی ٹراکٹر تھی جس کی پر کیٹ میہت کا میاب تھی اور اس کے پہاں دواڈ ک کی کھیت بہت زیا دہ تھی۔ مگر وکسی مردایج بٹ سے میں ملتی تھی۔ ایک دوا ساز ادارہ کا ایجنٹ ایک بار اس کے پہاں آیا۔ باتوں کے دوران اس نے بتایا کہ میں پامسٹری جانت ہوں اور ہاتھ بھی دیکھتا ہوں - لیڈی ڈاکٹر نے اپنا ہا تھ اس کے سامنے کر دیا۔ ایج بٹ نے دیکھ کر کہا کہ آب کے ہاتھ کی دیکھا کیں بہت اچھی ہیں ۔ یہ کہتے ہو کے اس نے اس کا ہاتھ جوم لیا۔ اس دافتہ کے بعد لیڈی ڈاکٹر کو مرد ایج بٹوں سے نفرت ہوگی اور اس نے اپنے دواخانہ میں مرد ایج بٹوں کا داخلہ بالکل بند کر دیا۔

مسٹرا جوانی اینے تجارتی سفر پر مذکورہ ستبہر کے لئے روانہ ہوت تو کمپنی کے ڈائرکٹر سے لیڈی ڈاکٹر کا ذکراًیا۔ مسٹر اجوانی نے کہا کہ میں اس سے بھی اَرڈر لوں گا۔ ڈائرکٹر نے اس کوان کی سا دگی پر تحول کیا۔ اس نے کہا کہ اس سے اَرڈر لینا بائکل نامکن ہے۔ لیڈی ڈاکٹر اس یا رے میں اتنا زبا دہ شہور ہوچکی تھی کہ لوگوں نے اس سے بارسے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا ۔

مستر اجوانی این سفر بر روانه بو گئے۔ ہوائی جہازیں ان کی سیٹ سے ملی ہوئی سیٹ برابک بوڑھی خاتون تقیس ۔ راست میں ایسا ہوا کہ نوڑھی خاتون کو کھامنی اعظی ا درکف آنے لگا ۔ بوڑھی خاتون بریٹ ان ہوئی ۔ مسٹر جوانی کو اپنی عام احلاقی عادت سے مطابق اس خاتون سے ہمدر دی بیدا ہوئی ا در اعفوں نے فوراً اپنارومال ا س

بجود بر سے بعد بور صحی خاتون کی لڑکی اپنے کام سے فارغ ہو کر کھر پہنچی تو دیکھا کہ اس کی ماں آئی ہوتی ہے ۔ اس نے کہا کہ ہم کو آپ کی آمد کی تیر نہ تقی اس سے گاڑی ہوائی اڈہ پر نہ جاسکی۔ آپ کو تو بہت تکلیف ہوئی ہو گی۔ ماں ن کہا کہ نہیں مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور اس سے بعد اس نے مسٹر اجوانی کی بوری کہانی سنائی ۔ یہ سن کر لڑ کی بہت متا تر ہوئی ۔ اس نے نور اگنڈ کو رہ ہوٹل کو ٹیلی نون کر کے مسٹر اجوانی سے رابطہ خاتم کیا اور کہا کہ ہم آپ کے ہرت مشکور ہیں اور رامت کا کھا نا آپ ہمارے ہوئی کو ٹیلی نون کر کے مسٹر اجوانی سے رابطہ خاتم کیا اور کہا کہ ہم آپ کے ہرت مشکور سے نفرت تقی اور وہ ہوٹل کو ٹیلی نون کر کے مسٹر اجوانی سے رابطہ خاتم کیا اور کہا کہ ہم آپ کے ہرت مشکور ہیں او کی کھا نے کی میز بر بیسی اور اور اس کے مسٹر اجوانی مقررہ پر وگرام کے مطابق خاتون کے مکان پر بہتی گئے ۔ جب سے نفرت تقی اور وہ مرد ایجنٹوں سے ملاقات تک کی روا دار رند تقی ۔ جب اس کو معلوم ہوا تی دو اس ز کہی کے سیٹر میں ہوں تو اسی دوت اس نے تو داہتی طرف سے دوا دوں کی لڑکی دو ہم اور این کو مرد ایجنٹوں سے نفرت تقی اور وہ مرد ایجنٹوں سے ملاقات تک کی روا دار رہ محل ہے جب اس کو معلوم ہوا کہ مسٹر اجوا تی دو اس ز دوا دکی کی سیٹر میں تو اسی دقت اس نے تو داپنی طرف سے دوا دوں کا ایک پڑا آر ڈد خصوا دیا۔ اور کہا کہ ہم رہ بی ہو

مسٹرا جوانی کھانے اور ملاقات سے فارم ہوکر ہوئل وابس آئے اور اسی دقت کلکتہ میں اپنے ڈائرکم شرکو ٹریک کال کیا - اکفوں نے اپنے ڈائرکٹرکو ٹیلی فون پر بتایا کہ ندکورہ لیڈی ڈاکٹر سے ہیں نے اننے ہزار کا ارڈر حاصل کرلیا ہے ۔ ڈائرکٹر نے فور آکہا تم غلط کہہ رہے ہو۔ ایساتو کیچی ہوئیں سکتا ۔ تاہم الگی ڈاک سے جب ڈائرکٹر کے پاس ندکورہ لیڈی ڈاکٹر کا چک اور اس کا دستحظ مندہ آرڈر پہنچا نواس کو معلوم ہوا کہ وہ واقعہ بالغفل بیش آ چکا ہے حس کو

۲۱ نومبر ۸۰ ۸۰ کی ملاقات میں میں نے مسٹر ابوانی سے پوچھا کہ آپ کو تجارت کامبہت تجربہ ہے۔ یہ نبائے کہتجارت میں کا میابی کاراز کیا ہے ۔ انفوں نے بواب دیا : ملیٹی زبان ، ابچھا سلوک ۔ میں نے کہا ہاں ، اور اسس وقت بھی جب کہ بطاہر اس کا کوئی فل کرہ نظر نہ آتا ہو۔ ملیٹی زبان اور اچھا سلوک ہر حال میں مغیر ہے ، لیکن اگر دہ آدمی کا عام اضلاق بن جائے تو اس کے فائدوں کا کوئی ٹھکا نامہیں ۔



التُرتعالیٰ نے لکڑی پیدائی مگر اس نے کشتی نہیں بنائی ۔ اس بے لوم زمین میں رکھ دیا مگر اس نے لوہے کومنین کی نسکل میں نہیں ڈھالا ۔ اس بے المونیم اور پلاسٹک پید اکیا مگر ان کو جہا زکی صورت میں تشکیل دبینے کا کام چیوڑ دیا ۔ اس کی وجرکیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرا کام التُرتعالیٰ انسان سے لینا چا ہتا ہے ۔ التُربے ایک طرف ہرقسم سے خام مواد بید اکیے ۔ اور دوسری طرف انسان کو عقل کی صلاحیت عطاق ان اب التُرتعالیٰ کی مرضی بیہ ہے کہ انسان زمین سے خام مواد لے کر اس کو مشیبن کی صورت دے ۔ وہ بورگھڑے ہوئے مادہ کو گھڑے ہوئے مادہ میں تبدیل کرے ۔

ید فطرت کی قوتوں کوتمدن میں ڈھالنے کی مثال ہے۔ سیک یہ معاملہ انسان سے بھی مطاوب ہے۔ التُرتعلیظ نے انسان کو ایک بہترین شخصیت عطا فرمانی ۔ فطرت کی سطح پر اس کو اعلیٰ ترین وجو دعطا فرمایا۔ تاہم یہ انسانی شخصیت این ابتدائی صورت میں ایک قسم کا خام موا دہے۔ اب یہ کام خو دانسان کو کرنا ہے کہ وہ خدا کے دیے ہوئے اسس ابتدائی دجو دکی تشکیل نو کرے۔ وہ فطرت سے سادہ ورق پر ابینا کلام تحریر کرے۔ یہ انسان کا امتحان ہے۔ اسی معاملہ میں کا میا ہی یا ناکا می پر اس سے مند کا انحصار ہے۔ انسان سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اپنے شود کو معرفت میں خاصلے ۔ اپ ناکا می پر اس سے متعبل کا انحصار ہے۔ کرے ۔ وہ اپنے عمل کور با نی کردار کی صورت میں خاط ہے ماہ مواد ہے۔ اب یہ معاملہ میں تبدیل انسان سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اپنے شود کو معرفت میں خاصلے ۔ اپنے احساسات کو ذکر الہٰی میں تبدیل

ایک انسان وہ ہے جومال کے پیٹ سے پیڈا ہوتا ہے ۔ دوسرا انسان وہ سے جس کو ہر شخص لین آپ بناتا ہے ۔ آدمی اپن مال کے پیٹ سے کویا لئ لے کر پیڈا ہوتا ہے ۔ اب کوئ اسان اپن گویا لئ کوحق کے اعتراف کی طرف نے حب تاہے اورکوئی حق کے انکار کی طرف ۔ آدمی ابن مال کے پیٹ سے اعلیٰ صلاحیت نے کر موجودہ دینیا بیں آتا ہے ۔ اب کوئی شخص اس صلاحیت کو فوری فائدے کے حصول بیں لگاتا ہے اورکوئی اس کو اعلیٰ مقصد کے لیے وقف کر دیتا ہے ۔ ہرآدمی فطرت کی ایک زبین ہے ۔ کوئی اپن زمین پر کانٹ اکتا ہے اورکوئی جہتم کا بات ندیں کو میں ولی کا بنا دیتا ہے ۔ کوئی اپنے آپ کو جنّت کا باسندہ بناتا ہے اورکوئی جہتم کا باسندہ ۔

يبخوسش اخلاقي

خوش اخلاقی کی سب سے زیاد ۵ عام قسم و ۵ ہے جو بداخلاتی کی بذیرین قسم ہے۔ اس کی ایک صورت و ۵ ہے جس کوتا جرانہ اخلان کہ ماجا سکتا ہے۔ ایک کا میاب د کا ندار اپنے ہرگاہک سے انتہائی خوش اخلاقی کا معا ملہ کرتا ہے۔ مگر اس خوست اخلاقی کے بیچے ذاتی مفاد کے سوا اور کچھ نہیں ہونا۔ د کان پر آنے والا گا ہک اگر ابنا لیادہ آماد کر چندہ ملطح والا آدمی بن جائے توفور اً معلوم ہو جائے گا کہ د کا ندار کی خوسش اخلاقی کی حقیقت کیاتھی۔

خوش اخلاق کی ایک قسم وہ ہے حس کو '' تہذیب '' کہا جا سکتا ہے۔ نیم خاص طور پر جبر یہ تعلیم یا فتہ طبقہ کے درمیان رائج ہے۔ یہ لوگ جب با ، کم لیس گے تو وہ نہ ایت تریشے ہو تے الفاظ بی بات کر بی گے۔ ایک بے معنی رائے کو بھی خوں صورت علمی الفاظ میں بیان کر بی گے۔ آنٹ بی موضوعات پر بھی وہ اس طرح بولیں گے جیسے کہ وہ برف کے موضوع پر بول رہے ، بی۔ اپنے مخالف سے بات کرنے ہوئے ایسا دویر اختیار کریں گے جیسے ان کا اختلاف سراس علمی اختلاف ہے ، اس کو ذاتی مفا دسے کو کی تعلق نہیں یہ بن زیادہ اختیار کریں گے جیسے ان کا اختلاف سراس علمی اختلاف ہے ، اس کو ذاتی مفا دسے کو کی تعلق نہیں یہ بن زیادہ اختیار کریں گے معنی میں میں میں اس کی حقیقت صنوعی اخلاقیات سے زیادہ اور کی نہیں یہ بن زیادہ اول و آخر مقصد سماح ہیں مہذب انسان کہ لایا جا نا ہے دنہ کہ نی الواقع اخلاقی اضاد اور کچھ نہیں ۔ ان کا اول و آخر مقصد سماح ہیں مہذب انسان کہ لایا جا نا ہے دنہ کہ نی الواقع اخلاقی ان سرکوں کرنا ۔

نوسس اخلانی کا یک اور قسم و ۵ بجو ٬٬ بر و ۷٬ کے بیاں پائی جاتی ہے۔جولوگ ان سے چیو طے بن کر ملیس ان سے وہ پوری طرح نوش اخلاق بے رہنے ہیں ۔ اس طرح جولوگ سلم طور بربر الی کا مقام حال کرچکے مہوں ان کے ساتھ بھی ان کار ویہ ہیشہ خوش اخلاتی کا ہوتا ہے۔ مگر ان د ونوں کا احت لاق سے کوئی تلق نہیں ۔ اول الذکر کے ساتھ ان کا خوش اخلاتی در اصل ان کے اس عمل کی تیمیت ہوتی ہے کہ انھوں نے ان کی شکیر اند نفسیات کے لیے نذا فراہم کی ۔ نانی الذکر کے ساتھ ان کی خوش اخلاتی اس کی خوش ان کی میں بر اول کی من ساتھ اپنے کو منسوب کرنا عوام کی نظرییں ان کی یہ تصویر بر با تا ہے کہ و دیکی ہوتی ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ ان کے م شامل ہیں ۔

یکی وجہ ہے کدیز بڑے ''اس وقت اپنی خوش اخلاقی کھو دیتے ہیں جب کہ کوئی آدمی ان کی بڑا ئی کو چیلج کرے ، حب وہ کوئی ایسی بات کہدے جس سے ان کی ست کبرانہ نفسیات پر ز دیٹرتی ہو۔ ایسے شخص کے مقابلہ میں وہ فور اُاپنالبادہ اتار دیتے ہیں۔ ان کی خوش اخلاقی اچا نک بد ترین بداخلاقی میں تب دیل ہوجاتی ہے۔

كرداركي طاقت

لوگ عام طور پر دو ، ی قسم کے لوگوں کو طاقت ور شیختے ہیں۔ ایک و ہ جن کے پاس ما دی چیز دِں کا ڈھیر ، و۔ دوسرے و ہ جو دا داگیر کارنا جلنتے ، ہوں - مگرطانت کاسب بڑار از کر داسب ہز پر یہ کر دار ایک ایس چیز ہے جس کا مالک ہرا کی آدمی بن سکتا ہے ۔ اس کے لئے نہ ما دی د یو ہونا صروری ہے او ر نہ جسمانی پہلوان ہونا۔

می مولانا محدقاتم قاسمی ( پیدائش ۱۹۵۷ ) مدرست پینخش د ملی میں اسنا دیمیں اور اس کے ساتھ ایک مسجد میں امام ہیں ۔

موصوف نے دہلی میں گھڑی کی مرمت کی دکان طولی۔ ان کو این دکان پر بٹھانے کے لئے ایک کا ریج کی ضرورت تھی۔ اس انتنا بی یہ ہواکدایک روز ان کی سجد بیں ایک شخص نے نماز پڑھی یے ترفقر پیا بہ سال تھی ۔ تعارف کے بعد معلوم ہو اکہ ان کا نام محمد دین کشمیری ہے اور وہ گھڑی کا کا م جانتے ہیں۔ " آپ دہلی میں کیسے آئے " مولا نا محمد قاسم نے پوچھا۔ " کام کی تلاش میں " محمد دین کشمیری نے چواب دیا۔ " الحمد للنہ جا نیا ہوں اور میں اپنے کام بر طملن موں " " الحمد للہ جا نیا ہوں اور میں اپنے کام بر طملن موں "

" میراضامن صرف الله ہے۔ اگر آب کو الله کی ضمانت براطمینان ہونو میں اس کو این ضمانت میں بیب کر سکتا ہوں " محمد دین سنبری کی گفت کو کے اس انداز لے مولانا محمد خاسم کو متا نز کیا اورا نفوں نے ان کو این د کان برر کھ لیا ۔ اب اس وافعہ کو کی میں گذر چکے میں اور خدا کے فضل سے دونوں فرنق مطمئن ہیں مولانا محمد خاسم صاحب کی دکان بھی کا میاب ہے اور محسب دین کن بری صاحب کو بھی روز گاریل گیا ہے۔

اس طرح کے واقعات بناتے ہیں کہ کر دارخو د اپنے اندر طاقت رکھتاہے۔ اگرا دمی باکردار ہوتو اس کاباکر دار ہونا اس کی زبان میں یفین اور عزم کی کیفیت پید باکر دیتا ہے اور جہاں فتین اور عزم آجائے و مال کامیا بی اس طرح آتی ہے جس طرح سورج سے بعدر وسنسنی اور پائی نے بعد سیرانی۔

كرداركامعاملير

انسان ما ده کوتمدن بین نبدیل کرتا ہے۔ وہ سادہ چزوں کو استعمال کر کے ننا ندار شہر وجو د بیں لاتا ہے۔ ایسا کیوں کر ہوتا ہے۔ اس کاراز صرف ایک ہے۔ اور وہ ہے چیزوں کے اندر کچھ لازمی اوصات کا ہونا۔ آ دمی اعفیں فطری خصوصیات کو در بافت کر کے انفیں کام میں لاتا ہے۔ یہ خصوصیات گو یا چیزوں کا کیگر رکر دار) ہیں ہر مرسیبز کا ایک متعین کیر کٹر ہے میں کو وہ لاز گا اداکرتی ہے۔ یہی وہ کیر کٹر کی یقینیت ہے میں کی وجہ سے زندگی کی تمام سے گرمیاں اور تر قباں مکن ہوتی ہیں۔ اگر سے نفینیت باقی زند ہے توا چا کہ پور اانسان تمدن کھنڈر ہو کر رہ جائے گا۔

اگر ایسا ہو کہ ایک دریا کے اوبر لوہے کابل کھڑا کیا جائے اور بچر معلوم ہو کہ وہ موم کی طرح نرم ہے ۔ بتھ اور سمنٹ کے ذریعہ کن منزلہ بلنہ نگ بنائی جائے اور وہ رین کا ڈھیر نابت ہو۔ انجن میں پٹر ول تھر ا جائے مگرجب انجن کو چلایا جائے تو بیٹرول تو انائی میں تبدیل نہ ہو۔ مقناطیسی میدان (Magnetic Field) اور حرکت (Motion) کو بجا کیا جائے مگر الکٹر ان تحرک ہو کر بجلی پیدا نہ کریں ، وغیرہ وغیرہ ۔

اگر ایسا ہو تو اس کا مطلب بہ ہے کہ چیزوں نے اپنا کیر کر کھو دیا ہے۔ اور اگر چیزیں اپنا متعین کیر کٹر کھو دیں تو تمدن کی تعمیر نامکن ہو جائے۔ نندن اس وقت نبت ہے حب کہ اس کے ضروری مادی اجزار اسس کر دار کو ا داکریں جس کی ان سے توقع کی گتی ہے۔ اگر برف کی فیکٹری میں پانی جینے کے بجائے تعجاب بن کر اٹرنے لگے تو آکس فیکٹری کا وجو دیم میں ہوجاتے گا۔ اگر بھٹی میں تو ہا ڈالا جائے اور وہ پچھلنے سے ان کار کر دیے تو سار اُسٹبنی کاروبار در ہم بر ہم ہوکر رہ جائے گا۔

طیک یہی معاملہ انسانی اجتماعیت کا بھی ہے۔ کسی اجتماعی نظام میں جو افرا د منسلک ہوتے ہیں ان میں سے ہزر دکو اپنے اپنے مقام پر کوئی کر دارا داکر ناپڑ تاہے۔ اسی کر دار کی صحح ا دائگ پر اختماعیت کے قیام کا انحصار ہے۔ جس طرح ما دی جنروں کی فیمیت ان سے مخصوص کیر کر کر بنا ہر ہے۔ اس طرح انسان کی فیمیت بھی اس میں ہے کہ دہ مختلف مواقع پر اس کیر کڑ کا خبوت دے میں کی بجیتیت انسان اس سے امید کی جاتی ہے۔

لوہا وہی لوہا ہے جو استعال کے وقت بھی لوہا ہو۔ اس طرح اُدمی بھی دہی اُ دمی ہے جو تجربہ سے موقع پر لوہ پرشن (لوہا انسان ) ثابت ہو سکے ۔ جو اس امپ دمیں پورا اتر ہے جو اسس سے کی گئی ہے وہ ہرموقع پر انسان ثابت ہو یہ کہ جنرانسان ۔

اچھامعاست رہ

مادی دینبا کا نظام تحکم نظام ہے اور ان ٹی دنیا کا نظام منتشر نظام ۔ مادی دنیا میں ہرطر صف بینا وُب اور انسانی دنپ میں ہرطرف بگاڑ ساس کی وجہ بہ ہے کہ مادہ اپنے فوانین کا پایب دیے اور انسان اپنے قوانین کا بایند نہیں ۔

کونی طافتورنظام پایک اچھامعا شرہ اس وقت بنآ ہے وب کہ اس کے انسان خینتی عنول ہیں انسان نابت ہوں - جہاں پنتگی کی ضرورت ہے وہاں وہ لو ہے کی طرح پختہ بن جائیں ۔ جہاں نرمی کی ضرورت ہے۔ وہاں وہ چشمہ کی طرح نرم نابت ہوں ۔ جہاں چپ ریسے کی صرورت ہے و ہاں وہ پتھر کی طرح خاموش ہو جائیں - جہاں شہر نے کی ضرورت ہے وہاں وہ پہ اڑک طرح جم کر کھڑے ہو جائیں ۔ جہاں اقدام کی ضرورت ہے وہاں وہ سلاب کی طرح روال بن جائیں ۔ وہ ہر موقع پر وہی ہولیں جو انھیں بولنا چاہتے ۔ اور ہر موقع بر وہ بی نابت ہوں جو انھیں نابت ہو ناچا ہے ۔

ا گرابیا ہونواس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نے اپناانسانی کردارکھودیاہے۔ وہ اس امب کوپورا نہیں کرد ہا<u>س</u>سے جواجتماعی نطام کاایک جزئر ہونے کے اعتبارے اس سے قائم کی گئ<sup>ف</sup>ی یعیں اجتماعی معاشرہ کا بیرحال ہوکہ اس کے افراد اپناانسانی کر دارکھودیں وہاں صرف انتشار کا راج ہوگا، وہاں کوئی مستعلم اجتماعی نظام نہیں بن سکتا۔

اعتبار يبدا تمحيح

ایک آدمی نے کاروبار/ شروع کیا۔ اس کے پاس مشکل سے چند سورو بے تقر ۔ وہ کپڑ سے کے ٹکڑ سے خرید کرلاتا اور بچیری کر کے اس کو فروخت کرتا ۔ کچھ کام بڑھب اتو اس نے ایک دکان والے سے اجازت لے کر اسپ کی دکان کے ساہنے پٹری پر بیچٹمنا سروع کر دیا ۔

کیا۔ دھیرے دھیرے اس مخوک فروش سے وہ کیرا خرید تا سفنا اسس سے اس بے نہایت اصول کا معاطہ کیا۔ دھیرے دھیرے اس مخوک فرونٹ کو اس آدمی کے اوبر اعتبار ہوگیا۔ وہ اس کو ادھار کیرا دیے لگا۔ جب آدمی ادھار برکیڑے لاتا نو اس کی کو شش رہتی کہ وعدہ سے کچھ بہتلے ہی اس کی اد اُنیگی کردے۔ وہ اسی طرح کرتار ہا۔ بہاں نک کہ مخوک فروش کی نظر میں اس کا اعتبار بہت بڑھ گیا۔ اب وہ اس کو اور زیادہ کیر سے ادھار دینے لگا۔ چند ال میں یہ نوبت آگئ کہ مخوک فروش اس کو بچا ہے ہو ہزار اور ایک لاکھ روب کا کیر اب تکلف دید بتا۔ وہ اس کو اسس طرح مال دینے لگا جیسے کہ وہ اس سے کہ مخوف قروفت کر ہا ہو۔

اب آدمی کا کام اتنابڑھ چکا تخاکہ اسنے ایک دکان ہے لی۔ دکان بھی اسس نے نہایت اصول سے ساتھ جلائی۔ وہ نیز می سے بڑھنا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اچینے شہر میں کپڑ سے بڑے دکا نداروں میں شمار کیا جانے لگا۔

اس د نیامیں سب سے بڑی دولت روبیہ نہیں ، اس دنیب میں سب سے بڑی دولت اعتبار ہے ۔ اعتبار کی بنیا د پر آپ اسی طرح کوئی چیز سے سکتے ہیں جس طرح نوط کی بنیا د پر کوئی شخص بازار سے سامان خرید تاہے ۔ اعتبار ہر جیز کا بدل ہے ۔

گراعتبارزبانی دعووں سے قائم نہیں ہوتا اور یہ اعتبارایک دن بیں حاصل ہوتا ہے۔ اعتبار قائم ہونے کی صرف ایک ہی بینب دیے اور وہ حقیقی عمل ہے ۔ خارجی دنب اس معاملہ میں انتہائ حد تک بے رحم ہے ۔ لمبی مدت تک بے داغ عمل ہین کر نے کے بعد ہی وہ وقت آتا ہے کہ لوگ آپ سے اوپر وہ اعتبار قائم کریں جو اعتب ار مذکورہ محفوک فروکٹ سے ایک پھیری والے کے اوپر من اکم کیا تھا ۔



.

أسبانكل

ایک ظیم صاحب سے ۔ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اس کے پاس ایک ڈر بحقا۔ اس نے ڈر تم کول کر ایک زیور نکالا ۔ اس نے کہا کہ بہ خانص سونے کا زیور ہے ۔ اس کی قیمت دس ہزار روپ سے کم نہیں ہے ۔ اس وقت مجھ مجبوری ہے ۔ آپ اس کو رکھ کر بانچ ہزار روپ بچھ دید بچے۔ میں ایک ماہ میں روپیہ دے کر اسے و ایس لے لول گا ۔ حکیم صاحب نے کہا کہ نہیں ، بیں اس قسم کا کام نہیں کرتا ۔ مگر آدمی نے کچھ اس انداز سے اپنی مجبوری بیان کی کہ حکیم صاحب کوترس آگیا اور الحفوں نے بانچ ہزار روپیہ دے کر زیور لے لیا ۔ اس کے بعد الحفوں نے زیور کو لوہے کی الماری بیں بن د کر کے دکھ دیا ۔

مہینوں گزر کیے اور آدمی واپس نہیں آیا۔ حکم صاحب کو تنویش ہونی۔ آخراعفوں نے ایک دور اس زیور کو لوپ کی المب ری سے نکالا اور اس کو بیچنے سے بازار بیچا۔ گرٹ نار نے جاپنج کر بتایا کہ وہ بیتل کا ہے۔ حکیم صاحب کو سخت صد مہ ہوا۔ تا ہم روپدید کھونے کے بعد وہ اپنے اپ کو کھونا نہیں چا ہتے تھے۔ الحفول نے اسس کو بھلا دیا۔ الحفوں نے مرف یہ کیا کہ جس زیور کو وہ اس سے پہلے بندا لمب اری میں رکھے ہوئے تھے اس کو ایک کھلی المب اری میں ڈال دیا۔ الحفوں نے اس کو سو ہے کہ خانہ سے نکال کر پتیل کے خانہ میں رکھ دیا۔

النان معاملات سے بیے سمی یہی طریقہ بہترین طریفہ ۔ انسانوں کے درمیان اکتر شکابیت اور کمنی صرف اسب بیے پیدا ہوتی ہے کہ ایک آدمی سے ہم نے جوامید قائم کر رکھی تھی اس میں وہ پورا نہیں اترا ۔ ہم نے ایک آدمی کو با اصول سمجا تھا مگر تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بے اصول ہے ۔ ہم نے ایک شخص کو ایپ نے پر نوا ہ سمجا تھا مگر وہ بد نوا ہ تا بت ہوا ۔ ہم نے ایک شخص کو معقول سمجہ رکھا تھا مگر تجربہ کے بعد وہ عند معقول نکلا ۔

ایسے مواقع بر بہترین طریقہ یہ ہے کہ آدمی کو اِس خانہ سے نکال کر اُس خانہ میں رکھ دیا جائے یہ جس چیز کو ہم نے سوینے کی المب اری ہیں محفوظ کر رکھا بقا اس کو اس سے نکال کرمپنیل کی المب اری میں ڈال دیا جائے ۔

دنيا ٹائىپ رائىر، يى

ايك شخص ميزير بيني مواج - اس ك سامن كهلا بوالمائب رائتر ب - اس ك د بن ميں بجر حيالات آئے اس نے نائب رائٹر بيں كا غذلكا يا اور اپنے ذہن ك مطابق تخت حروف (كى بورڈ) پر انگلبال مارنى شروع كيں - اچانك اس كا ذہنى خيال واقعہ بنيز ليگا - سامنے كے كاغذ پر طلوبہ العن ظ جَهَبٍ جَهْبٍ حَمَدٍ مُواحِقَر فَقَدَ بِهِال مَك كَداس كَنْمَام حَمل كاغذ پر مَائب موكر سامنے أسكر ميں جملے يہ سف :

> یں حق ہر ہوں ، میر سوا جولوگ ، میں سب باطل ہر ہیں میراکوئی فضور نہیں ، ہرمعاملہ میں فضور صرف دوسروں کا ہے میں سب سے بڑا ہوں ، دوسر نہام لوگ میرے مقابلہ میں چھوٹے ہیں بیں خدا کا محبوب ہوں ، دنیا بھی میری ہے اور آخرت بھی میری

یہ بات خواہ ہمارے لیے کتنی ہی ناگوار ہو، مگر یہ ایک واقعہ ہے کہ دنیا ہمارے لیے کوئی ٹائپ دائم نہیں اور ہم اس کے کوئی طائب طنہیں کہ محض '' انگلیوں '' کی حرکت سے ہم جو جا ہیں دنیا کی سطح پر نقش کرنے چلے جائیں ۔ یہ سلین خقیقتوں کی دنیا ہے اور حقیقتوں سے موافقت کرے ہی یہاں ہم اپنے لئے کچھ پا سکتے ہیں۔ آدمی کے پاس زبان اور ظلم ہے۔ وہ جو جاہے تکھے اور جو چاہے بولے ۔ مگر آدمی کو یا درکھنا چاہے کہ اس کی زبان دقلم صرف الفاظ کی لیریں بناتے ہیں نہ کہ زندگی کی حقیقتیں ۔ الفاظ کا غذیر نشان بن کر رہ جاتے ہیں۔ آواز ہو ایس غیر مرائی لہوں کی صورت میں کم ہوجاتی ہے ۔ اور بالاً خرا دمی کو پاس جو چیز باتی رہی ہے وہ صرف ایک حجوظ انتظار ہے ۔ اور حقائق کی اس دنیا ہیں سے کا حکوظ انتظار کہمی پورا نہیں ہوتا ۔

سطرك كالنبق

تنہر کی مصروف سٹر کوں پر ہروقت حادثہ کا خطرہ رہتا ہے ۔ چنانچہ ٹریفک کی رمہٰمانی کے لیے سٹر کوں پر مختلف ہدایات لکھ دی جاتی ہیں ۔ ان ہدایات میں سے ایک یہ ہے کہ پیٹری پر جلپنا محفوظ جلینا ہے : Lane driving is sane driving.

یعنی آدمی اگریٹری کا پا بندرہتے ہوئے اپنی سواری جلائے تو وہ اپنے آپ کو حادثات سے بچا سکتا ہے ۔ وہ اس خطرہ سے محفوظ رہ سکتا ہے کہ دوسہ دی کاڑیوں سے اس کا تکراؤ ہو ادروہ اپنی مزل کی طرف بڑھنے کے بجائے قبرستان کی طرف بڑھنے پر محبور ہوجائے ۔

دندن کے ایک ڈرا یُبورنے ایک بار ایک معنمون نذائع کیا اس میں اس نے ٹریفک کے مختلف اصول بتائے ۔ اس نے اپنے علم اور تجربے کی روشی میں بڑی عجیب عجیب با تیں لکھی تقییں ۔ مثلاً اس نے لکھا کہ آپ این کا ڈی سڑک پر دوڑلتے ہوئے چلے جا دہے ہیں کہ اچا نک سائڈ کی گل سے ایک گیند سڑک پر آگی پر گیند دیکھ کر آپ کوجا نذا پڑتا ہے کہ اس کے پیچے ایک بجہ بھی آد ہا ہوگا - اگر آپ هرف "گیند "کو دیکھیں اور " بچپہ "کوز دیکھیں تو آپ اچھ ڈرا ئبور نہیں ہیں ۔ اچھا ڈرا ئیور صرف وہ ہے جو گیند کو دیکھیں ہی کہ کوبھی دیکھ لے ، اگرچ اس دقت بچ بنظام اس کی آنکھوں سے سے نہ ہو ۔ اگر ڈرا ئبور نے گیند کو دیکھیے ہی پچ این کا ڈی کو بریک نہیں لکایا تو یفنی ہے کہ الحلے لحہ اس کی کا ڈی ایک بچ کو سڑک پر کیل چی ہو گی مڑک کا سفر زندگی کے سفر کا معلم ہے ۔ آدمی اگر چا جو سڑک سے معن نہ ہو ۔ اگر ڈرا ئبور نے گیند کو دیکھیے ہی جو بو اس کو زندگی کے سفر کا معلم ہے ۔ آدمی اگر با جو تو سڑک کے سفر جو میں جو گیند کو دیکھیے ہی جو سرک کا سفر زندگی کے سفر کا معلم ہے ۔ آدمی اگر با جو تو سڑک کے سفر جو میں جو گیند کو دیکھیں

اپن مرکزمیوں کو ہمیشہ اپنے دائرہ میں محد و در کیسے ۔ اگر آپ نے دوسرے کے دائرہ میں مداخلت کی تو فور اّاس سے آپ کا ٹکرا وُ شروع ہوجائے گاجس کا نیتجہ بہ ہو گا کہ آپ کا جاری سفر تک جائے گا۔ اجتماعی زندگی میں جب خارج سے ایک علامت ظاہر ہمو تو یہ جاننے کی کو سنٹن کیجے کہ اس علامت کے پیچے اور کیا باتیں ہیں ہو اگر چہ موجود ہیں. لیکن بر وقت وہ دکھائی نہیں دے رہی ہیں ۔ اگر آب نے صرف دکھائی دینے دالی چیزوں کو دیکھ اور جو چیزیں دکھائی نہیں دے رہی ہیں ان سے بے خبر رہے تو مقابلہ کی اس دسی میں آپ کہ جس کو گی بڑی کا میا پی حاصل نہیں کر سکتے ۔

خفيقت يستدى

امریکی نے اگست ۵۳۹۱ یں ۱ پنے دوایٹم بم جاپان برگرائے ۔ اس کے نتجہ بی جاپان تہ سنہ س ہوکررہ گیا۔ مگرجا پانیوں کو اس بین مسلم بیں ۔ کیونکہ امریکیوں کی کا در دانی یک طرفہ نہیں تھی۔ بلکہ دہ جاپان کی متشد دانہ کارر دانی کے جواب میں کی گئی ۔۔۔۔۔ جاپانیوں کا یہ حقیقت بہندانہ مزاج ہے حس نے انھیں موجودہ زمانہ میں غیر عولی ترقی کے مقام تک پہنچایا ہے۔

امریکید نے جاپان کے دوبڑ ۔ صنعتی سنہ دل، ہیروشیما اور نا گاسا کی برایٹم بم گرائے ۔ چندمن ف کے اندر دونوں آباد سنبر ظیم الشان کھنڈ رہن گئے ۔ ان میں سے ہرایک شہر، امیں سے زیادہ بڑے دقبہ میں بسا ہوا تھا۔ گرجب ان برایٹم بم گرا تو یہ حال ہوا کہ انسان، چوان، درخت سب جل بھن کردہ گئے ۔ ڈیٹر صلا کھ آ دمی مرگئے ۔ دس ہزار آ دمی ایسے تھے جوجا دنذ کے بعد فور آبخادات میں تبدیل ہو گئے۔ آج یہ ددنوں منہر شان دارطور پر دوبا رہ آباد ہو چکے ہیں۔ چوٹری سٹرکیں، کہ ادہ مکا نات، جگہ جگہ پارک اور باغ نے شہر کو بائل نیا منظر عطاکیا ہے ۔ اب شہریں صرف ایک ٹوٹی ہو تی عمارت میں تبدیل ہو گئے۔ آج یہ ددنوں شہر کو بائل نیا منظر عطاکیا ہے ۔ اب شہریکھی میں اس شہر کیس کہ تا دہ مکا نات، جگہ جگہ پارک اور باغ نے

ہندستان ٹائمس (نی دہلی) کے ایٹرٹیر مسٹر خوشونت سنگھ جاپان گئے تھے۔ اپنے سفرکی رو دا دبیان کریتے ہوئے وہ مکھتے ہیں کہ میں نے جاپان میں ایک بے حدیجیب بات دیکھی۔ جب کہ بقید دنیانے ہیروشیما اور ناگا ساکی کے واقعات کو بہت بڑے پیانہ پرام کم کے خلا ب پر و پکنڈے کے لئے استعال کیا ہے، نود جاپانی ان واقعات کو ام یکہ کے خلات نہیں لیتے۔ نوشونت سنگھ نے اپنے جاپانی رفیق سے اس کی بابت سوال کیا توخلات توقع اس نے نرم لہجہ میں کہا :

We hit them first at Pearl Harbour. We killed a lot of them. They warned us of what they were going to do but we thought they were only bluffing. They beat us fair and square. We were quits. And now we are friends.

بہتے ہم نے ان کے برل باربر برجملہ کبا ۔ ہم نے ان کے بہت سے لوگوں کو مارڈ الا ۔ اس کے جواب میں دہ جو کچھ کرنے دائے سے اس سے انھوں نے ہمیں آگا ہی دی ۔ گرہم نے سمجھا کہ بیخص دھونس ہے۔ انھوں نے ہیں کسی دھو کے کے بغیر کھلے طور بر مارا ۔ پہلے ہم ایک دوسرے سے دور بتھے ۔ اب ہم ایک دوسرے کے دوسرت ہیں دہندستان ٹائمس سم ابریل ا ۱۹۹ ) ایٹی حملہ سے مرنے دانوں کی یادگارہ ہیروسینما میں قائم کی گئ ہے۔ امن میوز بم (Peace Museum) یں جنگی تباہ کاریوں کی تصویری بھی لگی ہوئی ہیں۔ ان بچزوں کو دیکھنے کے لئے ہرسال تقریب ؓ، ی لا کھ جاپانی ہیر دستیما آتے ہیں ۔گفتگو سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عام جاپانی کے دل میں امریکہ کے خلاف نفرت بھی ہوتی موجود ہے ۔ تاہم دہ اپنے علی رویہ میں اس کا اظہار ہونے نہیں دیتے۔ انفول نے اپنے مخالفانہ جذبات پر حقیقت بیندی کا پر دہ ڈال رکھا ہے ۔ جاپا نبول کے اسی مزان کا یہ متحبہ ہے کہ جنگ کے بعد بہت تقوری مدت میں انفوں نے دوبارہ غیر مولی ترتی کر لی ۔ ان کے بہاں نہیں نہیں ہے اور نہ ان کے دل میں اس کی معد بہت تقوری مدت میں انفوں نے دوبارہ غیر مولی ترتی کہ لی ۔ ان کے بہاں نہیں نہ کہ ماہ کہ بھوں نے اپنی محد بہت تقوری مدت میں انفوں نے دوبارہ غیر مولی ترتی کہ لی ۔ ان کے بیہاں نہ کہ نہ میں اور نہ ان کے باس معد نیا تک کا نہ میں اس میں ۔ ان کو بیش تر خام مال با ہر سے حاص کرنا چر تا ہے ۔ اس کے با وجود جاپان آ جاپنے الی ساما نوں کی ہدولت دنیا کی مارکٹ پر جھایا ہوا ہے۔

مشرخوشونت سنگھ نے جاپان میں وکبلوں کی بابت معلوم کیا۔ انھیں بتایا گیا کہ بیہاں وکالت کے مبتنیہ کا حال اچھانہیں ہے۔ اس کی وجہ بیہ ہے کہ لوگوں کے درمیان جب کوئی نزاع بید اموق ہے تو دہ علالت میں جانے کے جائے باہم گفتگو سے اس کوسط کر لیتے ہیں بجب آ دحی اپنی غلطی ماننے کے لئے تیا رہوتو چھکڑا کم کی اُسکے نہیں بڑھنا ۔ چھ گڑا ختم نہ نہونے کی دجہ اکثر حالات میں یہ ہوتی ہے کہ ایک آ دحی این غلطی ماننے کے لئے تیا رہوتو چھکڑا کم کا اُسک نہیں اس کی دجہ سے دوسرے کے اندر بھی عند بید ا ہو جاتی ہے ۔ اور سکہ بڑھتا چلا جاتا ہے جب ایک فرن اپنی اور اس کے دیں جانب کی غلطی مان سے تو دوسرے کے اندر بھی جھکا کہ پید ام ہوگا اور سکہ دیں کا دہتی کہ جب ایک فرین اپنی ج

Never quarrelling amongst themselves, always making everything together.

ا بس می محمد نا مرکام ممیشد ل جل کرکرنا د مندستان نامس سم ایدی ۱۹۹۱)

سيادور

چود هویں صدی ، بحری پر تاریخ کا ایک دورختم ہوا ہے ، پن در ہویں صدی ، بحری بیں تاریخ کے نے دورکا آغاز ، یوناہے- مزید یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج دہ تمام موافق حالات مکمل طور پر پیدا ، یو چکے ، بی جو ایک سب بہتر دور شروع کرنے کے لئے درکار ہیں ۔

جب رات کا اندھیراختم ہو تاہے اور نئے دن کاسورج نکلنے کے آثار ظا ہر ہوتے ہین نویہ نطرت کی طرف سے اس بات کا خاموش اعب لان ہوتا ہے کہ روز وشب کی ایک گردسٹس بوری ہوگتی۔اب اس کی دوسری گر دمشس شروع ہونے والی ہے۔جوشنص چاہے اس کی روشن میں اپنا سفر شروع کرے اور منزل پر پہنچ جائے۔

صبح کے دقت سورج کا بکلنا ہر آ دمی کو دوچیزوں کے درمیان کھڑا کر دیتا ہے۔ ایک وہ موقع جو گزرچکا۔ دوسرا وہ موقع جو ساسنے کھلا ہوا موج دہے۔ جو شخص بھی ان مواقع کو استعمال کرے گا وہ لاز ما اپنی منزل پر پہنچ جائے گا۔ تاہم امتحان کی اس دنسی میں مواقع صرف اخیں کے لئے ہوتے ہیں جومواقع کو استعمال کریں۔ جو لوگ مواقع کو استعمال کرنے میں ناکام ر ہیں ان کے لئے کوئی موقع موقع نہیں۔ کا میابی د وسر نے نفطوں میں موجود مواقع کو استعمال کرنے ہی کا دوسہ انام صور

کوٹی شخص بجیلے کل میں ایب اسفر شروع نہیں کر سکتا۔ سفرجب بھی شروع ہو گا " آج "۔ شروع ہوگا ندکہ گزرے ہوتے" کل "۔ ۔ جرکوگ آج کے دن بھی کل میں جنیں ان کے لیتے اس دنب میں بربا دی کے سوااور کوئی چیز مقدر نہیں۔

جوموا قع گزر کے انھیں بھول جائے۔ جوموا قع آج موجود ہیں ان کو جانیے اور انھیں استعال کیتے - انٹ ارالٹد آپ یقیناً کا میاب ہوں گے ۔ یا در کھئے گزرا ہوا دن کمبی کی لئے واپس نہیں آیا گزرا ہوا دن آپ سے لئے بھی داپس آنےوالانہیں ۔

نودکنټ نہیں

باکسنان سے دریٹائرڈ) جزل عیتق الرحمٰن آج کل پاکستان فیڈرل سروس کمیتنن سے صدر ہیں۔ وہ ایک "مہاجر" ہیں اور دوسر مری جنگ عظیم میں فیلڈ مارشل مانک شاہ سے سائھ برما ہیں کام کر جکے ہیں۔ فروری ۸۸ ۱۹ میں جنزل رحمان ایک سرکاری دورہ پرنٹی دہلی آئے۔ ایک اخباری ملا مت ات میں انفوں سے کہاکہ برما کے زمانہ قیام میں ایک بار مانک شاہ شدید طور پر زخمی ہو گیے۔ تکلیف نا ق بل برداننت ہوگئ تو مانک شاہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے آپ کو گولی مارکر اپن خاتمہ کریں ۔ الحفول نے جزل د جسان سے ایک بینول مانگا ۔ جنرل عیّبق الرحمٰن بے بیتول دیہتے ۔ انکاد کر دیا ۔ جزل دیمان نے فہ تقبہ سے سابقہ کہا : مانک شاہ بے ا> ۱۹ کی جنگ میں ہمارے سابقہ جو کچھ کیا ، اگر اس کو میں اس وقت جانت اتويقينًا بين ابناليتول الخيس ديديتا ( ٹائمس آف انڈ با ۲۰ فروري ۱۹۸۴) مانک سن دوسری عالمی جنگ میں مایوس ہو کرخو دکشی کررہے تھے ،حالانکہ اس کے ۲۵ سال بعد ۱۹۷۱ کی جنگ میں وہ فاتح بن کر تمن یاں ہونے والے سے ۔ اسلام میں خود کشی حرام ہے۔ کیوں کہ خود کمنٹی خداسے کا مل مایوسی ہے۔ اسی کے ساتھ وہ آخرت ے انکار کے ہم معنی ہے۔ اگر آ دمی کو یہ یقنین ہو کہ مرہے کے بعد وہ ختم نہیں ہو کا بلکہ دوبارہ زندہ ہو کر آخرت کی دست میں سہونچ جلئے کا تو وہ کہمی خود کمتنی نہ کرہے یہ جس شخص کو آخرت کے مسئلہ کی سنگینی کا احساس ہواس کے بیے ہر دوسہ دی تکلیف ہیچ بن جلئے گا۔ اسی سے ساتھ اس کا ایک اور پہلو بھی ہے ۔خود کشی کو حرام قرار دینا گویا انسان کویہ پینے ام دینا ب كر سب وقتى تكليف س كمبر اكرمتقبل كويذ بجول جاو . موجوده دنب ایک ایسی جگر سے جہاں ہرانسان پرغم اور تسکیف کا لمحہ آتا ہے ر مگرا پسے لمحات ہمینہ وقتی ہوتے ہیں۔ اگر آ دمی اس کمحکوبر دامنت کرنے تواس کو بہت جلد معسلوم ہوتا ہے کہ « تاریک حسال » بیں اس سے لیے ایک » روکشن متقبل » کا امکان چھیا ہوا تھا ۔ وہ شکست خوردہ ہو کراپنے کو مثادینا چا ہتا ہوتا ۔ حالال کہ متقبل اس انتظار میں بنے کہ اسس کا نام فاتح کی جیٹریت سے تاریخ عالم میں درج کرے ۔

ادر بالأكهل كيا

اس کی ناکام کو شش اب جھنجلا ہو طیس تبدیل ہو جکی تھی۔ وہ کافی دیر سے تلبے کے ساتھ زور آ زمانی کرر ہا تھا۔ "کبنی نوبظا ہر صبح ہے ۔ یقیناً تلبے کے اندر کو بی خرابی ہے جس کی دجسسے تالا کھل نہیں رہا ہے " اس بے سوچا ۔ اس کا عصداب اس درجہ بر بہو بخ چکا تھا کہ اگلام حلہ صرف یہ تھتا کہ تالاکھو لینے کے بیے دہ کبنی کے بجائے ہمچوڑ کے کا استعمال ک روع کر دے ۔

اینے بیں اس سے میزبان رفیق احمد صاحب آ کیے۔ "کیا تالا نہیں کھل رہا ہے " انھوں نے کمبنی اپنے ہا کتر میں لیتے ہونے کہا۔ " احجعا آپ کنجی غلط لگار ہے تھے۔ اصل میں آج ہی میں نے اس کا تالابدل دیا ہے ۔ مگر میں نئی کنجی چھتے میں ڈالنا بھول گیا۔ اس کی کنجی دوں سری ہے۔ " اس سے بعد انھوں نے جیب سے دوسری کنجی نکالی اور دم بھرییں تالا کھل چکا تھا ۔

زمان جب بدلتا بے توابیا ہی حال ان لوگوں کا ہوجا تا ہے جوما صنی کی صلاحیت کی بنیاد پر حال کی دنیا میں اپنی قیمت وصول کرنا چا ہیں ۔ نے زمانہ میں زندگی کے درواز وں کے تمام تالے بدل چکے ہوتے ہیں۔ مگروہ پر انی کی جیوں کا گیچا ہے ہوئے نے تالوں کے ساتھ زور آ زمائی کرتے رہتے ہیں. اور جب ان کی پر انی کی بیوں سے نے تالے بنیں کھلتے تو کی بھی تالا بنانے والے پر اور کی سارے ماحول پر خفا ہوتے ہیں۔ حالال کر جب تالے بدل بچکے ہوں تو ایسا کی بنیں ہور کتا کہ پر انی کی بنے راحوق حاصل کرنے میں۔ حقیقت نگاری کے دور میں جذباتی تقریریں اور تحریریں، اہلیت کی بنا پر حقوق حاصل کرنے محقیقت نگاری کے دور میں جذباتی تقریریں اور تحریریں، اہلیت کی بنا پر حقوق حاصل کرنے موسوں کے ذریعہ قوم کا مستقبل بر آ مد کر بنا کی تو کر ہیں، ایلیت کی بنا پر حقوق حاصل کرنے موسوں کے ذریعہ قدم کا مستقبل بر آ مد کر بنا کی کو شنٹ، سماجی بنیا دوں کی انہ پر حقوق حاصل کرنے مال کی دنیا سے اپنے بی زندگی کا حق وصول کرنا ہے جو کی مالیں ، بیں ہو سکتا ۔ ایسے لوگوں کا انجا موجودہ دنیا سے مورف یہ ہے کہ وہ نوبیا تی موسوں کہ کو میں اور کر ہے میں اور ہو کہ تا ہے ہوں تا ہوت مال کی دنیا سے اپنے نے زندگی کا حق وصول کرنا ہے جو کی کا میاں بنیں ہو سکتا ۔ ایسے لوگوں کا انجا موجودہ دنیا ہیں مردن یہ ہے کہ وہ نوبیا تی مریف ہو کر رہ جائیں ہیں ہو سکتا ۔ ایسے لوگوں کا انجا موجودہ دنیا ہے اپنے نازی کے ذریعہ ترقی کے منصوبے ، یہ سب اسی کی مثالیں ، ہیں ۔ یہ ماض کے معیار وں پر موجودہ دنیا ہیں مردن یہ ہے کہ وہ نوبیا تی مریف ہو کر رہ جائیں ۔ جو کچھ ان کو بر بنا ہے حق نہیں طاب اس کو سمجیں کہ وہ بربنائے نظلم ان کو نہیں مل رہا ہے اور سے ہمیں ہی ہو سکتا ۔ ایسے لوگوں کا انجا

شوق کافی ہے

استاد یوسف دہلوی (م ۵ ۷ ۹ ۹) مشہور نوشنو سی ستھے۔ ان کونی خطاطی برغیر ممولی قدرت حاصل میں ۔ کہا جاتا ہے کہ ایک بارحلی خط کا مقابلہ ہوا۔ جمنا کے کنارے دیت کے مبدان میں سبت سے خطاط جمع ہوئے راستا د یوسف آئے تو ان کے ہاتھ میں بانس کا ایک بڑ ٹا کڑا تھا۔ اکھوں نے بانس سے رمیت کے اوپر کھنا شروع کیا۔ العت سیس تک پہنچ تھے کہ تقریباً ایک فرلاتگ کا فاصلہ ہو کیا روگوں نے کہا کہ س کیجے ۔ استا دیوسف نے کہا : میں سن جو کھا ہے اس میں رنگ بھرد اور تھر باوائی جہاز سے چھوٹے سائز میں ان کا فوٹو نے لو۔ مجھے یقین ہے کہ فوٹو میں دہی خطارہے گاہو میر ااصل خط ہے ۔ اس کے بعکری اور کو اپن ٹی نوٹ کی ہمت نہ ہوئی ۔

تقسیم مح بعد وہ پاکستان چلے گئے تھے۔ دہاں شاہ سعود کی آمد بران کوایک محراب کا مضمون لیکھنے کے لئے دباییا ۔ استقبال کی نیا دیوں کا بجشم خو دمعا کنہ کرنے کے لئے گور نرجنرل آئے ۔ اس دوران اعفوں نے استا دیوست کا لکھا ہوا محراب بھی دیکھا۔ اس کے مثان خط کو دیکھ کر وہ جران رہ گئے۔ اسخوں نے کہا کہ یکس خطاط نے لکھا ہے ۔ چنا پنچہ استا دیوسف کو بلایا گیا ۔ گور نرجنرل نے ان کے کام کی تو دین کی اور پوچھا کہ اس کو لکھنے میں آپ کا کھنا وقت لگا۔ استا دیوسف نے کہا کہ میات دن ۔ گور نرجنرل نے ان کے کام کی تو دین کی اور پوچھا کہ اس کو نکھنے میں آپ کا کھنا وقت لگا۔ میں سات ہزار روپے میں کہ دو بین کہ دور جن کہ ان کہ اس کو تا ہے کہ میں اس کی تعوین کی معامی ہے ۔ میں دیکھنے میں آپ کا کھنا وقت لگا۔

اگراً دمی کے اندرشوق ہوتو نہ نبینیہ کی صرورت ہے اور نہ استاد کی ، نہ کسی اور چیز کی ۔ اس کا شون ہی اس کے لئے ہر چیز کا بدل بن جائے گا ۔ وہ بغیرکسی چیز کے سب چیز حاصل کریے گا ۔

## زبان درازی

سقراط کا قول ہے ۔ اگر تم انٹے زبان دراز ہو کہ تہاری زبان درازی کے مقابلہ میں کوئ تم سے جیت نہ سکے تو تم کبھی غرببوں کے ساتھ ہم۔ دردی نہیں کر سکتے ۔

بظاہر یے جیب سی بات معلوم ہوتی ہے کہ زبان درازی اور غریبوں کے ساتھ ہمدر دی سے کیا تعلق - لیکن گہرائی کے ساتھ دیکھیے تو ان میں ہہت گہراتعلق ہے ۔ غریب کے ساتھ ہمدر دی وہی شخص کرسکتا ہے جو می کا اعتراف کرنا جانتا ہو ، خواہ اس میں کا تعلق ایک غریب ادمی سے کیوں بر ہو۔ ایک واقعہ سے اس کی بخوبی وصاحت ہو جائے گی۔ ایک زمیندار نے اپنا اُم کا باغ کسی

باغبان کے ہاتھ فروخت کیا، حب درختوں میں بھل گھ تو اندھی آئی۔ اس اُندھی میں بہت سے بھل گر سے ۔ باغبان کو اندیشہ ہوا کہ وہ تھلوں کی فروخت سے پوری قیمت حاصل مذکر سلے گا اور اس کو نقصان ہوگا۔ اس نے لوٹ ٹے ہو ہے اُم ایک ٹو کری ہیں دکھے اور ان کولے کر زمیندار کے پاس کیا۔ اور کہا کہ دیکھیے اُندھی کی وجہ سے کافی تھل گر گئے ہیں اور ہم کو نقصان کا اندلیشہ ہے اس لیے اُپ باغ کی قیمت میں کچھ کی کریں ۔

زمیت دارنے یہ سنا تو بگڑ کر کہا جب تم نے ہمارا باغ خربدا تھا اس وقت تم کو یہ معلوم مذتھا کہ باغ کے گرد کو ٹی ایسی اونچی دیوار کھڑی ہو ٹی نہیں ہے جو اُندھی اور باغ سے درمیان روک بن سکے۔ عزیب باغبان مایوس ہو کر چلاگیا ۔

زمىندارىكەابىك دوست اس وقت زمىندارىكە باس بىيى موت تەرىبىدارا در باغبان كى پورى بات سن رىپ تقى - جب باغبان چلاكيا توانبول نے زميندار سے كہا، تم بېت سنگدل معلوم موسق مو، غريب آدمى پررتم كرنانبين جانت - زميندار صاحب نے بسن كركها - آب جيسے تعليم يافت لوگ شايد بير محصق بي كران دوسر انسان دو مرب انسان كورز ق دينا ہے، مگر حقيقت به ہے كرزق دينے والا خدا ہے، دو بر حال مرايك كواس كارز ق بينا مال مى وال

طاقتور کے مقابلہ میں آدمی زیادہ بول نہیں پایا۔ مگرجب کمزور سے معاملہ ہوتو دہ خوب زبان درازی دکھا تا ہے - اس کی یہ زبان درازی اس کویہ موقع نہیں دیتی کہ وہ سنجید گی کے ساتھ معاملہ کو سیچھ اور حق کو مان کراس کے مطابق دہ کرے حواسے کر ناچا ہیئے ۔ یعن

حقيقت ليندى بذكة شوق

شہد کی تحقیاں اپنا تجبتہ جہاں بنانی ہیں ، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بھولوں کا مقام اس سے کن میں دور ہوتا ہے ۔ ایک بھول ہیں بہت تفوٹری مقدار رس کی ہوتی ہے ۔ اس لے بھی اس کو ہہت دور دور سک جانا ہوتا ہے تاکہ ہت سے بھولوں کا رس چوس کہ حزوری مقدار حاصل کر کیے ۔

شہدت کرنے والی تھی سارے دن اڑا نیں بھرتی ہے تاکہ وہ ایک ایک بھول کارس نکالے اور اس کو لاکراپنے چھتہ بی جنع کرے۔ مشاہدہ سے مسلوم ہوا ہے کہ شہد کی تھی تسج جب اپنے پہلے سفر پڑتکتی ہے تو اندھیرے میں رو انہ ہوتی ہے۔ مگر شام کو جب بھولوں کے مقام سے دہ این آخری باری کے لئے چلتی ہے تو اس کا بہ سفر نسبتا اجامے میں ہوتا ہے۔ پہلی باری کے لئے اندھیر سے بیں چلنا او راخری باری کے لئے اجامے میں سفر شروع کر ناکیوں ہوتا ہے۔ اس کی وجب دونوں وقتوں کا فرق ہے۔ صبح کے وقت سفر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اندھیرے سے اجامے کی طرف جارہی ہے۔ جب کہ شام کے وقت سفر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اندھیرے سے اجامے ک

سنه کن تھی وقت کے اس فرق کو لمحوظ رکھتی ہے اور اس کی پوری طرح رعایت کرتی ہے۔ نه کن تھی اپنے لمبے سفر کو چو نکہ سورج کی روشتی ہی میں صحیح صحیح انجام دے سکتی ہے۔ اندھیرے میں میں اس کا امکان رہتا ہے کہ وہ ہمبٹک جائے اور اپنی منزل پر نہ نہنچ ، اس النے صحیح کو وہ اپنی پہلی باری اندھیرے میں شروع کر دیتی ہے۔ کیوں کہ وہ جانتی ہے کہ الحکے لحات اجا لے کے لحات موں گے۔ اس کے برعکس شام کو اپنی آخری باری کے لئے وہ اجالار بہتے ہوئے چل پڑتی ہے۔ کیوں کہ وہ وجانتی ہے کہ جننی دیر موگی اتنا ہی اندھیر ابڑ ھتا چلا چا ہے گا

یز فدرت کاسبن ہے۔ اس طرح قدرت بتاق ہے کہ زندگی میں ہمارا ہرقدم خفائق کی بنیا دیر اٹھنا چاہئے مذکر خوش فہمیوں اور موہوم امید وں کی بنیا دیر۔ آنے و الے لمحات کہی '' اندھیرے' کے لمحات ہوتے ہیں اور کبھی '' اجالے'' کے لمحات ، اگر اس فرق کی رعامیت مذکی جائے اور آنے و الے لمحات کا لحاظ کے بغیر بے خبری میں سفر شروع کر دیا جائے تو آنے والالحمہ ہماری رعامیت نہیں کرے گا۔ وہ اپنے نظام کے تحت آئے گا مذکہ ہماری خوش نہمیوں کے تحت نہتی ہی ہو گا کہ کہی ہم تو ہیں گرے گا۔ روشن سقبل ادر شا ندارانجام کی طرف بڑھ در ہے ہیں۔ حالان کہ اگر الحق جب آئے گا تو معلوم ہو گا کہ ہم کہ میں گے کہ ہم اندھیروں کی طرف بڑھ حیلے جارہ ہے ج

دشمنی *کے*وقت کھی

روس اورامریجہ دونوں ایک دوسر <u>کے بخت نیری</u>ن دشمن چی مزیدید کہ دونوں نے بے حساب مقداد بی خطر ثاک نیو کلیر ہفیار نیارکر رکھے ہیں جو منٹوں ہیں ایک ملک سے دوسر کلک میں پہنچ جائیں۔ اس کا مطلب بہ ہے کہ ایک معولی سی غلط نہی د وینوں بڑی طاقتوں کے درمیان ایک ایسی جنگ چھڑ سکتی ہے جوان کے شاند ارشہروں کو اچانک کھٹر میں تبدیل کر دے۔

چسٹ ایخہ بیر ممالک ایک طرف ایک دوسرے کے خلاف ہڑسم کے انتہائی مہلک ہتا یہ جمع کررہے ، بیں۔ دوسے ری طرف دونوں کے درمیب ان پچلے ۲۰ سال سے ہنگامی مواصلات (Emergency communications) کاریک نظام قائم ہے جس کے ذریہ بعد رات دن کے سی کھی کم میں دونوں ایک دوسرے سے ربط پیداکر سکتے ہیں۔ اور نازک مواقع پر فوراً براہ داست گفتگو کر کے جنگ کے ا تفاتی خطرہ کو ٹال سکتے ہیں۔ اس ہرونت متحرک رہنے والے مواصلاتی نظام کو گرم لائن (Hot-line) کہا جاتا ہے۔ نیوکلیت اروں کی مزیدترتی ے بعد محسوس کیا گیا کوت دیم کرم لائن بہت "سست " مے ۔ وہ ہتھیار وں کے رفتا رسفر بیں جدید زقبوں کی نسبت سے جنگ سے فور کا ندیش کو ٹالنے کے لئے سر اسر نا کانی ہے۔ چنا بخد بجیلے ایک سال سے ماسکوا ور واسٹ نگٹن کے ماہرین اس موضوع پر گفتگوکر رہے تھے كم وجدد أكرم لائن كوترتى وي كراس كو وقت كے تفاضول كے مطا**بق** (Update) كيا جائے - بالاً خرجولائ مر ۱۹ میں دونوں ملکوں کے درمیان ایک نئے معاہدہ پر محجورتہ ہو گیا ( عامس آف انٹریا ااجولائی مرد ۱۹) اب بنک جو سیلکس شینیں ماسکوا ورواشنگٹن کے درمیان پیغام رسانی کے لیے است الم مور ، می تنفیں وہ ایک منٹ میں سائٹ الغاظ (ایک سکنٹر میں ایک لغظ) ایک جگہ کے دوسری جگہ ننتفل کرسے کمی تنیں۔ نتے معاہدہ کے تحت جوسٹم رائج کیا گیا ہے اس کے مطابق ایک تیا رشدہ صنون (Prepared text) کے پورے ایک صفحہ کاعکس صرف ایک سنڈ میں واشنگٹن سے اسکو یا ماسکوسے واسٹنگٹن پہنچ جائے گا۔ گویا تنزر فتماری کے اعتبارت پہلے کے مقابلہ میں کنی سو گنازیادہ ۔ اس طرح روسس اور امریکہ نے خطرہ سے بجا وک تد بيركوخطره كے مطابق كرليا۔ یہایک ً مثالً ہے جب ہے اندازہ ہونا ہے *کہ ز*ندہ لوگ دشمنی کی آخری *حد پر بینے ربھی کس*قدر

بیرایک متال ہےجس سے اندارہ ہوتا ہے تہ رندہ کول دسی کی احری حکہ پر پرچ کر بھی تک قدر باہوسنس رہتے ہیں۔ دوسری طرف مردہ لوگ ہیں جن کو صرف بیہ سعلوم ہے کہ وہ ذرا ذراسی بات پر لڑ حب ایس و ریچرانی بے سی لڑانی کو کسی حال میں ختم ہند کریں ۔ لا لا

تعليم كي ايميت

تعلیم صرف رو زگار کا سرٹیفکٹ نہیں۔ اس کا اص مقصد قوم کے افراد کو باشعور بناتا ہے۔ ا فرا د کوبا شعور بنا ناملت کی تعمیر کی اہ کا بہلاقدم ہے۔ ملت کا سفر جب بھی شہروع ہو گا یہ بی شخص ع ہوگا۔ اس کے سواکس اور مقام سے ملت کا سفرشر وع نہیں ہو ستھا۔

باشعور بنا ناکیاہے ۔ باشعور بنا نایہ ہے کہ ملت کے افرا دیاضی اور حال کو ایک دوسرے سے جوڑ شجیں۔ وہ زندگی بے مسائل کو کائنات کے ابدی نقشہ میں رکھ کر دیچھ کمیں۔ وہ جانیں کہ وہ کیا ہیں۔ ا درکیا نہیں ہیں۔ وہ اس رازے واقف ہوں کہ وہ اپنے ار ا دہ کوخداکے ارادہ ہے ہما ہنگ کرے ہی خداکی اس دنیا میں کامباب موسکتے ہیں۔ باشعور انسان ہی خفیفی معنوں میں انسان ہے۔ جر یا شعور نہیں وہ انسان سمی ہیں ۔

باشعور آ دمی اپنے اور دوسرے کے بارہ میں صحح رائے خاتم کرنے سے فابل ہو جاتا ہے۔ وہ یہ جان لیتا ہے کہ اس کی کون سی رائے جانب دارا نہ دارے ہے اورکون سی غیر جانب دارا نہ جب سی کوئی موقع آتا ہے تو یہ ہچان لیتا ہے کہ یہاں کون ہی کا ررواتی ردمل کی کا رر واتی ہے اور کون س مثبت کارروائی ۔ وہ ننرکوخیرے جداکر تاہے اور باطل کوالگ کرے چی کو پہچا نتا ہے۔ ایک آنکھ وہ ہے جو ہراً دمی کی پیشانی پر ہوتی ہے ۔ تعلیم آ دی کو ذہن آ نکو عطاکرتی ہے ۔ عام آنکھ آ دمی کو ظاہری جیزیں دکھاتی ہے، تعلیم کی آئکھ آدمی کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ معنوی جنروں کو دیکھ سے۔

جس طرح ایک کسان بیج کودرخت بنا تاب ، اس طرح تعلیم گاه کا کام یہ ہے کہ وہ انسان کو فکری چیننیت سے اس فابل بنائے کہ وہ از نفائے حیات کے سفرکوئیکل کریہے ۔ تعلیم آ دمی کوملا ذمہ ۔ ديتى مسبع يگرينىلىمكانانوى فائدە ب نىلىمكاص بېلوبېر كددة دى كوزىدگى كاتس بتائ. وہ آ دمی کوخفیقی معنوں بیں آ دمی بنا دیے ۔

اس کے باوجود

اا نومبر ۲۹۸۱ کی صبح کومیرے ساتھ ایک " حادثہ " بیش آیا ۔ میری عینک ایک بھول کی وجہ سے بیتھر سے فرش برگریڈی ۔ اس کا تیسنہ نوٹ کیا۔ تخوڑ ی دیر سے بیے مجھ حبٹ کا لگا ۔ بچر میں نے سوچا کہ اس دنیا میں تو ہمیشہ یہی ہو گا کہ یہاں بیتھر کا فرش بھی رہے گا اور نازک تنیشہ بھی اس لیے اس دنیا میں حفاظت اس کا نام نہیں ہے کہ جبزیں کمبھی نہ ٹوٹیں ۔ اس دینیا میں حفاظت یہ ہے کہ ٹوٹنے کے باوجود ہم چیپ زول کو محفوظ رکھ سکیں ۔ محردی کے درمیانی واقعات بیش آنے کے با وجود ہم اپنے آپ کو آخری محرومی سے بچا میں ۔

کلاب کا پیول کتنا نویسورت ہوتا ہے۔ اس کو بچولوں کا بادشاہ کہاجا تاہے۔ گر جس ڈالی میں گلاب کا نازک بچول کھلتا ہے ، اسی ڈالی میں سخت کا نے بھی لگے ہوئے ہوتے ہیں ۔ یہ قدرت کا قانون ہے۔ ہمارے لیے نامکن ہے کہ ہم بچول کو کا نے سے جدا کر سکیں ۔ ہمیں کا نے کے با وجود سچول کو لیت ہوگا۔ ہم اس دنب میں کا نے سے بغیر بچول کو نہیں پاسکتے ۔

بیزندگی کا ایک سبق مے جو فطرت کی خاموش زبان میں ہمیں دیا جا رہا ہے۔ یہ دافتہ بتا تاہے کہ اس دنب میں » با وجو د "کا اصول کا رفر ماہے ۔ یہاں ناخوش گوار بوں سے با وجود خوست گواری کو قبول کرنا پڑتا ہے، یہاں " نہیں » کے با وجو د اسس کو "ہے " میں تبدیل کرنا ہوتا ہے ۔

یہی اس دنیا کا مام اصول ہے ۔ یہاں کا میا بی اسس کا نام ہے کہ آدمی ناکا میوں کے باوجود کا میا بی تک پہو پنچنے کا راستہ نکالے ۔ یہاں ننجارت یہ ہے کہ گھاٹے کے باوجود نفع حاصل کیا جائے ۔ یہاں آ تے بڑھن ایہ ہے کہ پیچیے ہیٹنے کے واقعات بیش آنے کے باوجود آگے کا سفر جاری رکھا جائے ۔ اس دنیا میں کھونے سے با وجود بانے کا نام با ناہے۔ یہاں اتحاد مرف ان لوگوں کے درمیان قائم ہوتا ہے جوانحلاف کے باوجود متحد ہونے کا فن جانتے ہوں ۔



r v

این کوشش سے

نفسیات کے ماہرین نے اندازہ لگایا ہے کہ انہان پدائش طور پرجن صلاحیتوں کا مالک بے عام طور وہ ان کا صرف دس فی صد حصہ استعمال کرتا ہے۔ اس تحیفتن کا ذکر کرتے م وت بارور ڈیوٹی ورٹی کے پر وفیسرولیم جمیس نے کہا۔۔۔۔ ''جو کچہ تہیں بناچل سے وہ کچھ ہم بننے کے لیے تیار نہیں " ہم کو دوسروں سے شکایت ہے کہ وہ ہم کو ہارا حصہ ہیں دیتے گرسب سے پہلے ہم کوخود اپنے آب سے شکایت ، یونی چاہئے کہ بت درت سے يريدائش طور پر مارك ك دنيايس جوتر فيان اوركاميا بيان مقدر كى تفين، م اسس کے مقابلہ میں ایک بہت کمتر زندگ پر فانع ہو کر رہ گئے ہیں۔

ہرانسان کے لئے لازم ہے کہ وہ دوسروں کی طرف دیکھنے بجائے خود اپنی طرف دیکھے۔ کیوں کہ انسان آپ ، ی اپنا دوست بھی ہے اور آپ ، ی اپنا دست سن بھی۔ آدمی کے با ہرنداس کا کوتی دوست بے اور ہنکوئی اس کا دسمن ۔ آدمی اپنی امکانیات کو استعال کرکے کا میابی حاصل کر ناہے اورجب وہ اپنی امکا نیابن کواستعال نکرے تواس کا دوسرا نام ناکامی ہے۔ تاہم یہ بھی ضروری ہے کہ کو ششنوں کا استعال صحح رخ پر ہو۔ غلط رخ پر کو سنت کرنا اپن قوتوں كون أنع كرنے كے ہم عنى ب.

قديم انسان كے نز ديك دولت مند بنے كى صورت صرف ايك تمى . وہ بدك لوب كوسونا بنايا جائے۔ وہ قیتی چنر بے نام سے صرف سونے کوجانت تھا۔ بے تیما رلوگ ہزا روں سال تک لوہے کو سو نا بنانے کی کوشیش کرتے رہے۔ متحران سے حصہ میں بالآخر اس سے سواا ورکچھ نہ آیا کہ اپنے وقت اور ، بیسر کوضائع کریں اور بھرا یک دن حسرت کے ساتھ مرحابیٰں یہ

مگرخداکی دنیایں ایک اور اس سے زیادہ بڑا امکان موجود بھت ا۔ اور وہ تھالو ہے کوشین میں تىبدىلى كرنا به موجو د ۵ نه مانه مين مغربي نوموں نے اس را زکوجا نا اور اپنى محنتيں اس رخ بير لگا ديں به انھوں نے لوہے کومنٹین میں تب بل کر دیا۔اس کا نینجہ یہ ہو اکہ وہ سونے اور چابندی سے مجی زیادہ بڑی مقب دار بیں دولت حاصل کرنے میں کا میاب ہو گئے۔

ابك كيعددوسرا

برل بادبرامر کیدکی ایک بندرگاہ ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے زمانہ میں یہاں امری بحرید کا زبر دست فرقی اڈہ قائم تھا۔ > ردسمبر ۲۹۹ کو جاپان نے اچانک پرل باربر پر مباری کرکے اس کو تباہ کر دیا۔ امریکہ کا جرم یہ تھا کہ وہ جاپان دشمن طافتوں کے با تھ فوتی متھیا دفر وخت کرتا ہے۔ مگر جاپان کے اس جنگ اقدام نے مسئلہ کو اور زیادہ بر مطادیا۔ اب امریکہ براہ داست جنگ بیں تشریک ہو گیا۔ اس کے بعد امریکہ ، برطانید اور دوس نے ل کر دوہ فوتی محاد خائم کیا جو تاریخ میں اتحا دی طافتوں (Allied Powers) کے نام سے شہرورہے۔ اس فوتی اتحاد کا سب سے زیادہ نقصان جاپا نیوں کے حصہ میں آیا۔ امریکہ نے اگست ہے ماریس جاپان کے دوسنعتی شہروں ( میروشا اور ناگا ساکی ) پرتادی محصہ میں آیا۔ امریکہ نے اگست ہے ماہ دیں جاپان کے دوسنعتی مرکز جارت کے میں تھا دی مرکز باد کا باک کر جات کر جاپا ہے ہو گیا۔ اس کے بعد امریکہ ، برطانید اور دوس نے ل کر

برل باربر بریمباری کرنا بلاست برجایان کی عظیم النتان نو تج علطی تھی ۔ اس افدام نے غیر ضروری طور پر امریکیہ کو جاپان کا دشمن بنا کرباہ داست اس کے خلاف کھ طواکر دیا ۔ مگرجاپان ایک زندہ قوم تھی ۔ اس نے ایک علطی کے بعد دو سری علطی نہیں کی ۔ اس نے نئے حالات کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے لڑنے کے بجائے اس کے ساتھ ہم آ ، ملکی کا طریقہ اختیار کر دیا ۔

جاپان کی اس عقل مندی نے اس کے لئے ایک نیا عظیم تر امکان کھول دیا ۔ جنگ میدان میں اقدام کے مواقع نہ پاکراس نے تعلیم اور صنعت کے میدان میں ابنی جد وجہد شروع کردی۔ سیاسی اور فوجی اعتبار سے اس نے اور کی یہ کراس نے تعلیم اور صنعت کے میدان میں اپنی جد وجہد شروع کردی۔ سیاسی اور فوجی اعتبار سے اس نے امر کی کی بالا دستی تسلیم کر کی اور دوسرے پرامن میدانوں میں اپنی تو وجہد شروع کردی۔ سیاسی اور فوجی اعتبار سے اس نے اور کی کہ کہ کہ ایک نیا تحظیم تر امکان کھول دیا ۔ جنگ میدان میں اقدام کے مواقع نہ پاکر اس نے تعلیم اور صنعت کے میدان میں اپنی جد وجہد شروع کردی۔ سیاسی اور فوجی اعتبار سے اس نے اور کی کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ میں اپنی میں اپنی جد وجہد شروع کردی۔ سیاسی اور فوجی اعتبار سے اس نے اور کی کہ کہ موجب میں اور سی کر ل امر کی کہ کہ بالا دستی تسلیم کر کی اور دوسرے پر امن میدانوں میں اپنے آپ کو موٹر دیا۔ اس کا نتیجہ سے ہوا کہ اس مال میں جا اور نے تو کہ موجب کہ کہ موجب کہ کہ موجب میں اور کہ موجب کہ موجب کر کہ موجب کر کہ موجب میں اپنے آپ کو موٹر دیا۔ اس کا نتیجہ سی موالہ میں اور دوسرے پر امن میدانوں میں اپنے آپ کو موٹر دیا۔ اس کا نتیجہ سے میں زمان کے تعلیم میں کہ کہ موجب کر کہ موجب موجب کہ موجب کر کہ موجب موجب میں اپنے آپ کو موٹر دیا۔ اور کر موجب کر کہ موجب کر کہ موجب میں ای موجب موجب کر کہ موجب موجب کر کہ موجب موجب کر کہ موجب موجب کر کہ موجب کر کہ موجب کر کہ موجب کر کہ موجب موجب کر کہ موجب کر کہ موجب کر کہ موجب کر کہ موجب کر ک

That is a queer culmination of Pearl Harbour, but history has many contrived corridors and perhaps Pearl Harbour was one of them.

یہ پرل ہاربرے دانعہ کا ٹراعجیب اختتام ہے ۔ مگر تاریخ میں اس طرح سے داستہ نکال لینے کی بہت سی متالیں ہیں اور شاید پرل ہاربر ان میں سے ایک ہے ( ہندستان ٹائمس ۳۰ نومبر ۱۹۹۱) ہرنا کامی کے بعدایک نئی کا میابی کا امکان آ دمی کے لئے موجو در ہتا ہے ، بشرطیکہ وہ مذھبوٹی اکٹر دکھا سے اور نہ بے فائدہ ماتم میں اپنا وقت صالح کرے۔ بلکہ حالات کے مطابق از سرنوا پنی جد وجہد شروع کردے ۔

مواقع كاستعال

امریکہ میں ان انتہائی بڑے بڑے تا جروں کا مطالعہ کیاگیا ہے جوترتی کے بلندترین معت م یک۔ پہنچے ہیں۔ان کی غیر عمولی ترقی کا راز کیا ہے،اس سلسلے میں مختلف باتیں کہی گئی ہیں ۔ برحی ہو ن محت، کام کی آتی دھن کہ بوی بچے بھیٹی، تفریح ، تمام چیزی ثانوی بن جا گیں، دغیرہ ۔ تا ہم ان کی بڑی بڑی ترقیوں میں جو چیز فیصلہ کن طور پر اہم ترین ہے وہ ایک تحقیق کرنے والے کے الفاظ (ریڈرزڈ انجسٹ می ۲ م ۱۹) یں یہ سے کہ ایسے لوگ مواقع کو بیجا نے کے ماہر ہوتے ہیں ۔ اپنی ترتی کے کسی بھی موقع کو فور اُ استعمال کرنے سے دہ مجھی نہیں چو کتے :

They are masterful opportunists, keenly alert to any chance for personal advancement.

حقيقت يدب كدبرى ترقى مواقع كوعين وقت يراستعمال كرف بى كا دوسرانام ب- نواه یه شعوری طور س<u>به بو</u>یا اتفاقی طور سرد آ دمی خواه کسی بهمی میدان میں مو، اس کو تمیش چوکنار مهنا چا<u>س</u>ئے اور جب کوئی موافق موقع ساسے آئے توفور اُ اس کو استعمال کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایک موقع ہمیں شہرت ایک بارآنا ہے، وہ دوسری بار میں نہیں آیا۔ حس نے سی موقع کو نہیں بار کھودیا آس نے گویا ہمیشہ کے لے اسے کھو دیا۔

يْسُ مواقع بالكل حصي بور أنهي بوت، ان كااندازه ببت سے لوگوں كو بوجا باب، سكرا گے برهکران کواستعمال کرنے دالے نمیشہ بہت کم ہوتے ہیں، اس کی دجہ یہ ہے کہ نئے مواقع کو استعمال كرف مي ممينه كجوخطره كابيلو بعى بوتاب - اس كانتنجرايك ستعبل كى جيز بوتاب اس الحاس ك ساتھامید اور اندسینہ دونوں ہی لگے ہوتے ہیں ، جولوگ کا پی کر تے ہیں یاسوچ بچیے ار میں رسیتے ہی وہ محردم رہ جاتے ہیں۔ اس سے برعکس جولوگ مستعدی دکھاتے ہیں اور خطرہ مول سے کرآگے بڑھ جاتے ہیں ۔ وہ کا میاب *رستے* ہیں ۔

امكانات كوبچان، كونى موقع يبدا بوتوفوراً اس كواستعمال كيجيّ، آب يقينًا برّرى برّى کامیابیاں حاصل کرں گے۔

ہاریں جیت

دوسرى عالمى جنگ ( ٢٥ - ١٩٣٩) يى ابتدارً امرىكي برا و راست ستامل نه تقا. تا ہم متحيار اور الان كے ذريعہ اس كى مدد برطانيہ اور اس كے سائتيوں كى طافت كا ذريعہ بى تونى تتى - چنا بجہ جا بيان نے امريكہ كے خلاف ايك خفيہ منصوبہ بين يا - اس نے ، دسمبر انه ١٩ كو اچا نك امريكہ كے بحرى ادہ بيرل ہاربر (Pearl Harbor) بر شديد جملہ كى اور اس كو تب ہ كرديا۔ تاہم امريكہ كى ہوائى ط قت بدستور محفوظ رہى ۔

یہ وہ وقت تقاجب کہ امریکہ میں ایٹم بم کی پہلی کھیپ زیر تکمیل تقی ۔ چنا بچہ اس کے مسلمل ہوتے ہی امریکی نے جاپان سے مطالبہ کمیا کہ وہ جز مشروط طور پر محقیار ڈال دے ور نہ اس کو بربا د کر دیاجائے گا۔ جاپان کو امریکہ کی جدید قوت کا اندازہ نہ تقا ، اسس سے اس کو منظور نہیں کی۔ چنا بچہ سما اگست دیم ۱۹ کو امریکہ نے جاپان کے دوستعتی شہروں ، ہم و شیا اور ناگا کی پر ایٹم بم گرائے ایک لمح میں حب بان کی فوجی طاقت تہ س نہ س ہو کر رہ گی ۔ جا بان نے مجبور ہو کہ محقیار ڈالنے کا اعلان کر دیا۔

اس کے فور اُلبد جزل مبکار تحتر (Douglas Macarthur) امری فوجوں سے سند جا بان یں اُڑیکے ۔ جا بان کے اوپر کمل طور پر امریکہ کا فوجی قبصہ ہو گی یہ ۔ جا بان اگر چالص مہتنیا رسے اعتبار سے تکست کھا جکا تحت کر جا با نیوں کے درمیں ن جنگی جنون بر سنور باتی تحقا ۔ جا با نیوں کا جنگی جنون اس زما نہ میں اتنا بر طھا ہوا تحقا کہ وہ ایت جسم میں بم باند ھر کر جہازوں کی حین میں کو دحب تے تحق ۔ اب حبزل میکا د تحرب سند بو ان تحقا کہ اس جنگی باند ھر کر جہازوں کی حین میں کو دحب تے تحق ۔ اب حبزل میکا د تحرب من یہ بی ان ان بر یہ کہ کہ تحرب کے بی بر اس جنگی جنون کا خانم کہ کس طرح کیا جائی سر کر میوں کی طرف بھر دیا حب کے ۔ ایک امریکی مبھرایند خوان ایوں کے جذبہ کو جنگ سے مثاکر معاشی سر کر میوں کی طرف بھر دیا حب کے ۔ ایک امریکی مبھرایند خوان لیوں جذبہ کو جنگ سے مثاکر معاشی سر کر میوں کی طرف بھر دیا حب کے ۔ ایک امریکی مبھرایند خوان لیوں When Japan surrendered, 40 years ago, Gen. Douglas Macar-

When Japan surrendered, 40 years ago, Gen. Douglas Macarthur undertook not just to occupy but to remake the country. If he had been asked then what his most extravagant hope was, I think he might have said: to channel the drive of this aggressive people away from militarism and into economic ambition.

جب جابان ب بم سال بيه متيار دل التوجزل ميكار محرّ مد مرف جابان برفوج فبصنه كرايا بلکه اسی سے سابق ان کی مہم یہ بھتی کہ وہ ملک کی از سربو تشکیل کریں ۔ اگر اس وقت ان سے بو حبب جاتاکہ ان کی سب سے بڑی نو ایہن کیا ہے تو مبر احنب ال ہے کہ وہ یہ کہتے کہ جابان کے جارے عوام *کے جوست کو جنگ سے بجائے اقتصادی حوصلوں کی طرف موڈ دینا ۔ (ٹائم آف انڈیا ۲۹ اِگست ۱۹۸۵)* اب جابان کے بیے ایک صورت بریمتی کہ وہ اپنے ذمن کو باتی رکھتا ۔ اگر کھلے طور برمیدان جنگ میں لڑنے کے مواقع نہیں کتے توخفیہ طریقہ پر امریکہ کے خلاف اپن مقابلہ آرائی کوجاری رکھت ۔ آتری درجه بی وه اسب کام کوکرسکتا تحتاجن کا نمور بندستان کے مسلمانوں میں نظر آرباہے۔ یعیٰ اپنے مفرومنہ حرامین کے خلاف الفاظ کی بے فائدہ جنگ جاری رکھنا۔ مگرط بان نے منابح کی بیش کش کو فبول کرتے ہوئے فوراً اپنے عمل کا رُخ بدل دیا۔ اس یے امریکہ سے ہراہ راست ٹکرا وُ کو مکمل طور بیرختم کر دیا اور اپنی تمسیام قو توں کو سائنسی نغیلم اور ٹکنکل ترتی کے راہے تہ میں لگادیا۔ اس کانیتج عظیم استان کامیا بی کی شکل میں برآمد ہوا۔ جاپان نے تیز کاسے اقصادی ترقی ستروع کی۔ اس ہے اے 19 میں حیر بلین ڈالر کا تجارتی سلمان امریکہ بھیجا تھا، اس کے بعد جایا بی مصنوعات کی مقبولیت امریکیہ میں بڑھتی رہی یہاں تک کہ موجودہ اندازہ کے مطابق ۵۸ ۱۹ میں جایا ن کے مقابلہ میں امریکیہ کاتجارتی خساره (Trade deficit) كى مقدار ٢٥ بلين د الريك بيون جائ كا (نامس آف انديا مراسمبر ١٩٨٥) ینوز دیک (۱۱ اگت ۱۹۸۵) میں ایک رپورٹ بعنوان (JAPAN: The 40-year Miracle) چیچ ہے۔ اس بین ۵۹ میں جایان کاکامل بربادی سے چالیس سال بعداس کی تخب معمولی ترقی کی تففيلات ببین کرتے ہوئے کہا گیاہے کہ جایا نی قوم اضانوی پرندہ کی طرح خود اپنی راکھ کے اندر سے الط کھڑی ہونی :

The nation rose like the mythical phoenix from its own ashes.

جا پان کوخو د اپنے فاتح کے مقابلے میں یہ کامپ بی اس لیے حاصل ہوئی کہ اس نے اپنی ناکا می کا اعتراف کرلیا ۔ حقیقت کا اعتراف ہی اس دینیا میں کامیا بی کا واحد راذ ہے ۔ اگرچ بہت سے نا دان لوگ حقیقت کے انکار میں کامیا بی کاراز تلات کرنے لگتے ہیں ۔ ۵۷

كامبابى كے لئے ایک تاجرسے یو جیالیا ، کامیا بی کیا ہے۔ اس بے جواب دیا ،

When you wake up in the morning, jump out of bed and shout: Great, another day. Then you're a success.

صح کے دقت جب تم جاگوتو کود کر بر سے نسکلو اور جلاکر کمو ۔۔۔ عظیم دوسرادن، تب تم ایک کامیا بی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ دات کے بعد ایک نی صبح کا طلوع ہو ناعظیم ترین چیز ہے ۔ کیوں کہ دہ ہم کو کام کا ایک اور دن دیتا ہے ۔ جن شخص کے اندر کام کا واقعی جذبہ ہو وہ ایسے ایک دن کو پاکر اچھل پڑے گا۔ اور جو شخص کام کا دن پاکر اچھل پڑے وہی اس دنیا میں کو نی بڑا کام کر سکتا ہے ۔ این پر رات اور دن کا باری باری آنا ساری معلوم کا تنات بیں ایک انو کھا واقعہ ہے ۔ کیوں کہ وسیع کا تنات میں یا تو سور چ جیسے ستارے ہیں جو آگ کے بہت بڑے الاؤکی مانند ہیں ۔ اور ان میں اندان جیسی زندگی مکن نہیں ۔ اس کے بعد جو سیارے یا سیار سے ہیں ۔ مثلاً مریخ یا چاند ، ان کی گر د ش زمین کے برعکس ، صرف یک طرف ہے ۔ یہی وہ صرف این ماری کھو منے ہیں ۔ الاؤکی مانند ہیں ۔ اور ان میں نے ایک حصر پر منقل دات اور ان کے دوسرے نصف حصہ پر مستقل دن د نہتا ہے ۔ ایک صور پڑی می گھو متا ہے ۔ اس کی بعد جو این میں دی منا مریخ یا چاند ، ان کی گر د ش زمین کے برعکس ، صرف یک طرف ہے ۔ یہی وہ صرف این محصد پر مستقل دن د نہتا ہے ۔ اس کا نیزی وہ اسٹنائی کرہ ہے جو این مدار پر گھو صنے ہیں ۔ ان کی گھو متا ہے ۔ اس کا نیز جہ یہ ہمان

آدمی اگراس بورے نظام بر عنور کرے تو زمین بر رات کے بعد دن کا آنا اس کو اتناع بے معلوم ہو گا کہ صبح ہوتے ہی وہ واقعۃ بستر سے کو د کر کھڑا ہو جائے گا اور خدا کا شکرا داکرے گا کہ اس نے اس کو کام کاقیمتی موقع عطا فرمایا ۔ جولوگ صبح کو ایک قیمتی نغمت سمجیں و ہی لوگ اپنی جسم کو ایک نے امکان کے طور بر استعال کرنے بیں کا میں ب ہو سکتے ہیں ۔

کمی کی تلاقی

قیصرولیم دوم (Friedrich William II) قیصرولیم دوم (Friedrich William II) با دست و تعاویر است ایس که ۱۹۱۶ که جرمنی کا با دست و نقا- اس کابایان باز و سپیدائشی طور یپز ناقص اور تعیو شاخط - کهاجا نام که که اس کے غیر عندل مزاج کا سبب اس کابہی عضویاتی نقص تھا -

تیصولیم ہی کی غیر مدبرانہ سیاست کے نتیجہ میں پہلی جنگ ( ۱۹۱۸ – ۱۹۱۳) جھڑی ۔ اس میں ابک طرف جرسنی اور اس کے سائقی تھے اور دوسری طرف برطانیہ اور اس کے سائقی ۔ اخر کا رحرمنی کوتکست ہوئی ۔ اس کے سائقہ ہی قیصرولیم کی حکومت بھی ختم ہوگئی ۔ قید یاقتل سے بچنے کے لئے اس نے اپنا ملک چھوڑ دیا ۔ وہ ندر لیڈ چلاکہ یے ۔ وہاں وہ دوم ( Doom) میں خامونٹی سے زندگی کے بقیہ دن گزارتا رہا ۔ یہاں تک کہ ہم جون اس 19 کو سر مسال کی عمر میں مگویے ۔

پہلى جنگ عظيم سى كچە پہلے كاوا تد ہے ۔ قیصرولیم دوم ایک سركارى دور ہ پرسوئنررلین لگيا ۔ وہ یہ ديك كريم ت خوش ہوا كہ سوئٹ رلينڈ اگرچ ایک چو طاطک ہے گراس كى فوج بہت منظم ہے ۔ اس نے طلقات كے دوران سوئٹ رلينڈ كے ایک فوجى سے مزاحيہ انداز ميں كہا كہ جرئنى كى زبر دست فوج جس كى تسداد تمہارى فوج سے دگمنى ہو، اگرتم ارسے طک پر حملہ كردے توتم كيا كہ وگے ۔ اعلى تربيت يافتہ فوج نے برطی سند يگی سے جواب ديا :

مر، ہیں بس ایک کے بجائے دو فائر کرنے پڑیں گے۔

سوس فوجی کا بہ چوٹا ساجلہ ایک بہت بڑی حقیقت کا اعلان ہے ۔۔۔۔۔۔ وسائل اگر کم ہول تو کار کر دگی کی زیادتی سے آپ اس کی تلانی کر سکتے ہیں ۔ آپ کی تعداد اگر فرین تانی کی تعداد کا نصف ہے تو آپ دگٹی منت کا نبوت دے کر زندگی کے میدان میں اس کے برابر ہو سکتے ہیں ۔

زندگی کی جد وجہ دیں کمبی کوئی آ گے بڑھ جا تاہے اور کوئی پیچے ہو جاتا ہے ۔ کوئی خالب ہو جاتا ہے اور کوئی مغلوب ۔ گراس دنیا کے امکانات اشنے زیا دہ ہیں کہ کمبی کی لئے حد نہیں آتی - بیمال ہر پیچڑے ہوتے کے لئے د وبارہ آگے بڑھنے کا امکان ہے ۔ ضرورت صرف یہ ہے کہ آدمی زیادہ بڑی مقداد میں کل کرنے سے لئے تیب رہو جاتے ۔

بربادی کے بعد بھی

ایک انگریز عالم مسٹر آئن نیش (Ian Nish) جاپان گئے۔ انھوں نے و ہاں گیارہ سال برہ کرچا یا نی زبان سیکھی اور کم ان کی ساتھ جاپانی قوم کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے مطالعہ اور تحقیق کے نتائج ۲۰۰ مصفی ت کی ایک کتاب میں شائع کیا ہے جس کا نام ہے جاپان کی کہانی (The Story of Japan) مصنف نگھتے ہیں : جاپانی قوم کی زندگی کوجس چیز نے سب سے زیادہ کم انی کے ساتھ متا ترکیا دہ سیاست نہیں تھی بلکہ کا نو کا عظیم زلز ارتھا۔ یہ ستم سر ۱۹۲۳ کو زلز لہ کا زندگی کوجس چیز نے سب سے زیادہ کم انی کے ساتھ متاز کیا دہ سیاست نہیں تھی بلکہ کا نو کا عظیم زلز ارتھا۔ یہ ستم سر ۱۹۲۳ کو زلز لہ کن زیادہ کا بل کے ساتھ متا ترکیا دہ سیاست نہیں تھی بلکہ کا نو کا عظیم زلز ارتھا۔ تھا۔ دوسرا انسانی ساخت کا زلز لہ ۲۰۹۵ میں جاپان کی شکست تھی جب کہ دوا پٹی ہوں نے جاپان کے دو انہ تہائی بڑے ستم دوں کو ملبر کا ڈھیر بنا دیا۔ سیاسی کی تو کی تھی ہوئی ہو ہو ہوا ہوں کی شکست تھی دہ ہو کہ دوا پٹی ہوں نے جاپان کے دو انہ تہائی بڑے

کسی انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم جیز عل کاجذ سب ۔ آدمی کے اندرش کاجذب پدا ہوجائے تو اس کے اندر کی تمام سوئی ہوئی قوتیں بیدار ہوجاتی ہیں ۔ وہ زیادہ بہتر طور پر سوچیت ہے۔ زیادہ کا بیاب منصوبہ بنا تا ہے اور زیادہ محنت کے ساتھ اپنے کام کی تمیل میں لگ جانا ہے ۔ اس کے بریکس میں آدمی کے اندرش کا جذبہ نہ ابھرے دہ اس طرح سست پڑار بہتا ہے جیسے کوئی مشین غیر تخرک حالت میں خاموش پڑی ہوئی ہو۔ اور تجربہ بتا تا ہے کہ اطینان اور آسود کی کے حالات عام طور پر آدمی کی قوتوں کو سلاتے ہیں ، دہ اس کے اندر بیداری پیدا نہیں کرتے ۔ اس کے بریکس حب آدمی کی زندگی مشکلوں اور رکا دول کے سلاسے دوجار ہو قواس کے اندر بیداری پیدا نہیں کرتے ۔ اس کے بریکس حسب آدمی کی زندگی مشکلوں اور رکا دول

تائم بدفائده می کواین آب نهیں می جاتا۔ ہر معاملہ میں ایک ابتدائی مصد آدمی کو تود آدا کر ناٹر تاہے۔ جب جی آدمی کی زندگی میں کوئی " بربا دی" کا واقعہ بیش آے تو دہ اس کو دو امکانات کے درمیان کھڑا کر دیت ہے۔ دہیا تو اس سے یہ بن لے کہ اس کو از سرفو تحرک ہو کر این نئی تعمیر کرنی ہے۔ یا اس سے مایوسی ادر شکا بیت کی غذ ا لے کر سرد آ ہیں بھرتار ہے۔ ابتدائی مرحلہ میں آدمی دونوں میں سے جس رتحان کو اینا تاہے اسی درخ بر اس کی بوری نرندگی جل پٹرتی ہے۔ ابتدائی مرحلہ میں آدمی دونوں میں سے جس رتحان کو اینا تاہے اسی درخ بر اس کی بوری زندگی جل پٹرتی ہے۔ ابتدائی مرحلہ میں آدمی دونوں میں سے جس رتحان کو اینا تاہے اسی درخ بر اس کی بوری زندگی جل پٹرتی ہے۔ ابتدائی مرحلہ میں آدمی دونوں میں سے جس رتحان کو اینا تاہے اسی درخ بر اس کی بوری زندگی جل پٹرتی ہے۔ ابتدائی مرحلہ میں آدمی دونوں میں سے جس رتحان کو اینا تاہے اسی درخ بر اس کی بوری زندگی جل پٹرتی ہے۔ ابتدائی مرحلہ میں آدمی دونوں میں سے جس رتحان کو اینا تاہے اسی درخ بر اس کی بوری بی کوئی حاد نہ بیش آے تو اس کو حاد نہ کو دیکھنے کر جا ہے اپنے آپ کو دیکھنا جا ہے یستقبل کے سی بھی نینو ہ کا ساد انحصار اس بر ہوتا ہے کہ آدمی حالات کے مقابلہ میں کس قسم کے ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔ تعمیر نو کا جذر بر بیا ہو تو بی ترین در کا کو مواد دیا تا ہے معالات کے مقابلہ میں کس قسم کے درعمل کا اظہار کرتا ہے۔ تعمیر نو کا جذر بر بیا

تمغربيب نهيس، دولت مندمو

كمزوري نعمت ثابت بوني

گاندهی بی این کتاب کاش می (My Experiments with Truth) بی تصح بی که ده بیدائشی طور برشرمیل تھ ۔ ان کایر مزاج بہت عمد تک باتی دہا۔ جب وہ تعلیم کے لئے لندن میں تھے تو دہ ایک دیج بٹیرین سوسا تھ کے میرین گئے رایک بار اغیں سوسائی کی میٹنگ میں تقریر کے لئے کہا گیا۔ وہ کھڑے ہوئے ر مگر کچ بول نہ سکے۔ ان کی بچھ میں نہیں آیا تھا کہ دہ اپنے خیالات کو کس طرح ظاہر کریں ۔ بالاً خردہ تمکر یہ کے چند کمات کہ کر بیٹھ گئے۔ ایک اور موقع بران کو مدعوکیا گیا کہ دہ سبزی خوری کے بارے میں اپنے خیالات ظاہر کریں ۔ اس بار اخصوں نے اپنے خیالات ایک کا غذیر لکھ لئے۔ کم جب دہ کھٹ ہوے کو دہ این لکھا ہوا جی زیٹر ھو سکے۔ ان کی بیٹر میں این کی میں میں این خوری کے بارے میں اپنے خیالات خاہر کریں ۔ اس بار صالت دیکھ کرایک تخص نے مد دکی اور ان کی تھی ہوئی تحریر کو ٹیر ھرکر سائی دھا ہوا جی زیٹر ھو سکے ۔ ان کی بیٹر سے این کی بیٹر ہوں کہ بی کہ کا خان کہ ہو حالت دیکھ کرایک تو میں درکی اور ان کی تھی ہوئی تحریر کو ٹیر ہو کر سائی اور ایک دیک کا دو ہو ہوں کہ کو کھی ہو کے دیکھی ہوں کے دو میں این خوں کے دیکھی ہوں کے اور ایک کر ہو ہوں کی بی خوں ہوں کا تک ہو

گاندهی جی نے دکالت کا اتحان پاس کرنے کے بعد ممبئی میں برکیٹس شروع کی رمگر میہاں بھی ان کا تنزیلا پن ان سے لیے رکا دیٹ بن گیا ریپرا کیس لے کرچیب وہ ج کے سامنے کھڑے ہوئے توحال بر ہوا کہ ان کا دل بیٹھنے دلگا ا در وہ کچھ پول نہ سکے - چنا بنچہ انھوں نے اپنے موکل سے کہا کہ میں تھا رے کیس کی دکالت نہیں کرسکتا ۔ تم کوئ دوسرا دکیل تلامت کر لو۔ بظاہر ہے سب کی کی بانیں ہیں۔ گر گاندھی جی تھتے ہیں کہ بیکھیاں بعد کو میبرے لئے بہت بڑی فعمت

Advantage) تابت ہوئیں۔ اس سلسلے میں ان کے الفاظ یہ ہن :

My hesitancy in speech, which was once an annoyance is now a pleasure, Its greatest benefit has been that it has taught me the economy of words. I have naturally formed the habit of restraining my thoughts. And I can now give myself a certificate that a thoughtless word hardly ever escaped my tongue or pen.

بولنے میں میری یہ بچکچا ہٹ ہو مجھی شخصے تعلیف دہ معلوم ہوتی تقلی ، اب وہ میرے لئے ایک مرت ہے۔ اس کاسب سے بٹرا فائدہ یہ ہوا کہ اس نے بچھ محف الفاظ میں بولنا سکھایا ۔ میرے اندر فطری طور پر بیرعادت پید ا ہوتی ک کہ میں اپنے خیالات پر قابور کھوں - اب میں اعتماد کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ شکل ہی کمبی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی لامینی نفظ میری زبان یا قلم سے نیکے۔

گاندهی بی اپنی اس صوحیت میں شہوریں کہ وہ بہت سوچی کمجی بات ہوئے تھے اور سا وہ اور مختصر الفاظیں کل**اً) ک**مت تھے۔ گرید امتیادی صوحیت ان کوحرف ایک فیرا میانری خصوصیت کے دربیدحاصل ہوئی۔ وہ یہ کہ وہ اپنے بڑیسے ہوئے شرمیلے پن کی وجہ سے ابتدائر لوگوں کے سیا منے ہول ہی نہیں پاتے تھے۔

سطرك بندي

یبی صورت زندگی کے سفرکی بھی ہے۔ زندگی کی جد وجہد میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ آ دمی محسوس کرتا ہے کہ اس کا راستہ بند ہے۔ مگر اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ سامنے کا راستہ بند ہے نہ کہ ہرطرف کا راستہ بند۔ جب بھی ایک راستہ بند ہو تو دوسرے میہت سے راستے کھلے ہوئے ہوں گے۔ عقل منڈ شخص وہ ہے جو اپنے سامنے «مٹرک بند ہے "کا بورڈ دیکھ کر رک نہ جائے بلکہ دوم رے راستے " لاش کرکے اپنا سفر جاری رکھے۔

ایک میدان میں مواقع ند موں تو دوسرے میدان میں اپنے لئے مواقع کارتلاش کر لیجئے یہ مربق سے براہ راست مقابلہ ممکن نہ ہوتو بالواسطہ مقابلہ کا طریقہ اختیار کیجئے ۔ آگے کی صف میں آپ کو جگہ نہ مل رہی مہوتو پیچھے کی صف میں اپنے لئے جگہ حاصل کر لیجئے ۔ طمراؤکے ذریعہ سملہ ص ہوتا نظرنہ آتا ہوتو مصالحت کے ذریعہ سملہ کے حل کی صورت نکال لیجئے ۔ دوسروں کا ساتھ حال نہ ہورہا ہوتو تہنا اپنے کام کا آغاز کردیجئے ۔ چھت کی تعمیر کا مدا مان نہ ہوتو بنیب دکی تعمیر ہوں کا ساتھ حال لگا دیج نہ بندوں سے ملتا ہوانظرنہ آتا ہوتو خدا سے یا نے کی کوشش کی میں اپنے ہے ۔ میں اپ کے پاس ایک کھی سٹرک تھی ہوتی ہے ۔ طمراس کو دہمی لوگ پاتے ہیں جو آنکھ دا کے ہوں۔

افسوس ينه كحيخ

امریکیہ کے ایک نفسیاتی ڈاکٹرنے کہا ہے کہ آ دمی سب سے زیادہ جس چڑیں اپنا وقت برباد کرتا ہے وہ افسوس ہے - اس کا کہنا ہے کہ بینیترلوگ ماصٰی کی تلخ یا دوں میں گھرے دیتے ہیں ۔ وہ برسوپ سوپ کرکڑھتے رہتے ہیں کہ اگریں نے ایساکیا ہو تا تو میرا ہو کام بگڑ گیا وہ نیگڑ تا۔ اگریس نے یہ تد بیرکی ہوتی تو میں نقصان سے پی جاتا ۔ دغیرہ

اس قسم کے احساسات میں جینا اپنے وقت اور توتوں کو ضائع کرنا ہے ۔گزرا ہوا موقع د د با رہ والپس بنیں آتا، پھراس کا افسوس کیوں کیاجا ہے۔ مذکورہ ڈاکٹرے الفاظ میں بہترین بات یہ ہے کہ ہر ایسے موقع برآب يهي كداكل باريس اس كام كو دوسر فدهنگ سے كروں كا:

Next time I'll do it differently

جب آب ایساکریں گے تو آپ گزدے ہوئے معاملہ کو بھول جائیں گے۔ آپ کی توجہ جو اس سے پہلے ماض کی بے فائدہ یا دیں لگی ہوئی تقی ، وہ سنقبل کے متعلق غور دفکرا و دمضوبہ بندی میں لگ جلے گی ( ریڈرز ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۹۱)

اس کا نقد فائدہ بہ حاصل ہوگا کہ آپ افسوس اور کڑھن میں اپنی قویم ضائع کرنے سے بڑے جائیں گے ۔ جو چیز اس سے پہلے آپ کے لئے صرف کنی یا دہنی ہوئی تھی، وہ آپ کے لئے ایک فیمی تخب رب کی چینیت اختیار کرنے گی ، ایک ایسا تجربہ جس میں مستقبل کے لئے سبق ہے، جس میں آئندہ کے لئے نئی روشنی ہے۔

افسوس باغم بیشتر حالات بی با ماضی کے لئے ہوتے ہیں یامستقبل کے لئے۔ آدمی یا تو کسی گزرے ہوئے نقصان کا افسوس کرتار ہتاہے یا ایسے واقعہ کاغم جس کے متعلق اسے اندیشہ ہو کہ وہ آئندہ بیش آئے گا۔ مگرید دونوں ہی نیر ضروری ہیں۔ جونقصان ہو جیکا وہ ہو چکا ۔ اب دہ دوبارہ دابس آنے دالانہیں - بھراس کاغم کرنے سے کیا فائرہ ۔ اور حس واقعہ کا اندیشہ ہے وہ بہر حال ایک امکانی بیزے اور بہت کم ایسا ہونا ہے کہ ادمی حس خطرہ کا اندیشہ کرے وہ عین اس کے اندیشہ کے مطابق

ناكامي زيبة ين گچي

اسبنسرس مدراس شهری ایک بهت مشهور دکان ب- ایک با ر آگ نے اس دکان کوریاد کر دیا۔ گراس نے بہت جلدا بنی نُجارت دوبارہ بحال کرلی۔ اس طرح کہ اس نے اپنی دکان کے سامنے ایک تخته لگا د باجس پر لکھا ہوا تھا ، یقین جانتے ، ہماری دکان آج واحد دکان ہے جہاں صرف "نازه مال موجو دسے :

When a fire devastated Spencers, Madras city's most famous store, it quickly regained business by putting up a sign reading: "You bet ours is the only store today with nothing but fresh stock."

یہ ایک مث ال جس سے اندازہ ہونا ہے کہ آدمی بربادی سے دو جار ہونے کے بعد اگر اپنی عفل کو ندھوتے تو وہ نہ صرف دوبارہ کامیب بی حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ اپنی ناکامی کو اپنے لئے تک کا میابی کا زمینہ بناسکتا ہے۔ مدراسس کی مذکورہ دکان آگ سے جل کر تب ہ ہو گئ تھی۔ بطا ہر یہ بر بادی کا واقعہ تفا۔ گراس واقعہ کو دکا ندا رف زینہ کے طور پراستعمال کیا۔ دکان سے آگ بیں جل جانے کے معنی یہ ہیں کہ پچھلا سامان جو دکان ہیں تھا سب ختم ہو دیکا ہے۔ اب دکان اس نوال میں جل جانے کے معنی یہ ہیں کہ پچھلا سامان جو دکان ہیں تھا سب ختم ہو دیکا ہے۔ اب دکان اس نوال ہو بان ال کر دکان ہیں رکھ دیا اور پھر خرید ارک اس نفیات کو استعمال کیا کہ وہ ہونیہ تازہ بنا ہوا مال ب ندکرتا ہے ۔ اس نے جب مذکور دہ اعلان کی تو موال سن کو سے محکم سر مامان بالکل نیا ہے ۔ اور خریداری کے لئے ٹوٹ پڑے۔ گزرے ہو کی تھاں کو اس نوبات کو اس نے ہو جلد زیا دہ بکری کے ذریعہ حاصل کرلیا ۔

اس دنب میں اس وقت بھی ایک نیا امکان چھپا ہو اموجود ہوتا ہے جب کہ آدمی کا انانڈ جل کر راکھ ہو گیا ہو ۔ آدمی کو چا ہیے کہ وہ کمبھی بھی مایوسس نہ ہو ۔ بربا دی سے دوچار ہو ہے کے بعد فوراً ہی وہ اپنی عفل کو نئی راہ تلاکسٹس کرنے میں لگا دے ۔ وہ بائے گا کہ جہاں اکسس کے بیا ایک امکان ختم ہوا تھت وہیں دوسرازیا دہ بہتر امکان اس کا انتظار کررہا ہے ۔ جہاں ایک تاریخ ختم ہولی تھتی وہیں اس سے بیے ایک نئی تاریخ سن روع ہوگئی ۔

مسمجه داركون د طیل کارنیکی (Dale Carnegie) یے کہا کہ زندگی میں سب سے زیادہ اہم جبز کا میا ہوں سے فائده الطانان بيب ب مربوقوت آدم ايساكر سكتاب الحقيقى معنو ن مين الم جيزيد ب كدتم البين نقصانات سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس دور سرے کام کے بیے ذیانت درکار ہے۔ ادریہی وہ چیز ہے جوایک سمجد داراور ایک بے وقومنے درمیان فرق کر تی ہے :

The most important thing in life is not to capitalize on your gains. Any fool can do that. The really important thing is to profit from your losses. That requires intelligence; and it makes the difference between a man of sense and a fool.

اس دنیا بی اتفاقاً ہی کمبی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی صرف کا مبابیوں کے درمیان ہو، ادراس کے بیے اس کے سوا اور کو ٹی کا م نہ ہو کہ وہ بس کا میا بیوں سے بروک نوگ فائدہ انتظا تاریب یہ بیشتر حالات میں یہ ہوتا ہے کہ آدمی این آپ کو مشکلوں اور نقصا نا ت سے درمیان پا تا ہے. اور اس کو مشکلوں اور نقصا نات سے گزرت ہوئے اینی منزل تک بہو پنجا برط تاہے ۔ اس دمنیا میں صرف وہ لوگ کا میاب ہوتے ہیں جو اس ہوش مندی کا بنوت دیں کہ وہ ناموافق حالات کی شکایت کرنے کم بیا نے ناموافق حالات کا استقبال کرنا جائے ہیں ۔ کے خلاف فریا دکر نے کہ جائے ناموافق حالات کا استقبال کرنا جائے ہیں ۔ میں مندی کو کا میاب کرتے ہو میں ہو تا ہے ہیں مرف دہ لوگ کا میاب ہوتے ہیں جو اس ہو ش مندی کا بنوت دیں کہ وہ میں مادون خلاف کو تک کرنے کے بجائے ناموافق حالات کا استقبال کرنا جائے ہیں ۔ میں دون خلاف فریا در نے کہ مشکلوں کو حل کرنے کی تد ہر کرتے ہیں ۔ مندی کو کی فرد ہو یا کو کی قوم ، دولوں کو اس دنیا میں اسی ایک امتحان میں کہ طاہو تا پڑ تا ہے۔ اس دنیا میں کامیاب ہو تک ہے بہاں منزل ہوں ہو بہو پنجتا ہے جو رالے تا میں اس کا میں میں کو کا میاب کر تی ہو جو د کامیاب ہو تک ہے بہاں منزل پر دہ پہو پنجتا ہے جو رالے تا کی کا متحان میں کہ کا میا ہو تا ہوں سے کر تی

تاريخسازي بى عمين (B. Tuchman) كافول ب كة تاريخ غلط انداره كاظهور ب :

History is the unfolding of miscalculation.

اس کا مطلب ہے ۔ کہ حال کے اعتبار سے مبصرین ناریخ کے بارہ میں ایک رامے قائم کرتے ہیں ۔ مگر حال جب متقبل بنتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے اندازے بالکل غلط کتے ۔مستقبل اکثر حالات میں اس سے

مختلف صورت بین ظام رہوتا ہے جو است دانی طور پر سمجھنے والوں سے اس کے بارے میں سمجھا تھا ۔ مثال سے طور پر سب میں رسول الشر صلی الشر علیہ وسلم اور قربین کے درمیان صلح حد يد ، وئ تحق ۔ اس وقت قریش کے تمام لوگوں پنے بیسموں کہ مسلانوں پنے خود اپنے خاتمہ کے کاغذیر دستخط کر دیئے ہیں۔ مگر بعد ے سالوں نے بت ایا کہ اس بظاہر بار میں فتح کا عظیم ستقبل جیپا ہوا تھا۔ موجود ہ دنب انہ میں ۱۹ ہیں جب امر کیدسے جنگ جہاز مضامیں چنگھا داشتے ہوئے جایان پر ایٹم بم گراہنے بیے روانہ ہونے تو امر کیہ کا ندانہ یسی تقاکہ وہ جاپان کو ہمینز کے بیے راکھ کا ڈھیر بنار ہاہے ۔ مگراس واقعہ سے بہ سال بعد لوگوں بنے دیکھا کہ جایان د نب کی سب سے بڑی صنعتی طاقت بن کرا بھرآیاہے ۔

اس ہے معلوم ہو نابیے کہ اینانی ناریخ کو بنایے والاخود ایسان نہیں ، یہ در اصل خداسے جو اسان تاریخ کواین مرضی سے مطابق کوئ ایک یا دوسیری صورت دیتا ہے ۔ تاریخ کی صورت گری کا فیصلہ غیب سے ہوتا ہے بذکہ ظاہری احوال سے -

تاریخ کے اس مطب العدمیں ان لوگوں کے بیے نسلی کا سامان ہے جن سے متعلق د نیا کے مبصرین سمجه لیں کہ وہ بچہ چکے ہیں یاان کومط یا جا چکا ہے کہ یوں کہ واقعات بتاتے ہیں کہ اس دنیا میں بظاہر بجمی ہویی راکھ سے شرارے ظاہر ہوجاتے ہیں۔ یہ اں ایک مٹی ہوئی شکی دوبارہ مزندہ اور ادرطاقتور بن کرزمین برکھڑی ہوجاتی ہے۔ یہاں بظاہر ایک ختم شدہ طاقت (Spent force) از سریف زندہ طاقت بن جاتی سے ۔

ظاہری حالات سے کبھی مایوسس نہ ہوں ۔ عین ممکن سے کہ تاریخ اگلا درق ایسے نوایسا انجام سکسے أسف جوظام رى حالات سے بالكل مختلف مو -

كوتى چېزىنكل نېس

ہمیرا ہماری تمام معلوم دھاتوں میں سب سے زیا دہ سخت ہے۔ دینیا کی کوئی جیز ہمیرے سے زیا دہ سخت نہیں ہوتی سن بیشہ کا فریم بنا نے والے کو آپ نے دیکھا ہو گا کہ وہ "قلم" کی صورت کی ایک چیز شیشہ کے تختہ ہرگزارتا ہے اور سن بیشہ کٹ کر دوٹ کرشے ہوجاتا ہے۔ اس قلم میں ہمیرے کا ٹکڑا لگا ہوتا ہے۔ ایسا اس لئے ممکن ہوتا ہے کہ ہمرا انہ ان سخت چیز ہے، خواہ وہ قدرتی ہو یامصنوعی۔

تمام دوسری معدنیات کے برعکس ہم رے برکسی قسم کا ایسٹر (نیزاب) انٹرنہیں کرنا۔ آپ ہم رے کو خواصی بھی نیزاب میں ڈالیں دہ دیسا کا دیسا باتی رہے گا۔ گر اسی سخت ترین ہم رے کو اگر ہوا کی موجود گی میں نوب گرم کیا جائے تودہ ایک بے رنگ گیس بن کراڑ جائے گا۔ ادر یکیں کا ربن ڈائی آکسائڈ ہو گی۔ اسی طرح ہرچیز کا ایک "توڑ " ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی شکل کا مقابلہ دیاں کریں جہاں وہ اپنی

سخت ترین چینیت رضی بے تو ممکن ہے کہ آپ کی کوشش کا میاب نہ ہو۔ مگریسی دوسرے مقام سے آپ کی سپی کوشش انتہائی حد تک نیتجہ خیز ہوسکتی ہے۔

جب بھی آپ کا مفابلہ سی شکل سے بیش آئ توسب سے پہلے میں ملوم کیجئے کہ اس کا کمز درمعت م کون سا ہے - اور جو اس کا کمز درمفام ہو وہیں سے اپنی جد وجہد مشر دع کر دیجئے ۔ ایک چیز کسی اعتبار سے ناقابل شکست ہو کتی ہے ۔ مگر وہی پیز د دسرے اعتبار سے آپ کے لیے موم ثابت ہو گی ۔

ایک شخص جس کوآپ کرٹو بول سے اپنا موافق نہ بنا سکے اس کوآپ میٹھے بول سے اپنا موافق بناسکے ہیں ۔ اپنے جس حریف کوآپ لرٹانی کے ذریعہ دیا نے میں کا میاب نہ ہو سکے اس کو آپ اطلاق ا در شرافت کے ذریعہ دبانے میں کا میاب ہو سکتے ہیں ۔ ایک ما حول جہاں آپ مطالبہ اور احتجاج کے ذریعہ اپنا مقام حاصل نہ کریسکے وہاں آپ حمزت اور لیاقت کے ذریعہ اپنا مقام حاصل کر سکتے ہیں ۔

ہیراتیزلب کے لئے سخت سبے مگروہ آپٹ کے لئے نرم ہوجا تا ہے۔ یہی معاملہ انسان کا بھی ہے۔ ایک آ دمی اگر ایک اغذبا دسے سخت نظرآئے تو اس کو ہمیشہ کے سلے سخت ندیجے لیچئے ۔ اگروہ ایک اعتبا دسے سخت ہے نو دوسرے اعتبا درسے نرم بھی ہوسکتا ہے ۔

ہرچیز کا بیحال ہے کہ دکھی اعتبار سے سخت ہے اورکسی اعتبار سے نرم رایکٹخص ایک انداز سے معاملہ کرنے بیں بے بچک نظراً تکہے تگروہی دوسرے انداز سے معاملہ کرنے میں ہرشرط برراضی ہوجا تا ہے۔ یہی وہ حفیقت ہے حس کوجا ننے میں زندگی کی تمام کا میا بیوں کا راز حجبپا ہوا ہے ۔



جواب كاليح طركقير

مولانامحمد باست مالقاتمی نے بتایا کہ وہ ایک مقام بر یکھنے۔ وہاں ایک مبحریں الخوں نے نماز بر طمی۔ اس کے بعد وہ وہاں میٹھ گئے۔ اس وقت وہاں تقریبا پندر ہ آ دمی تقے۔ الرس الد کا ذکر آیا توحاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: " ہاں میں الرسالہ کوجانتا ہوں۔ وہ نوا یک نیم مذہبی پر چہ ہے اس کو خالص دینی پر جب نہیں کہ سکتے ''

اس کے بعدانھوں نے باکوا نہ بلندائیس الد کے خلاف تقریر شروع کر دی۔ تاہم مولا ناقائمی صاحب برہم نہیں ہوئے۔الفوں نے خامونٹی سے اپنی جیب سے تین ر ویبی نکالاا ور اپنے ایک ساتقی سے کہا کہ باز اریس فلاں اسٹال پر الری الد فروخت ہور ہاہے۔وہاں سے ایک شارہ لے کر آجا قز۔ آ دمی نے پوچھا کہ کس ہمینہ کا نہا رہ -الفوں نے کہا بس ہمینہ کا بھی مل جائے۔تھوڑی دیر کے بعد جولائی ۱۹۸۲ کا

اب مولانا فاتمی نے کہا، دیکھئے بیر جولائی ۱۹۸۲ کا الرسالہ ہے۔ اس کے بعب دانھوں نے اس کے اوران کھول کھول کرایک ایک سرخی پڑھنی شروع کی اور مذکورہ بزرگ سے پوچھا کہ بنائے ان میں سے کون سامنٹمون آپ کے خیال میں نیم مذہبی ہے ۔عنوا نان یہ کتھے : جنت کا در وازہ ، روزہ کی قیمت ہر طرف فریب ، سنناخی کارڈ کے بغیر ہے

ی '' شاخی کارڈ کے بغیر'' کے الفا ظ<sup>رمن</sup> *کر*نڈکور ہ *بزرگ فور* اُبولے۔ اس کودیکھنے یہنم مذہبی ، نہیں تو اور کیا ہے۔ شناخی کارڈ کا دین اور ندہہب سے کیا تعلق۔

مولانات آمی نے کہاکمآپ کے سبب ان کے مطابق بہ مغمون بیت بنی طور پر نیم ند ہی ہے۔ اب میں اس مضمون کو پڑھنا ہوں۔ آپ بھی نیں اورسب حاضر بن نیں اور اس کے بعد دنید کریں۔ اس معنمون کا تقریب کی نصف حصد ایک وانع نریشتی ہے۔ مولا نات اس می جب نصف تک پہنچ تو مذکورہ بزرگ نے بھر بولنا نشروع کیا۔ مولانا قائمی نے کہا : آپ کفوڑ ی دبر رکئے میں بورا معنمون پڑھ دوں۔ اس کے بعب دآپ تبصرہ کریں۔ اس کے بعب الفوں نے اگل سط میں پڑھن شروع کمیں نووہ سراسر آخرت سے منعلق تفا، اب جیسے جیسے وہ آگے بڑھ در ہے نفر دبرزگ طفار سے ہوتے جادرے تقریباں نک کر جب مغمون ختم ہواتو وہ بالکل لاہوا ب ہو جیچ تق بر تم ماہ ریں کہ الشے کہ یہ تو سراسر ند ہی بات ہے۔ اور نہا بیت موٹر اندا زمیں ہے یہ داس پر ای برا

عقل كاستعال

ایک صاحب پرنٹنگ پریں کا کام کرتے تھے۔انھوں نے دہلی کے ایک سفارت خامذ کو اپنے کام سے اتت اگر ویدہ بن لیا کہ لمبے عرصہ تک اس سفارت خابینہ نے اپنا چھپائی کا کام ان کے سواکسی دوسرے پریس کونہیں دیا۔

کونہ میں دیا۔ کوئی شخص جب پریس میں چھپنے سے لئے کت اب دیتا ہے تواصل کناب چھپنے سے بہلے پریس اس کواس کا پر دف دکھا تاہے۔ پر دون عام طور پڑ تمولی ڈھنگ سے بڑے بڑے بڑے کاغذ پر نکالے جانے ہیں۔ اور نستشرا وراق کی صورت میں ناشنر کو دیے دیئے جاتے ہیں۔ چنا بخہ یہ پر وف اصل تھپی ہوئی کہ نناب کا نہمایت ناقص نموں ہوتے ہیں۔ ان سے چھپالی کی صحت اور نطق نومعلوم کی جامسے تی ہے۔ مگر یہ اندازہ نہیں ہونا کہ کتاب چھپنے سے بعد کیسی ہوگی۔

مذکورہ برسیس کے مالک کو پہلی بارسفارت خانہ سے ایک کنا ب چھا بنے کو کی توا نھوں نے بروف پریش کرنے کا سیا انداز اختیا رکیا۔ انھوں نے تمام اوراق با فاعدہ پریس میں چھا پر کرکا لے بروف پریش کرنے کا سیا انداز اختیا رکیا۔ انھوں نے تمام اوراق با فاعدہ پریس میں چھا پر کرکا لے ان کو عام طریق کے خلاف دونوں طرف چھا پا۔ اس طرح پوری کتاب کا ہرت ارم اچھ کا غذیر چھا پر کرکا لے کو کا موال کو عام طریق کے خلاف دونوں طرف چھا پا۔ اس طرح پوری کتاب کا ہرت ارم اچھ کا غذیر چھا پر کرکا لے ان کو عام طریق کے خلاف دونوں طرف چھا پا۔ اس طرح پوری کتاب کا ہرت ارم اچھ کا غذیر چھا پر کراس کو کرنا ب کی طرح موڑ ااور اس کی جد سبندی کرائے پوری کتاب کا ایک سینے گی نونہ تیار کر دیا۔ انھوں نے بروف کو کن ب بروف کے بجائے یہ کتاب سفارت خانہ کے سامنے پیٹس کی۔ سفارت خانہ کے ذمہ دا راس با قاعد گی کو

چندسال کے بعدایسا ہواکہ کی دوسر پریس نے سفارت فانہ والوں سے کہا کہ جس پریس سے آپ چھپواتے ہیں وہ آپ سے زیا دہ دام چار ج کرتا ہے۔ آپ ہمکواپی فرمانس دب ، ہم کم زخ پر وسی ہی کتاب چھاپ کر آپ کو دیں گے۔ سفارت فانہ و الے اس کے کہنے ہیں آگئے اور آزمانتی طور پرایک کتاب کی چھپائی کا کا ماس کے حوالے کر دیا۔ کچھ دنوں بعد حیب پریس کا طون سے کتاب کے پر وف آئ تو وہ عام مت عدہ کے مطابق معول کا غذ کے ایک پلندے کی صورت میں تقے۔ نیرزیا دہ اہتام ند کرنے ک وجہ سے چپائی کا کا ماس کے حوالے کر دیا۔ کچھ دنوں بعد حیب پریس کا طون سے کتاب کے پر وف آئ تو وہ عام مت عدہ کے مطابق معول کا غذ کے ایک پلندے کی صورت میں تقے۔ نیرزیا دہ اہتام ند کرنے ک سامنے آئے نو وہ ان کو دیکھ بڑھ گیا۔ وہ تجھا کہ کت ب کی چھپائی کا معبار تھی ہوگا۔ اس نے اس کو نا اہل سامنے آئے نو وہ ان کو دیکھ بڑھ گیا۔ وہ تجھا کہ کت ب کی چھپائی کا معبار تھی ہوگا۔ اس نے اس کو نا اہل کے اندر کوئی جو ہر ہوا اڈ رسنو خ کر دیا اور د وبادہ سابھ پر میں سے فرانت کی کہ وہ اس کا کم کر ہے۔ اگر آپ کے اندر کوئی جو ہر جو ان کا کو میں برحال آپ کو ل کر دیے گی۔

لیک بھی ضروری ہے

دکان دارے پہاں ایک آدمی آیا۔ اس کو کپڑا خرید نا تھا۔ کپڑا اس بے پسند کرلیا گر دام کے لیے تقریبًا آدھ گھنٹ تک تکرار ہوتی رہی۔ نہ دکا ندار کم کرنے پر راضی ہوتا تھا نہ خریدار بڑھ انے پر۔ آخر دکاندار بے اس قیمت میں کپڑا دے دیا جس پر گا بک اصرار کرد پا تھا ۔

ایک بزرگ اس وقت دکان میں بیسط ہوئے تھے ۔ جب گا بک جلاگیا تو الحفول نے کہا : جب تنہیں گا بک ک لگا ٹی ہوئی قیمت بر کیڑا دینا تھا نؤ بیہلے ہی دے دیا ہوتا ۔ آخرانتی دیرتک اس کا اورا بنا وفت کیوں صائع کیا۔ "حضرت آپ سمجھ نہیں " دکا ندار نے کہا " میں اسس کو بیکا کرد ہا تھا۔ اگر میں اس کی لگا نی ہوئی قیمت پر فور اسو دا دید یتا نو وہ ضب میں پڑ جاتا اور خریدے بعز والیس چلاجاتا۔ اس کے علاوہ میں یہ اندازہ کرر با تھا کہ وہ کہاں تک جا سکتے ہو جب میں نے دیکھا کہ وہ اس کا کھا جب

جب د وفریقوں کے درمیان مقابلہ ہوتو لاز ما ایسا ہوتا ہے کہ ہر فریق این اپنی مرضی کے مطابق معاملہ طے کرانا چا ہتاہے ۔ ایسے موقع پر ملاکت بعقل مندی کا تقاصنا ہے کہ این مانگ پر اصرار کیا جائے گر اس کے سائڈ عفل مندی ہی کا دوک رالازمی تقاصنا یہ بھی ہے کہ آ دمی این عدود کوجائے اور اس کے بیے تیار رہے کہ بالآخر کہاں بہونچ کراس کوراصنی ہوجا ناہے ۔

اس اصول کو ایک نفظ میں توافق (Adjustment) کہ سکتے ہیں ۔ یہ توافق زندگی کا ایک راز ہے۔ یہ موجو دنیا میں کامیا بی کا اہم ترین اصول ہے ۔ اسس اصول کی اہمیت ذاتی معاملات کے لیے بھی ہے اور قومی مب املات کے لیے بھی ۔

اس اصول کا خلاصہ بہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو جلننے کے ساتھ دوسے دول کو بھی جائے۔ موجودہ د نیا بیں وہ پنٹنف کا میاب ہوتا ہے جو دوطر فہ تقاصنوں کی رعایت کریں کے ۔ جوشنف یک طرفہ طور بر حرف اپنی خوا ہتوں کے بیچے دوڑے اسٹ کے لیے موجو دہ دینیا میں ناکامی اور بربا دی کے سوا کوئی اور جیز معت رمہیں ۔

مشتغل بنهو

برٹرینڈرسل ایک انتہائی آزاد خیال آدمی تھا ۔ وہ اکٹزایسی غیرروایتی باتیں کر تا تھا جس سے فدامت بند طبغة بكرط جاتا ، ابين ابك لكير محد دوران بيش آب دالا داقعه ده اس طرح نقل كرتاب،

A man rose in fury, remarking that I looked like a monkey; to which I replied, 'Then you will have the pleasure of hearing the voice of your ancestors'.

ایک آدمی طیش میں آ کر کھٹرا ہو گیا ۔ اسٹ نے کہا کہ میں ایک بندر دکھا ن کہ یتا ہوں ۔ میں نے اس کو جواب دیا : تھ تو آپ کو خومت ہونا چا ہیے کہ آپ اپنے پر کھوں کی آواز سٹسن رہے ہیں ۔۔۔ راکٹ بیپ گرافی ، صفحہ ۵۶۵)

برٹرینڈرسل کا یہ جواب نظریۂ ارتقارے ہیں منظریں ہے۔ اس نظریہ کے مطابق ان ان بندر کی تسل سے بے ۔ تاہم یہاں ہم کو اس نظریہ کی صحت سے بحث نہیں ۔ یہ داقعہ ہم نے اس بے نقل کیا ہے کہ یعیر مشتعل انداز میں جواب دینے کی ایک اچھی مثال ہے ۔ جب کو کی متخص آپ کے خلا ف کوئی سخت جملہ کمے یا آپ پر تیز د تند تنقید کر بے نو اس دقت ایک صورت بر ہے کہ آب اس کو شن کر بگر جائیں اور اس کی سخت بات کا سخت اور شدید انداز ہیں جواب دیں ۔ یہ جواب د بینے کاغیر سنجی دہ طریقہ ہے ۔

د وسراط یقه په ہے کہ آب اشتعال انگبز بات سن کرمشنغل نہ ہوں۔ کو نی شخص خواہ کتنی ہی سخت کلامی کرے آپ اپنے توازن کو باقی رکھیں۔ آپ کا جواب ردعمل کا جواب نہ ہو بلکہ متبت طور پر سوچا سمحھا ہوا جواب ہو۔

- جواب کابہلااندار صرف اشتعال میں احنا فہ کرتا ہے ۔ جب کہ دوسراانداز استعال کو کھنٹلا کربے والا ہے ۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آگ برپانی ڈال دیا جائے ۔
- مزیدید که دوسراطریق جواب قائل کوخاموش کرنے کی مہترین تدہیر ہے۔ مذکورہ واقعہ میں برٹرینڈ دسل کا جواب جتنا موٹر ثابت ہوا وہ اسس وقت کبھی اتنا موٹر یہ ہوتا جب کہ برٹر بنڈرسل نے ردعمل والاجواب دیا ہوتا۔

محقوظ سفر

جولانی ۱۹۲۹ میں امریکیہ نے انسان بردار داکٹ چاندکی طرف بھیجاتھا۔ اس داکٹ کی خروں بیں بتایا گیا تھا کہ جب اس کی پہلی منزل کا انجن داغا گیا توایک بے حد ہوںناک آواز بیدا ہوئی۔ یہ آواذا تن تیزیقی کہ اس نے ایک سومیں کے رقبہ کو ہلادیا۔ مگر جو خلایا ز اس داکٹ میں سفر کر دست تھے، ان کو صرف دس سکنڈ دید یہ آواز سنائی دینا بند ہوگئی ۔ وہ کان سے پر دے بچاڈ دینے والی اس آواز سے محفوظ ہو کر اپنے سفر پر دواں ہو گئے ۔

اسی طرح ہر تحض اور ہر توم کی زندگی میں یہ واقعہ بیش آتا ہے کہ نانوش گوار حالات اس کا بیج پاکرتے ہیں۔ اب اگر وہ اپنی جد وجہد کی رفتا راتنی تیز کرلے کہ نانوش گوار حالات کے مقابلہ میں اس کی رفتا ربڑ ھرجلئے تو وہ ان کی زوست کل جائے گا، وہ ان سے اسی طرح محفوظ ہو جائے گا جس طرح خلاباز اپنے راکٹ کے کی طوفانی آواز سے محفوظ ہو گئے ر

زندگی کامعاملہ بھی یہ ہے۔ ایک شخص یا فوم کے لیے ممکن سے کہ پیہاں بھی وہ ایسا سفر کر سے حس بیں وہ دوسروں کی زدسے محفوظ ہو۔ اگر دوسرے جلد بازی کی رفتار سے چل رہے ہوں اور آپ صبر کی دفتار سے چلنے لگیں ۔ دوسرے نفی کارردائیوں کی بنیا د برا شھے ہوں اور آپ متبت عمل کا طریقہ اختیار کریں۔ دوسرے مادی طاقت کے سہارے بڑھیں اور آپ اخلاقی طاقت کے زور پر کھڑے ہوں ۔ دوسرے ظاہری انسان سے کرا دسے میں اور آپ اندرونی انسان کو اپنا نشانہ بنائیں۔ توہ تھی ہے کہ آپ لوگوں کی روت اسی طرح با ہم ہوں کے جس طرح راکٹ سوار اپنے راکٹ کی بھیانک آواز سے ۔

الثي جهلانگ

*ایک د*اقعها نگریزی اخبار بیب ان ایفاظ میں آیا ہے ۔

In a daring escape from the Sydney, Australia, jail, a prisoner climbed underneath the hood of a truck. At the truck's next stop, he clambered out and found himself in the yard of another prison 6.5 kilometers from the first (UPI).

آسٹر بلیا کی طرح ایک قیدی نے جیل سے بھا گنے کے لیے ایک جراًت مندا ندا قلام کیا۔ وہ کسی ندیسی طرح ایک طرک کے اندر داخل ، وگیا اور اس کے (ندر جوپ کر بیٹھ گیا۔ مٹرک روانہ ، وکر الحلے منفام ، بررکی۔ وہ بشکل طرک سے باہر آیا۔ اس نے پایا کہ وہ دوبارہ ایک جیل ہی ہے۔ یہ دوسرا جیل اس کی پہلی جیل سے تقریباً چھ کلو میٹر دور بتھا۔

جیل کا مذکورہ قب دی جیل کارندگ سے گھبرایا ہوا نفا۔ اس کے دماغ پر صرف ایک چیز سوارتھی۔ یہ کہ وہ کسی نہ کس طرح جیس کی بند دنیا سے با ہر پہنچ جائے۔ اس ذہبنی کیفیت سے ساتھ جب اس کو ایک شرک نظر آیا تو اس نے یعنی کراپ کہ وہ ضرور حبب سے با ہر کہ بی جا رہا ہے۔ گمروہ طرک ایک جبل سے دوسری جیل بیں جارہا نظا۔ آ دمی اس طرک میں سوار ہو کر اپنی جیل سے بکا۔ مگر اس کے بعد صرف بیر ہوا کہ وہ ایک اور جیل میں پینچ گیا۔

برایک دل چیپ مثال ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعض اوفات اقدام صرف القی چیلانگ کے ہم عنی ہوتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ ادمی ناکام ہو کر دویا رہ اپنے سابقہ مقسام پر واپس آجائے۔

ز ندگی کاسفر دو چیز وں کے ملنے سے طے ہوتا ہے۔ ایک' مسافر ،، اور دوسرا '' شرک " سی مسافر کے لئے یہ مکن نہیں ہے کہ وہ عض ذاتی چھلانگ کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پنچ جائے۔ اس کولاز ما اپنے سے باہرایک سواری در کار ہوتی ہے۔ اگراً دمی صف اپ ذاتی جوسٹ کے تحت کو دکرایک سواری میں داخل ہوجائے۔ اور بیخقیق نہ کرے کہ و ہواری کہاں جار ہی ہے توعین کمن ہے کہ اس کا انجام وہی ہوجو ندکورہ متال میں آسٹریلیا کے قبدی کا ہوا۔ یعنی وہ ایک '' قیدخانہ "سے نہ کر کر دوسرے ''قید خانہ " میں پنچ جائے۔

سيسے زيادہ خطرناک

شیرے ڈراؤنے چہرے کو دیکھ کرشکل ہے کوئی آدمی یقین کرے گاکہ اس پھاڑ کھانے والے درندہ سے بھی زیادہ خطرناک دشمن کوئی انسان کے لئے ہو سکتا ہے۔ مُرحقيقت يدم كه إنسان كاسب سے زيادہ خُطرناک دَشَن سشير پا بھيڑيا نہيں۔ اس نے سب سے خطرناک دشمن و ہ بیکٹیریا ہیں جواتنے چکوٹے ہیں کہ خالی آ تکھ سے نِظرنہیں آتے۔ یہ بیکٹیریا آنی نیزی سے اپنی نسل بڑھاتے ، بیں کہ موافق حالات میں صرف دس گھنٹوں کے اندر ایک کیڑااپن سل کے دس ہزار جان دار پیدا کرلیتا ہے۔ شیر یا بھیریا کہ بی کس ایک آ دمی کو پھاڑتے ہوں گے مگر سیکیٹریا کی زو میں ہر آ دمی ہروقت ہو تاہے۔ سیکیٹر یا کی ہزار ون قسلی ہیں۔ ہماری خوش قسمتی سے ان کی ۹۹ نی صد تعدا دیا تو ب صررب یا ہمارے لئے مفید ہے۔ مگر ایک فی صد تعدا د جو مضرب وہ بھی آنی خطاک ہے کہ آن کی آن میں آدمی کی جان کے سکتی ہے۔ میٹر پیل سائنس کے مطابق تمام مہلک بیمایاں اتنفیں ہیکیٹریا کی پیداکردہ ہوتی ہیں۔ ہیکٹیریا انتہائی چھوٹے ہونے کی دجرے ایسے داشتوں سے انسان کے اندرد اخل ہو جاتے ہیں جن کا روکنا عام طور بر آدمی کے بس میں نہیں ہوتا۔ لوگ عام طور پر بڑے بڑے حادثات کو جانتے ہیں اور ان کو اپنی تباہ کاسب سمحق ہیں۔ مگر حقیقیت یہ ہے کہ ہمارے '' جھوٹے چھوٹے دشمن'' ہم کو اس سے کہیں پریادہ نقصان پہنچاتے ہیں جتنا کہ بڑے بڑے دشمن ۔اور ہماری سب سے زیادہ خطرناک دشمن خود ہماری اپنی چھوٹی چھوٹی کوتا ہیاں ہیں جو ،م کو محسوس نہیں ہوتیں مگر وہ ہما ری رَندگ کوبرباد کرکے رکھ دیتی ہیں۔

متلا ہر شخص کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے روزانداوفات کا ایک حصہ بغیر استعمال کے ہوئے گذار دیتا ہے۔ ہر شخص روز اندغیر ضروری مدوں میں کچھ نہ کچر قم خرچ کرتار تباہے یہ دفت اور برسر ما یہ ایک دن کے لحاظ سے تو سہت تھوڑا نظر آتا ہے ، چند گھنٹے یا چند روپیے دلیکن اگر پورے سال اورادمی کی پوری تمرکو ملاکر دیکھنے تو معلوم ، موگا کہ ہر شخص اپنی تقریب گھند کو اور اپنی نصف کمانی کو بے نیتچہ چیزوں میں برباد کر رہا ہے۔ اس بربادی کو اگر کوری قوم پر استعمال کے چھیلا سے تو یہ نقصان ان ازیا دہ بڑھ جائے گا کہ اس کا شمار ہوں ہوں ہو

ب<u>معنی اچل</u> کود

یوبی کی ایک مسلم خاتون بیوہ ہوگئیں۔ان کی تمین چوٹی لڑئی انتقیں۔ابک لڑکا تفاجو باپ کے انتقال کے دقت نوبی کلاس میں پڑھ رہاتھا۔ خانون نے فیصلہ بیاکہ دہ اپنے لاکے کو انجذیئر بنائے گی ۔اس نے شوہ سرکا پرا و بٹرنٹ فنڈ خرچ کرکے اود خود بارہ بارہ تھنٹے روزانہ سلائی کا کام کرکے اپنے لڑکے کو پڑھا نا شہروع کیا۔

گھر کے مالات نے لوط کے اندر ونت کا جذب پیدا کیا ۔ پائی اسکول میں اس کوان فی صب د تمبر لے۔ انٹر میٹر میٹ میں لوٹ کے نے ۲ ، نی صد تمبر حاصل کے ۔ اس کے بعد خاتون نے بہت کر کے اپنے لوٹ کے کوئل گولھ مسلم یونی وزیس شی میں انجن برنگ میں داخل کرا دیا ۔ بہاں بھی لوگا انتہائی منت کے ساتھ پڑھتار پا۔ انجن برنگ کے پہلے سال سے لے کرچ شے سال تک اس نے اس طرح پاسس کیا کہ ہر سال اس کو ، ۸ فی صد سے زیا دہ تمبر طور ہے ۔

لرم کواعلی تعلیم دلانے کے لئے خانون کا بہ منصو مربع بن مہنگا تھا۔ اس مدت میں گھر کا نا ندختم ہوگیا مکان گروی رکھنا پڑا۔ رات دن سلاتی کا کام کرتے کرنے خانون کی انگھیں خراب ہوگئیں۔

۱۸ ۱۹ اس لڑ کے کا فائنل ایئر تھا۔ اگروت پر امنحان ہو جا تاتو لڑکا انجنیر بن جاتا۔ اس کی مال نے اسی دن کی امید میں دس نہایت مشقت کے سال گز اردیتے تھے۔ وہ اس ا مید میں جی رہی تھی کہ میر الڑکا انجنیئر بنے گا۔ میمروہ کما کر گھر کا خرچ چلا ہے گا۔ قریضا داکر سے گا۔ بہنوں کی شادی کر والے گا۔ اس کے بڑھا پے کا سہار ابنے گا۔ مگر اس سال یونی درسیلی کے لیٹرر لڑکوں نے یونی درسیٹی میں ایسے نہ کا سے تندوع کے کہ استمان ہی نہ ہو سے ۔ فاتون کی دنسی اینے بنتے اپنے آخری مقام بر پہنچ کر اجر گئی (سب روابن احدر سنید ندوانی مطبوعہ الجھینہ ۲۲ جون ۱۸ ۱۹

اس مثل سے انداز دہوتا ہے کہ اجماعی زندگی سے مسائل کھنے نازک ہوتے ہیں پہل بے شما رسائل ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ہوتے ہیں کہ ایک کو چھیڑ فے میں دوسرا متا نزہوتا ہے۔ اس لے اجماعی معاملات میں پڑ ناصرف ان لوگوں کے لیے جائز ہے جو معاملات کو دورا ندینی کی بتکاہ سے دیکھے کی صلاحیت رکھتے ہوں جو دوسر سے پینے کا در دا بینے میں محسوس کو ہی جن لوگوں کے اندر یہ دونوں صفات نہ ہوں وہ اگر اجماعی اصلاح کے میدان ہیں کو دنے ہیں تو وہ صرف جرم کم نے ہیں۔ ایسے لوگوں کے اندر یہ دونوں صفات نہ ہوں وہ اگر اجماعی اصلاح کے میدان احتمانہ از قدام کو سے مسائل میں اور اضافہ کو تک سے بی واحد میں ہوتی ہے کہ وہ خاموش رہیں ۔ نہ ہو کہ احتمانہ از قدام کو سے مسائل میں اور اضافہ کو شکا ہ سے بی جائیں ۔

خودجا ننايرتام

طیلرماسٹر کوجب اب کوٹ سینے کے لئے دینے ہیں تو وہ آپ کے جسم کا ناپ لینا ہے۔ ناپ لینے کامقصد آپ کے جسم کی بناوٹ کا اندازہ کرنا ہے ناکہ کوٹ آپ کے جسم پر بائکل فٹ آجائے اور اس میں کہیں شکن یا جھول نہ ہو۔ مگر شیر ماسٹر جسم کے جن چند حصوں کا ناپ لیتا ہے اننا ہی علم ایک کا میاب کوٹ نیار کرنے کے لئے کافی نہیں ۔ ایک صحیح کوٹ تیار کرنے کے لئے شیلرماسٹر کو بہن سی اور باتیں تبطور خودجانتی بٹرتی ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جسم کے نشیب دفراز اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ اس کے ہر حصے کا کمل ناپ لیا جاسکے ۔ ایک ٹیلر ماسٹر جسم کے جن حصوں کا ناپ لیتا ہے ، اگراس کی داخت سی اتن ہی ہوتو وہ تحقیق ایک معیاری کوٹ تیار کرنے میں حصوں کا ناپ دول ہے ، اگراس کی داخت س

یہ بات زندگ کے دوسرے معاملات کے لئے میں سیح ہے۔ ایک گھر صلا نے کا معاملہ ہویا دینی مشن چلانے کا۔ ملت کی تعمیر کی مہم ہویا اسلام کی اشاعت کی ، ہر ایک اسی دفت کا میاب ہوسکتی ہے جب کہ اس کوابسے افراد ہاتھ آجائیں جو بتائے بغیر بانوں کوجانیں ، جونفصیلات جانے بغیر ہرموقع پر اطمیت ان غیش جواب پالیں۔

بولوگ صرف فہرست ہیں درج سندہ باتوں کوجانیں اور جہاں فہرست ختم ہو وہی اپنے کام کو بھی ختم سمح لیں، ایسے لوگ کم بھی کوئی بڑا کام نہیں کر سکتے۔ اسی طرح جب کوئی مشن چلایا جاتا ہے تو بار با ر ایسی باتیں بیش آتی ہیں جن کے بارے میں پہلے سے اندازہ مذتھا یا ان کے باسے میں پیشگی طور پر لوگوں کو خردار نہیں کیا جا سکا تقا۔ ایسے موقع پر ضرورت ہوتی ہے کہ لوگ بتائے بغیر ہاتوں کوجان بیا کریں۔ اور اگر ان کا شعور اتنا نرتی یا فتہ نہیں ہے تو ذمہ داروں پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو قبول کرلیں اور اپنے آپ کو اس کے مطابق بنا لیں ۔ حین شن کے افراد میں یہ صلاحیت نہ ہو دہ یار یا رخود ساختہ نہ کا بیت کے ہوجا کیں گے ، معاملات کی حقیقت جانے بغیر وہ بطور خود ایک رائے فائم کریں گے اور چھر دی گھی

کسی شن کو کامیابی تک پہنچانے کے لئے مبہت گہرا شعور اور مبہت طرا دل درکار ہوتا ہے۔ حن لوگوں کے اندر بیصلاحیت نہ ہو، وہ صرف تاریخ کے کوٹرا خانہ میں جگہ پائیں گے، خواہ دیوادی پوسٹروں میں وہ اپنے آپ کو نادیخ ساز کیوں نہ کھتے رہی۔



ظائمس آف اندیا ( ۲۱ من ۱۹۸۵) یں مطرجارج منتزیز نے اپنا قصد تنائع کیا ہے۔ انھیں ایک کالج کے سمر میریپ کا افتاح کر ناتھا۔ مطرحی ہی کھر جب میں کے وزیر تعلیم تھے تو ان کے والداس دقت وز ارت تعلیم میں انڈر سکر طرحی تھے۔ مبترک کارزائٹ آیا تو مفتون نگا دے بھائی ریاضی میں چند نمبروں سے فیل ہوگئے۔ ایک ماسٹر حاجب ازراد خیزواہی طالب علم کے والد ( انڈر سکر طرحی وز ارت نعلیم ) سے ملے۔ انھوں نے کہا کہ آپ ماڈر طر (Moderator) کو ایک طبیلیفون کر دیں اور سب معالمہ درست ہوجاتے گا۔ معنون بکار کا بیان ہے کہ ان سے والد نے اس کے جواب میں کہا کہ میر الطر کا اگر فیل ہونے کا منتوق ہے تھا در ای میں ہے کہ یہ واقعہ اس کو ایک طبیلیفون کر دیں اور سب معالمہ درست ہوجاتے گا۔ معنون بکار کا بیان ہے کہ ان سے والد نے اس کے جواب میں کہا کہ میر الطر کا اگر فیل ہونے کا منتوق ہے تو اس کو فیٹ ل ہونے دیکھ ۔

If my son deserves to fail, let him fail. It will teach him a valuable lesson.

مضمون نگار کہتے ہیں کہ مٰد کورہ سمرکیم پکا افتتاح کرتے ہوئے میں نے یہ دانعہ بیان کیا توطلیہ نے اس کو اس طرح سناجیے وہ بالکل عبرا ہم بات ہو حتی کہ ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کے والدکوتی ہے وقوف آدمی ،ول گے۔اگر وہ مبہ ے ساتھ اپیا کرتے تویں ان کو مارط دالت :

Your father must have been a fool. I would have killed him if he had done that to me.

ا جکل کے نوج الوں میں بیر مزاج عام ہے - ہند ستان میں ہی اور اسی طرح پاکستان میں بھی ، اسس مزاج کو پیداکرنے کی اصل ذمہ داری لیٹر وں پر ہے - لیڈر وں نے اپنی مخالف حکومتوں کا تخة اللئے کے لئے نوجو انوں کو بھڑ کایا - وہ ان کی تختری کارروائیوں کو صحیح بتاتے رہے - اس کا نیتجہ بیہ ہوا کہ ماضی کی تام روایات تو طح گئیں - آدمی کے سامنے اس کی خوا ہنات اور مفادات کے سواکو تی چنر نہیں رہی حب کا وہ لی اظ کر سے -احترام کی روایات کو توڑنے کا مزاج اگر ایک با ر پیدا ہوجا ہے تو وہ سسی حد پر نہیں رکمت -خبروں کو بے عزت کرنے والے مالآخر اپنوں کو بھی بے عزت کر کے رہتے ہیں ۔

خوش خيالي حقيقت كابدل نهين

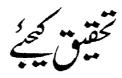
مركب محقال نم كانتظار كرد باتقار اتخ بن ايك بن آن دكمان دى اورسار - لوگ اس كى طوف دور بر - « اده ابن نو ۱۱ غبر كى بن ج » بور دي كم كر ايك شخص بولا - « ۲۰ كو ۲۱ كر نو اور چلح جا وَ " دوسر - فكها -فلا بر محديد مناق تقا - كون شخص ايسان بين كر كا كم يام شى لى كريس برا بنا مطلو بن بر لكھ اور اس بر بي ير كر محمد كم بن منزل كى طوف روا نه بوكيا ہے - يہ بندسه كا فرق نمان مى لى كريس برا بنا مطلو بن بر لكھ اور اس ب ك فرق سے برلا نہيں جاسكتا - دون شخص ايسان بين كر كا كم موام شى لى كريس برا بنا مطلو بن بر لكھ اور اس بر ك فرق سے برلا نہيں جاسكتا - يہ بات اپنى داتى زند كى محموا طات ميں بر شخص جا تا ہے ، تر يحمد كر كون كو بند ك فرق سے برلا نہيں جاسكتا - يہ بات اپنى داتى زند كى محموا طات ميں بر شخص جا نتا ہے ، تر يحمد كر كر كر مات ك در مات برلا نہيں جاسكتا - يہ بات اپنى داتى زند كى محموا طات ميں بر شخص جا نتا ہے ، تر يحمد بات ہو كر مات ك در مات برلا نہ بي جاسكتا - يہ بات اپنى داتى زند كى محموا طات ميں بر شخص جا نتا ہے ، تر يحمد بات ہے ك در تا يہ ك

کرنے کی کوسٹش کی جائے اور اس کے لئے ضروری اسباب فراہم کر دے جائیں تو اس کا حصول اسی طسرت ممکن ہوجانا ہے جیسے رات پوری ہونے کے بعد سورج کا ٹکلنا یہ لیکن اگر فطرت کے مقررہ طریقیہ سے انحرامت کیا جائے اور مطلوبہ چیز کے مطابق ضروری اسباب جمع نہ کئے جائیں تو اس کے بعد ناکا می اتن ہی تقین ہوجاتی ہے جنی بیلی صورت میں کا میابی ۔ عالم فطرت پر سر انسان کا حق ہے کہ وہ اس کو کا میاب کرے ۔ مگر وہ کا میاب اس کو کرتا ہے جو اس کے مقررہ شرائط کو پور اکر نے کے لئے تیار ہو۔



١٣ اكتوبر ١٩٨٨ كومنرا ندرا گاندهى كافتل بوا ـ لوگوں كوجب معلوم بواكد متل كا يد دا تعدد زير باظم ٢- حفاظتى دست ٢ دوسكد جرانوں نے كيا بے توسكد فرقد كے خلاف ت د د پھوٹ پڑا ـ يم نوبرا ور ٢ نوبركى در ميان شب ميں را تم الحروف درلى ( نظام الدين ) بين ا پند مكان بيں ليٹا بوا نفاكه گيارہ بجرات كوميا فون كالفتى بحى ـ ١ب صاحب بتا رہے تھ كرد ہلى كے پانى بين نه ہر لا ديا گيا ہے، اس ليخ نوكا پانى استعال نه كيا جائے ۔ چند منٹ بعد د و باره هيلفون كالفتى بحى ـ اين مين نه ہر لا ديا گيا ہے، اس ليخ نوكا پانى استعال نه كيا جائے ۔ چند منٹ بعد د و باره ميلفون كالفتى بحى ـ اين مين نه ہر لا ديا گيا ہے، اس ليخ نوكا پانى استعال نه كيا جائے ۔ چند منٹ بعد د و باره ميلفون كالفتى بحى ـ اين مين نه ہر لا ديا گيا ہے، اس ليخ نوكا پانى استعال نه كيا جائے ۔ چند منٹ بعد د و باره ميلفون كالفتى بحى ـ ايك ا و رصاحب نے يہ ني نوبر ميانى ـ كچه د ير بعد در واز ہ كى گھنتى نوج ميں - با ہر سكالا تو ميرك بركى نوجوان اس خبركو بتا نے كے ليے كھ ميں ہوت تھے ـ بچه دير ايك د فلد نه ميں - با ہر سكالا تو ميرك بركى نوجوان اس خبركو بتا نے ك ليے كھ مير ميانى ـ كچه د ير بعد در واز ہ كى گھنتى نوج اي - با ہر نعد د و باره ميلفون كالفتى استحاب ميں بين نه ميں نه ميں كھ ہو د يہ ملا ي كان د كيا ہو لوك نوبر كير كو بنا يك د در واز ہ كى گھنتى نوج ميں - با ہر نكلا تو ميرك بركى نوجوان اس خبركو بتا نے كے ليے كھ مير ميانى ـ كچه دوں بي ليگے ہو سري كھ مير ايك د فدر ك دروا زه كى گھنتى برك كي بول كارك بي ميں نه بن نه بن نه بن نه بن بن ميں نه مير مير ايك بير كو بار كو بي كي بن بن ا درمال به اعلان كيا جانى لگا كر سند خبر ملى ہے كہ پانى بين نه بن نه مير مير لا ديا گيا ہے ، آپ لوگ نول كا پانى با ك

تفريباً و تحفظ کم ان خبرون اورا علانات کا مظلمہ لوگوں کی نيند کو در م بر م کرتار ہا ۔ خبر ملتے ہی ، م نے فوری طور پر بر کم کہ کہ دا واضح لفظوں میں بت یا کہ بدا نوا ہ بالک غلط ہے کہ سے نشر ہونے والا پر وگرام سنا۔ دونوں با ر ر ٹیر یونے واضح لفظوں میں بت یا کہ بدا نوا ہ بالک غلط ہے کہ پانی بن نر مر ملا دیا گیا ہے ۔ سرکاری طور پر با قاعدہ پانی کا تسٹ لیا گیا ہے اور کم طور پر درست پا پا گیا ہے ۔ اس کے بعد ہم نے در می پولس کو نمبر ۱۰ پر شی لیفوں کیا ۔ اضوں نے کہ کہ کہ پانی بی نر مر ملا نے گا افراہ سرا سر اس کے بعد ہم نے در می پولس کو نمبر ۱۰ پر شی لیفوں کیا ۔ اضوں نے سی کہ کہ پانی بی نر مر ملا نے گا افراہ سرا سر علط ہے ۔ پانی بالکل شیک حالت میں ہے ۔ حاری نے معرفہ پر د ، می سیوں پل کشنر مشر پی پی سری واستو علط ہے ۔ پانی بالکل شیک حالت میں سے ۔ حاری نے معرفہ پر د ، می سیوں پل کشنر مشر پی پی سری واستو ملط ہے ۔ پانی بالکل شیک حالت میں سے ۔ حاری نے سے داس میں کو دی خسر ای نہ میں پائی گئی۔ کا بہ سیاں موجود تھا کہ د ، می من کا پانی بالسکل میں جاری اور سے اور سری کا گئی۔ مرح کی نہ سری میں کو اخبا رات دیکھے تو پہلے ، می صفھہ پر د ، می سیوں پل کشنر مشر پی پی سری واستو ملرح کی نہ سریں آی نی سری سری کی کا پانی بالسکل میں میں میں بی تائی کے ما م ملٹر سی سی کا تی ہوں میں کا کا پانی بالسک میں میں میں کا بار بار ڈسٹ میا گیا ہے ۔ میں ما مرکز نے بی ۔ اگر سری سی پائی گئی ۔ اضوں نے مز پر بی کہ اس کو استو ہو گھا دیا کے کر ہے ہی کا میں میں ہی ہوں ہے بیا گیا ہے ۔ میں میں میں میں ای نے بی ۔ اگر سری سی کا کہ کی معادی خبروں کی خفین کی جانے کھ تو اکٹر جھاڑے اور فیا د ہیں ہوں نے بی ہو ہیں۔ اگر سال میں میں میں کی کی ہوں کی میں ہوں ہو ہوں دی میں میں میں میں میں اور خبر میں میں میں میں ہو ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہوں دیں ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہو ہو ہو ہوں ہوں ہوں ہوں ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہوں دیں ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہوں ہو ہو ہوں ہوں ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہوں ہوں ہوں ہوں دی ہوں دی ہو ہوں دی ہوں دی ہو ہوں ہوں دی ہو ہو ہوں ہوں ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہوں ہوں دی ہوں ہوں دی ہو ہوں دی ہو ہو ہو ہوں دی ہو ہو ہوں ہوں دی ہوں دی ہو ہو ہو ہوں ہوں دی ہوں دی ہو ہو ہوں دی ہو ہوں دی ہوں دی ہو ہو دی ہ



ایک ہند ستانی حجاز گیا۔ ایک روز مدینہ میں اس کی ملاقات ایک عرب سے ہوئی ۔ بنظا ہر وہ ایک بدو د کھائی دیتا تھا اور اس کا ایک ہاتھ کٹا ہو اتھا۔ ویل چونکہ چورکے ہاتھ کاٹ دئے جاتے ہیں، ہندست ان نے خیال کیا کہ بیرکوئی چورے ۔ اس نے چوری کی تقی جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ ہند سنتا نی کو اولااس تصليح بين كجدكرا بهن محسوس ہوئى يہ جبر جبر كمه كے اس كى طرف بڑ ھا ا دراپنے عرب تھيساتى یے مصافحہ ا درمعانقد کیا۔

<sup>\*</sup> تُعْتَكُو على تواس نے بتایا کہ وہ مدینہ کے قریب ایک بستی '' ٹیتمہ '' کا رہنے والا ہے۔ اس کے پاس کافی زمینیں ہیں جہاں ۲۳ مکائن (ٹیوب ویل) لگے ہوئے ہیں۔ اس کے کھیتوں کی بیدادار ہت بڑی مفدار یں روزانہ مدینہ کے بازار میں آتی ہے۔

بچراس کے ہاتھ کٹنے کاذکر ہوا تو اس نے تبایاکہ مہم وہ پی فلسطین کے معامدیں عربوں اور بہو دلیوں میں جولڑائی ہوتی وہ اسس میں شریک تھا۔ اس کے بازومیں چھ گو بیاں گئیں۔ اس کے بعدوہ عرصہ تک اسپتال میں رہا۔ وہاں ڈ اکٹروں نے ناگز سر سمجھ کر اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا تا کہ پورے بازوکو متا نز ہونے سے بچایا چاسکے۔

یہ ایک مثال ہے جس سے اند از ہ ہوتا ہے کہ ناقص علومات کی وجہ سے کس طرح ایک بات کسی کے ذہن میں کچھ سے کچھ ہموجاتی ہے۔ ند کورہ عرب کو ایک ہند سنانی نے نا واقفیت کی بنا پر چور سمجه ليا حالانكه وه إيك مجابدا ورايك تاجراً دمى تقا وه دومروں كو دبنے والاتحاد كران سے پينے والا و ۵ سماج کاریک کار آمدفرد بخفا بنه که سماج کار میزن .

ہر آ دمی کے اوبر فرض کے درجہ بب ضروری ہے کہ وہ کسی دوسر شخص کے بارہ بیں را نے قائم کرنے بیں کبھی جب لدی ہز کریے جب بھی اس کے ساسنے کوئی بات آئے تووہ اس کی پوری تحقیق کرے . تحفیق سے بہلے ہرگز اس کے بارہ میں اپنی زبان پنہ کھولے۔ اگرکسی شخص کے پاس تحقیق کرنے کا وقت باسا مان نہیں ہے تواس کے لئے دوسرا راستہ یہ ہے کہ

وہ مذکورہ معاملہ میں چیپ رہے۔ یہ برکہ ناقص معلومات کے تحت اس کے بارہ میں بولینے لگے۔ اس دُنیا يس چپ رمنابھی اتنا ہی ضروری۔۔۔ جننا بولنا۔ 1.1

کامیایی کاسادہ اصول

ایک صاحب نے تالے کی مارکٹ میں دکان کھولی۔ وہ روزانہ دیکھتے تھے کہ بے شمار آ دمی سطرک پر آرب ، بی اورجار سے بی - مگران کی اکثر بیت ان کی دکان کو دکھیتی ہوئی گزرجاتی تھی۔ ایک روزان کے سانفہ ایک واقعہ گذراحی نے اِن کودکان داری کا دار بتیا دیا۔ وہ کپڑا فریدے سے کیے کچرے کی مادکٹ میں کے ۔ وہاں سلسل سبت سی دکانیں کھلی ہوئی تقیس ۔ وہ ایک سے بعدابک دکان سے گزر رہے تفح مگران کی تجھ میں نہیں آیا تھاککس دکان میں داخل ہوں۔ اتنے میں ایک دکان دارنے ان کو اپنی دکان کے سلمنے دیکھ کرکہا : '' آیئے بناب اندرآ کردیکھنے '' یسن کردہ دکان کے اندر داخل ہوگئے ۔

اینے اس تجربہ سے ان کی سجھ بیں آیا کہ مارکٹ میں جو گا ہک آتے ہیں ان کی اکثر سیت یا تونی ہوتی ہے یک ی خاص دکان سے بندهی بولی شیس بوتی را يسے لوگ دکانوں کی لائن سے گزرتے ہیں تو ايک جشم کے نديذب کا شکارر بتے ہیں۔ وہ فیصلہ نہیں کر بات کہس دکان ہیں داخل ہوں ۔ا بسے وقت میں ایک تحض ہمدر داندانداز میں اگران سے کہے کہ اندر تشریف لائے تو کو پاکہ اس نے ان کے مذہب کو ختم کیا - اس نے ان کوفیصلہ کرنے میں مدردی ۔ ایساا دمی بیشتر صالات میں جلنے والے ارمی کورپنی دکان کے اندر بلانے میں کامیاب ہوجائے گا۔ بیشتر بوگوں کے ذہن میں پہلے سے کونی طے شدہ چیز موجود نہیں ہوتی ۔ اگر آپ اس را زکوجان میں تو معولی دانس مندی سے بہت سے لوگوں کو اپناہم نوابنا سکتے ہیں ۔

اس اصول کو انھوں نے اپنی دکان میں استعمال کرنا متروع کیا۔ وہ اپنی دکان کے بیرونی حصہ میں بیٹھ جاتے ادر ہرائے جانے والے کے چہرے کو طبیصتے ۔ بیہاں تک کہ ان کی نظراتنی کمی ہوگھی کہ وہ کسی آدمی کو دیکھ کر فوراً بہچان لیتے کہ یہ تالے کا گا بک سے پاکسی اور مقصد سے سطرک بر حل رہا ہے۔ حس کے متعلق وہ اندازہ كريت كدوه ناب كى لائن كى چيزخريد ناچا بتا ب، اس كوفوراً اين آ داز سيمتوجدكرين اور اس كدايى دكان کے اندر بلاتے۔ اس طرح ان کی دکان داری اچانک کا ٹی بڑھ تھی ۔ پہاں تک کہ وہ بازار میں سرب سے زیادہ فردخت كمدنى وإلى دكان دارين ككئ ر

ترقى كاراز تهميشه ساده اصولول ميں ہوتاہے۔ مگرانسان اکثر تر تی کوانسی جنز سمجھ لیتا ہے جوکسی بهت بڑی بچنر کے ذریعہ حاصل ہوتی ہو۔ آپ چند سیٹھے بول سے، ۱ پنے باتھ پاؤل کی محنت سے، اپنے محدود وسائل کواستعال کرنے سے اور ایک کام کومسلسل پکر اے رہنے سے کامیابی کے اعلیٰ مقامات تک پینے سکتے ہیں۔حالانکہان میں سے کوئی چیز نہیں جو سبت بٹری ہوا در ایک عام آدمی اس کو حاصل نہ کر سکنا ہو۔



▲

·

تلوار سے زیادہ

سابق صدر مسالفرسا دات (۱۹ ۹۱ ۔ ۱۹۱۰) تے قتل کے بعد امریکہ کے شائم میگزین (۱۹ اکتوبر ۱۹۹۱) نے اس دانعہ کے بارے بین صوصی مضمون شائع کیا تھا۔ اس ضمون کا آغاز اس نے نپولین کے ایک قول سے کیا۔ نپولین نے اپنے آخری زمانہ میں سوال کیا : "کیاتم جانتے ہو کہ دنیا کے بارے میں کیا چیز بچھے سب سے زیادہ تعجب میں ٹدائتی ہے " اس کے بعد نو دہی جواب دیا کہ وہ چیز طاقت کی یہ بے سبی ہے کہ اس کے ذریعہ کسی چیز کو حاص نہیں کیا جاسکتا۔ بالاً خریم بیشہ یہ ہوتا ہے کہ دماغ تلوار کو فتح کر لیتا ہے :

In the end, sword is always conquered by the mind.

انورسادات فرمسری برقسم کی طاقت حاصل کرلی مگر ۲ اکتوبر ۱۹۹۱ کو ده عین اس دقت قتل کر دی گئے جب کد قاہر ہیں دہ اپنی تمام افوائ کے ساتھ فتح سوئر (سرے ۱۹) کی تقریب منار ہے تھے ۔ انور سادا سے ک عالی شان نشست گاہ میں آنے والے تمام لوگوں کی جانچ محفوص آلات (Metal Detector) کے ذریعہ کی جاری تھی بیٹی کہ پریڈ میں محسد لینے والے تمام فوجیوں کی دائفلوں کو کارتوس سے خالی کر دیا گیا تھا۔ مگر سادات کی فوج ہی کا ایک آدمی پریڈ سے کل کر تیزی سے ڈائس کی طرف آیا ادر تیں اس کے حفاظت علد اس کو روکے وہ سادات کو اپنی گولی کا نشا نہ بنا چکا تھا۔

یہ واقعہ تلوار کے اوپر دماغ کی فتح کا داقعہ تھا ، انور سا دات کے کچھ مخالفین نے برتھور تھی لایا کہ انور سا دات مرتد ہوچکے ہیں اور شرییت اسلام کے مطابق مرتد تھی قتل کامستوجب ہوتا ہے۔ یہ تصور فوج تک بینچا۔ لفٹننٹ خالد استا نبولی منٹدت کے ساتھ اس سے متا نزیبوا۔ اس نے اپنے چند ساتھیوں کی مدد سے تھی ہنھو بہ بنایا اور فتح کی پریڈ کے دن منھو بہ کے مطابق سا دات کو گولی مارکر فست کر دیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ذہن تلوار سے زیادہ طاقت ور ہے۔ تاریخ میں اس کی بے شمار متالیں موجود ہیں۔ مگر تاریخ بربھی بتانی ہے کہ انسان نے اس ذہن کوزیادہ ترمنفی مقاصد کے لیے استعمال کیا ہے۔ تنبت مقاصد کے لیے ذہن کو استعمال کرنے کی متالیں تاریخ میں سہت کم پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر عمل کرنے والوں نے انسانیت کو صرف تخربیب کا تحفہ دیا ہے۔ سببت کم عمل کرنے والے ہیں جن کے عمل سے انسانیت کو تعمیر کا تحفہ ملاہو۔

عزت كامقاك

دو/سدوں سے درمیان جگہ حاصل کرنے کا دا ذحرف ایک ہے ۔۔۔۔۔ آپ دوسروں کی حزورت بن جانیس ۔ اگر آپ دوسروں کو یفین دلا دیں کہ آپ ان کی حزورت ہیں نو د د/۔۔روں ہے بیے نامکن ہوجائے گا کہ وہ آپ کونظرانداز کریں ۔

ایک تعلیم یا فتہ نوجوان کی سن دی ہوئی۔ بیوی آئی تو وہ شکل وصورت کے اعتباد سے گھر والوں کے معیاد سے کم تقی ۔ چنانچہ نوجوان کی بہنوں نے اس کو ناپ ندکر دیا۔ ہر ایک اس کو حقیر نظروں سے دیکھنے لگا ۔ سب کے نزدیک وہ ایسی بن کمی جیسے کہ وہ کوئی نامطلوب جیز سے جو گھرے اندر غیر مزوری طور پر داخل ہوگئی سے ۔

خانون اگرچ شکل وصورت کے اعتبار سے زیادہ اچھی نہ تھی ، مگر وہ عقل کے اعتبار سے کا بی سمجہ دارتھ ۔ اس نے لوگوں کے سلوک کو برانہیں مانا ۔ وہ جانتی تھی کہ شکل وصورت وقتی چرہے ، اور زیادہ پائدار چیزائنان کاعمل ہے ۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اگرچہ صورت کے اعتبار سے گھر والوں کے لیے مجبوب نہ بن سکی ۔ مگر دہ عمل کے اعتبار سے گھر والوں کے لیے مجبوب بنے گی ۔

اس نے خاموشی سے گھر کا سارا کام سنجال لیا۔ گھر کی دیکھ مجال، مہمانوں کی خدمت، باور چی خار کا انتظام، ہرایک کی صرورت فرمائش کے بغیر بوری کرنا، یہ اسب کا روزانہ کا معمول بن گیا۔ اس نے گھر کے ہرکام کو اپنی ڈلونٹ سمبہ لیا ،خواہ اس سے لیے اس سے کہا گیا ہویا یہ کہ گیا ہو ۔

خانون نے زبان سے کچہ نہیں کہا اور نہ کسی کی بات کا جواب دیا۔ اس نے ساری توجہ مرف اپن علی پرلگا دی۔ نیتجہ یہ ہوا کہ بہت جلد گھر کی فضا بد لیے لگی۔ لوبت یہاں تک بہو خچی کہ جس گھریں وہ ایک نامطلوب شخصیت بنی ہوئی تھتی وہاں وہ لوگوں کے در میان سب سے زیا دہ مطلوب شخصیت بن گئی۔ یہی زندگی کا راز ہے۔ گھر کا معاملہ ہو یا بستی کا مع ملہ یا پورے ملک کا معاملہ ، ہر جگہ عزّت کا مقام حاصل کرنے کا واحد بے خط راز یہ ہے کہ آپ یہ تابت کر دیں کہ آپ لوگوں کی صرورت ہیں۔ اور لوگ یقنبی طور پر آپ کو مذ صرف عزّت کا معت ام دیں گے بلکہ وہ آپ کے پر سیتار

سيصير عنمانت

« تاج محل كوعوام نے نہیں بجایا " اس خبركو ٹرھ كر ايک شخص نے كہا «بلكہ تاج محل كواس كے اپنے حسن نے بجایا ۔ تاج اگر اتناحسین نہ ہوتا توبرطا نوی اقتدار کے مقابلہ میں اس كوم ندد كدں اور سلمانوں كى اتى بٹری حمایت حاصل نہیں ہوسكتى تقى 2

عمارت کا یہ ابخام اس کے محماروں کے لئے بھی مفدرتھا۔ مگرافسوس کہ معمارا پنے اندر دہ «حسن» پیدا نہ کرسکے جوانھوں نے سنگ مرمرکے خاموش خجوعہ میں ابنی مہمارت سے پیدا کر دیا تھا۔

ادمی کے اندرکوئی خوبی ہوتو یہ خوبی ہی اس کی زندگی کی سب سے بر می صفانت ہوتی ہے۔ وہ دسمنوں میں میں ایئ دوست پالیتا ہے۔اغیار کی صفوں میں بھی اس کو اینے قدر داں مل جاتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی کے اندر کوئی واقعی خوبی ہو، اس کے باوجود دنیا میں اس کا اعتراف نہ کیا جائے۔

تاہم اس سے مسائلہ یہ بھی صروری ہے کہ آ دمی کا یہن سانپ کا حسن نہ ہو۔ ایک سانپ خواہ دہ کتنا ہی سین ہو آدمی اس سے مجست نہیں کر سکتا۔ اس طرح جس آد فی کا حال یہ مہو کہ اس کے اندرا یک خوبی تو ہو مگر اسی کے سائلہ اس کی زبان میں "ڈنک، ہو، دہ لوگوں کے سیاسی ا در معاشی مفادات کو چیلیے کرینے لگے، دہ لوگوں کے سائلہ تعاقب میں بار بارجار حیت پر اتر آما ہو، دہ اپنی جذباتی کارر دائیوں سے لوگوں کو اپنا مخالف بنا ہے۔ ایسا آدمی خواہ دہ کتنا ہی زیادہ خو بیوں دالا ہو، لوگوں کا محبوب نہیں ین سکتا۔

تاج محل لوگوں کا مجبوب اسی دقت بنتا ہے جب کہ وہ خاموش حسن میں ڈھل جائے۔ اگر دہ جارے حسن کانوز ہوتوا بسے تاج محل کوکو ئی نہیں بخشتے گا۔

زندگی کی سطک

مركوں بیں پورا ہے ہوتے ہیں۔ لین ایسے مقامات جہاں پورب سے پیم جانے والی سرکر پر ان مسافروں کے لیئے راستہ جو اتر سے دکھن یا دکھن سے اتر جارہے ہوں۔ ٹریفک قانون کے تحت یہ قاعدہ مقرر کمیا گیا ہے کہ تقور می تقور می دیر کے بعدا یک طوف کی مرکز بند کرکے دوسری طوف کی سرک کھول دی جاتی ہے ۔ اس مقصدے لیئے علامتی طور پر سراسگن اور لال سکنل استعمال کیا جاتا ہے ۔ ایک گاڑی چلتے چلتے چو را مہم پر پنچ چی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کے سامنے لال سکنل روشن ہوگیا ہے تو وہ دہیں رک جاتی ہے تاکہ دوسری سرک سے چلنے والی سواریوں کو گذرتے کا موقع دیدے ۔ جب دوسری سرک کھول دی جاتی ہے تاکہ دوسری سرک سے چلنے والی سواریوں کو سکنل روشن ہوجا تا ہے ۔ ایک کاڑی چلتے چاتے ہو را مہم پر پنچ پی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کے سکنل روشن ہوجا تا ہے ۔ ایک کاڑی کے سواریاں نکل جاتی ہیں تو لال سکنل کی جگہ ہرا سکنل روشن ہوجا تا ہے ۔ اب آپ کی سوار می کے لیئے موقع ہوتا ہے کہ دو ہو ہو ہو ہو ہو ہوں کو سکنل روشن ہوجا تا ہے ۔ اب آپ کی سوار می کے لیئے موقع ہوتا ہے کہ دو چورا ہمہ کو پار کرے آگے

پورا مہرکا یہ قانون زندگی کا قانون بھی ہے ۔ زندگی کی سڑک کو نی خالی سڑک نہیں جس پر آپ ابنی مرضی کے مطابق حرف ابنی کارٹی دوڑاتے رہیں ۔ یہاں دوسرے بھی بہت سے لوگ ہیں اور دہ بھی ابنا ابنا سفر طے کرنا چا ہتے ہیں ۔ خروری ہے کہ ہرایک اپنے اندر یہ دسعت اور لچک پیدا کرے کہ دہ یہاں خودراستہ لینے کے ساتھ دوسہ وں کو بھی راستہ دے ۔ جو لوگ اپنے اندر یہ حکمت پہ بدا اندکریں ان کا انحب م وہ کی ہو گا جو ایسے چورا مہ کا ، جہاں کو نی سوارا پن سواری کو ز روکے مہرایک نبس اند جا دھند ابنی سواری دوڑا تا رہے ۔

یا در کھتے، زندگی کی شاہراہ بر آپ، ی اکیلے نہیں ہیں ۔ یہاں بہت سے دوسرے چلنے ولے بھی ہیں - اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ زندگی کی شاہراہ پر آئے بڑھیں تو آپ کو دوسروں کے لئے بھی کر رنے کاموقع دینا ہوگا - سرط کے کسی محسر پراگر آپ اپنی کارٹری کو دورڈانے کا موقع پار ہے ہیں تو سرط کے کسی دوسرے حصر پر آپ کو اپن کارٹری روکنی بھی ہوگی تاکہ دوسری سواریاں ٹھراتے بغیر کرز نے کا موقع پا سکیں ۔

اپنا ت لینے کے لئے دوسروں کا حق دینا پڑتا ہے ۔اگر آپ چاہیں کہ دوسروں کوان کاحق دیئے بغیرا پناحق پالیں تو موجود ہ دینا ہیں ایسا ہونا مکن نہیں ۔

كامياب تدبير

ایک مغربی کمینی نے موٹر کار کا ایک ٹائر بنایا ۔ اس نے است ہمار دیا کہ جوشخص ہمارے ٹائر میں کوئی دافتی خرابی بست کے گااس کو پیچاس ہنرارڈ الرانعام دیا جائے گا۔ جب اس کمینی کا ٹائر بازاریں آیا تولوگ اس کو خرید نے کے لئے ٹوٹ بڑے ۔ لوگوں نے سوچا کہ اگر کوئی خسب ابی نکال پائے تو بیچاس ہنار ڈالر س جائیں گے ۔ ورمذ ٹمائر توب ہی ۔

کپنی کوبے خمارشکاییت نام یوسول ہوئے جھپان بین کے بعب دمعلوم ہواکہ ان بی ہے، ہو فیصد خطوط قابل لحاظ میں ۔ چنا پنج کمپنی نے ہر علاقہ کے منتخذ ب محقوب نگاروں کو دعوت نامے روانہ کئے ۔ ان کو آمدور فست کاکرایہ دیا اور ان کوعدہ ہو ٹملوں میں تھہرایا۔ کمپنی کے تحسب ایک سمیناریں یہ لوگ شہر یک ہوئے ۔ ہرایک نے اپنی اپنی تنقیدی رایئ بیش کیں ۔ بحث مباحث ہ کے بعد ایک متفقہ تحویز منظور ہوئی اور انعام بھی فنسیہ کی گیا۔

اس مے بعد رکمینی نے نیا مائر بین یا۔ اس نے نئے طائر کی قبرت پہلے کے مقابلہ بیں دگر دی جب اسٹ نہار دیا گیا تو دوسرا مائر بیلے ٹائر سے بھی زیادہ فروخہ سے ہوا۔ پہلا مائر کمپنی نے اپنی رائے سے بنا یا تھا۔ دوسرے مائر بیں عوام کی رائے تسال ہو گئی۔ لوگوں نے مجعا کہ یہ مائر استعال کرنے والوں کی تجاویز اور مشوروں کے مطابق بیٹ یا گیکہے۔ اس لیے وہ اس مائر سے زیا دہ اچھا ہو گاخب کو کمپنی خود اپنی رائے سے بنائے ۔

موجودہ دنیایں ہرآدی دوسرے آ دی سے بندھا ہواہے ، ہر آ دمی دوسروں کو نشر کی کہنے کے بعد کا میاب ہوتا ہے ۔ اس لئے موجودہ دنیایں کا میاب علی کے لئے دوسروں کی رعایت خرور ی ہے۔ آپ اپنی ذات کے لئے کوئی کا میابی اس وفت حاصل کر سکتے ، میں جب کہ دوسروں کو کا میاب بنانے میں بھی آپ نے کوئی حقیدا داکیا ہو۔

اس دنیا بیں کامیاب ،ونے کے لئے آدی کو نفع نجش بنا پڑتاہے۔جن لوگوں سے وہ لے رہاہے ان کو ببریقین دلانا پڑتا ہے کہ وہ ان کو کچھ دے بھی رہاہے ۔ بید بنا دوطرفہ لین دین کاباز ارہے ۔جود وں در کودے گا وہی دوسروں سے پائے گا جس کے پاس د دسروں کو دینے کے لئے کچھ نہ ہو۔ اسٹ کو ننکا بیست نہ ہونی چاہئے اگر دوسرے اسے کچھ دینے کے لئے تبار نہیں ہوئے ۔

كالم يحاكم كرف واليمي

مہارا شغر کا ایک نوجوان را میش دعوب (۲۳ سال) بردندگاری سے سخت پر میٹان تھا۔ مایسی اس کی زندگ اس کی نظرمی بے فیمیت بنا دی تھی۔ آخر کا رایک روز وہ موہدی اسٹیش بینچا۔ «میرے اس ما تھ ک کیا حبرورت ہے جس کے لئے دنیا بیں کوئی کام ندم و " یہ احساس اس کے ذہن پر چھایا ہوا تھا۔ اسٹی یس اس کو ایک ٹرین آتی ہوئی دکھائی دی ۔ وہ در بلو ے لائن کے کنا رے حکوم الموگیا اور جیسے ہی ٹرین ساسنے آلی اس نے ایپ ٹرین آتی ہوئی دکھائی دی ۔ وہ در بلو ے لائن کے کنا رے حکوم الموگیا اور جیسے ہی ٹرین ساسنے آلی اس نے ایپ ٹرین آتی ہوئی دکھائی دی ۔ وہ در بلو ے لائن کے کنا رے حکوم الموگیا اور جیسے ہی ٹرین ساسنے آلی اس نے ایپ دونوں با تھ میں یہ اور ٹیری کے ذیخ میں ڈالی دے ۔ ابنی م طل ہر تھا۔ اس کے دونوں با تھ کس کر اس کے جسم سے الگ ہو گئے۔ مسافروں نے جب اس کا حال دیکھا تو اس کو لے کر فور آ اسپیتال پینچے اور اس کو ڈاکٹروں کے توالے کیا۔ را میش دھو بی سے ہو چھاگیا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے تو جواب دیا وہ انگریزی در پڑاگ ڈائس آن

My hands are useless as I can find no work and living is shameful without work.

جب مير ب اي كونى كام نبيس تؤمير ب با تفريم ب كاربي ركام كريني زندگى رسوانى كرسوا اور كچەنبي -اخباركى يە تبري فريش فرير مى تتى كە (يك صاحب كمرو ميں داخل بوت - الفول فرا ب حالات بتلت بوت كهاكد مير باس كانى كعبت بي اور نهر بون كى دجد سے آب باشى كامعقول انتظام ہے - محنت اور ذمر دارى كرساخ كام كياجا ئو باسانى ايك لاكھ دوبيد سالاندى بيدا وار حاصل كى جاسكتى ہے - اب تك ميں خود كرتار با رغر اب مير باس دفت نبيس - اور كونى ايسا قابل اعتما دا در ثانى جا معقول انتظام ہے - محنت اور ابنا يہ كام كرسكوں - اس كے تو باسانى ايك لاكھ دوبيد سالاندى بيدا وار حاصل كى جاسكتى ہے - اب تك ابنا يہ كام كرسكوں - اس لي ميں فرقت نبيس - اور كونى ايسا قابل اعتما دا در ثابيس ملتا جس كر تو اب مك ابنا يہ كام كرسكوں - اس لي ميں فريس بي مادوكونى ايسا قابل اعتما دا دى نبيس ملتا جس كر تو اب ميں ابنا يہ كام كرسكوں - اس لي ميں فريس اور كونى ايس قابل اعتما دا دى نبيس ملتا جس كر تو ال ميں ابنا يہ كام كرسكوں - اس لي ميں فريس بي ميں اينى زمينوں كوزيتي دوں -آن تى دنيا ميں جس مل ميں جارت ميں اين در داركارى سے پريشان بيں - اسى طرح بي ميں دانى كام ميں اين كام ميں ميں ميں ميں ميں ميں ميں ميں كرسو كر

ان دونوں واقعات کوطا کر دیکھنے تومعلوم ہوگا کہ دنیا ہیں کام کی کمی نہیں بلکہ کام کرنے والوں ک کمی ہے۔ جولوگ بے دوزگارہی اگروہ اپنے اندرصرف دوصلاحیت پردا کرلیں توروزگار نودا تفسیس تلاش کرے گا ہٰ کہ وہ روزگارکی تلاسٹس میں اِدھراُ دھرکچریں روہ دوصلاحیتیں ہیں ۔ محنت اور دیا نت داری ۔

جتنادينااتنايانا

مسطر سرجیت سنگھ لانبہ (پیدائش ۱۹۳۱) عمی حافظ (Photographic Memory) کے ملک ہیں کی چزید چند با ریڑ ھلیں تو دہ ان کویا د ہوجاتی ہے۔ ۱۲ جون ۱۹۸۳ کو دہ ہمارے دفتر میں آئے توالرسے الدے کئ مصمون انھوں نے لفظ لمفظ زبانی سادیے۔

مطرلانبہ وزارت قانون میں ہیں اور دہلی میں کرنی نگر میں رہنے ہیں۔ وہ اقبال سے شید انی ہیں۔ اقبالیات کے موصوع سے اخبس خاص دلجیپی ہے۔افبال کے ہزا روں اشعاران کو زبانی یا دہلیں۔اورا ک طرح ان کی زندگی کے معالات بھی -

مسر رجبت سنگولاند من ١٩ ٨ يں پاكستان كئے و بال اقباليات كام بركى حيديت سے ان كازبردست استقبال كياكب اس سيسط ميں ان كى ملاقت ت امير حمين صاحب ( لا مور ) سے موتى ۔ الضبي بھى اقبال كے اشعار كنزت سے باد ميں ۔ انھوں نے مسٹر لائنہ كوچين مج كيا وركہا كہ اگر تم نتا بن كردو كرتم كومجھ سے زيا دہ اقبال كے اشعاريا د ميں توميں اين بارمان يول كااور تم كو پائى مزار روپ انعام دول كا مسٹر لائسنے كہا،

یں پچھلے دس سال سے شمع افبال پر پر وانے کی طرح رفص کردیا ہوں۔ تم مجھ سے زیادہ افبال کا کلام اسی وفت بہیش کر سکتے ہوجب کیتم نے پر واندین کر شمع اقبال پر مجھ سے زیادہ رقص کیا ہو۔ چنا نچہ مسٹر رحبیت ننگھ لانبہ مفاہلہ میں جیت گئے۔ امیر حبین صاحب اقبال کی جس نظم کا کوئی مصرعہ پڑ حقة مسٹر لانبہ سلسل اس کے آگئے سے اشعار سانان شروع کر دیتے ۔ اس کے برعکس حب مطول نبہ نے اقبال کا کوئی مصرعہ پڑ حقالودہ اس کے آگے زیادہ رنسنا سکے۔

افبالیات کے مقابلہ میں سرحیت سنگھ لانبہ حیت کے اور امیر سین لا ہوری ہارگئے۔ کسی میدان میں کا میا بی کی سب سے ضروری ننرط یہ ہے کہ اس میدان میں ادمی اپنے آپ کو دفعت کر دے۔ زندگی کا ہرمعا ملہ کو با ایک شن ہے۔ اور اس معاملہ میں و پی تخص سب سے زیادہ آگے بڑھے گا جوسپ سے زیا دہ اس شن سے لئے ترطبا ہو، جس نے سب سے زیادہ اس شمع سے لئے رقص کیا ہو۔ زندگی لین دین کا سود اسے۔ بیماں دینے والا پا تا ہے۔ اور اتنا ہی پا تا ہے جتنا اس نے دیا ہو۔ بہاں مذ درئے بغیر پا نامکن ہے اور رندی مکن ہے کہ کو کی شخص کم دیں کر زیا دہ کا حصہ دار بن جائے۔

## دينے والے بنو

باٹاشو کمپنی باٹا خاندان کے نام پر ہے۔ یہ خاندان ابتداء چیکو سلواکیا میں رمبتا تھا۔ ۱۹۲۰ میں انہوں نے جو تابنا نے کا کام مشروع کیا۔ ٹامس باٹا سین کر (موجو دہ باٹا کے والد) نے ۱۹۳۵ میں پہلی بار جوتے کا کارخانہ بنایا۔

ٹامس باٹا سینر اینے ذاتی ہوائی جہاز میں اڑر ہے تھے کہ ان کاجہاز کم سے کہ بیں تھن کر کرگیا۔ اسی وقت وہ جل کر مرکبے ۔ اس کے بعد سے ٹامس باٹا جو نیر باٹا لیٹڈ کے پر یے پڑنٹ ہیں ۔ ان کی عمراس وقت ۲۰ سال ہے ۔

باٹائمین کاکاروباراس وقت مہما الملکول میں پھیلا ہوا ہے۔ پچھلے سال اس کمپنی نے ۳۱۵ ملین جوڑ سے جوتے ساری دنیا میں فروخت کئے۔ اس کمپنی کا سب سے بڑا کاروبار کناڈ ایس ہے۔ اور اس کے بعد دوسرے تمبر پر مہندوستان میں ہے۔ باٹا کمپنی اس وقت دنیا کا سب سے بڑا جوتا ساز ادارہ ہے۔ اس کے براہ راست ملاز مین کی تعداد مجموعی طور پر تقریباً ۹۰ ہزار ہے۔ بالواسطہ کار کنوں کی تعدا داس سے علاوہ ہے۔

مسٹر ٹامس بانا جونیر ۱۹۸۳ میں پالیسویں بار مہندوستان آئے۔ اخباری نمائندے نے ایک طاق میں ان سے سوال کیا: آپ کی کامیابی کا واحد سب سے بڑا عامل کیا ہے جس نے آپ کو موجودہ کامیابی تک پہنچایا۔ مسٹر باٹا نے جواب دیا کہ ہم مرتسم کے جوتے بنا تے ہیں کے سے بھی اور انتہائی قیمتی بھی۔ مگر ہم مرخر مدار کی ضرورت مکمل طور پر پوری کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم اپنے خریداروں کا اتنا زیادہ لی اظ کرتے ہیں جتنا کو ن بھی نہیں کرتا۔

We realy look after our customers as nobody else.

باٹاک جوتا کمپنی کی عظیم کامیابی یہ سبق دے رہی ہے کہ۔۔۔۔۔ اگرتم اپنے لئے لین چاہتے ہوتو دوسروں کو دینے کی کو سنسن کرو۔کیوں کہ دوسروں کو دے کر ہی اس دنیا میں تم ا<u>پنے ل</u>ئے پا**س** کتے ہو۔

فتدردابي

چارس ڈارون ( ۱۸۰۱ - ۱۸۰۹ ) اینے اسکول کے زمانہ میں اچھا طالب علم نہ تھا۔ اس کے والد نے ایک بار اس کو ڈانٹتے ہوئے کہا تھا کہ "تم بس شکار کھیلتے رہتے ہو اور کتوں کے ذریعہ ہو ہا کپڑ نے کے سوا اور کچہ نہیں کرتے ہو " اسکول کی نغیبم کے بعد اس کے والد نے اس کو ڈاکٹری کے کورس میں داخل کیا مگروہ ڈاکٹری کا کورسس کلمل نہ کر سکا۔ اس کے بعد اس نے پادری بنے کا ارادہ کیا اور کیمبرج یونیورس یں میں دینیات میں داخلہ لیا ۔ مگریہاں بھی وہ ناکام رہا ۔

کیمبرج کے قیام کے زمانہ میں ڈارون کو تاریخ طبیعی (Natural history) کے موضوع سے دل چیپ پید امونی ۔ بد مصنون اگر جد اس کے ڈگری کورس کے تصاب میں شامل نہ تھا ، تاہم ذاتی ستوق کے تحت وہ اس کو پڑھتار ہا ۔ تاریخ طبیعی اور علم طبقات الارض سے دل چیپ نے ڈارون کو پر وفیسر منابو (J.S. Henslow) تک بہونچا یا ۔ پر وفیسر منابو نہایت علم دوست اور وسیع انظرف آدی سے ۔ ان سے تعلق ہی ڈارون کے بیے پہلازینہ تھا جس نے اس کو علم کی دنیا میں چونی کے مقت ام پر بہونچا دیا ۔

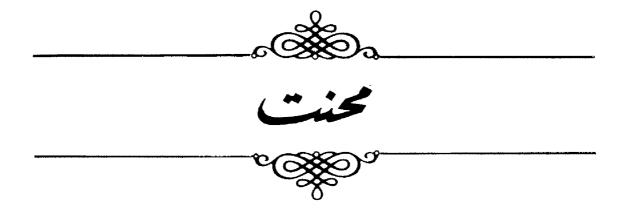
اس زمانه بین برطانی حکومت نے اپنے بحربید کے ایک خاص دخانی جہاز کوجس کا نام بیگل (Beagle) تحاتحقیقات کی مہم پر روانہ کیا ۔ یہ جہاز بحرالکاہل اور اٹلانٹک کے ساحلی ملکوں کا پاپنچ سال (۲۰۲۹ - ۱۹۸۱) تک سروے کرتارہا ۔ پروفیسر شلونے اپنے ذاتی اترات سے کام نے کرڈادون کواس جہاز بیں جگہ دلادی ۔ ڈارون اس جہاز میں تاریخ طبیعی کے عالم (Naturalist) کے طور پر مقرد کر دیا گیا ۔ اس طرح اس کو موقع مل گیا کہ دنیا کے مختلف حصوں کا علی مثابرہ کر سکے ۔ ڈارون اس دقت بطور خود بیگل میں جگہ نہیں حاصل کر سکتا تھا ۔ یہ صرف پر وفیسر سند کی متابرہ کر سکے ۔ ڈارون اس دقت بطور خود بیگل میں جگہ نہیں حاصل کر سکتا تھا ۔ یہ صرف پر وفیسر سند کی متابرہ کر سکے ۔ ڈارون اس

اس پانچ سالہ مدت میں ڈارون نے مختلف ملکوں کو دیکھا اور سواحل پر واقع حنگلوں اور بہا روں کے سفز کیے ۔ کہیں بیدل اور کہیں گھوڑے پر وہ میلوں تک اندر گیا اور مزاروں کی نعدادیں مختلف قسم کے پودوں اور جانوروں کا مشاہدہ کیا اوران کے موسے جمع کیے ۔ ساتھ ہی اس نے بیھروں سلال میں محفوظ مختلف جانداروں کے باقیات (Fossils) کا ذخیرہ بھی اکھٹا کیا ۔

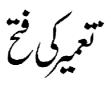
اس سفر کے مثابدات سے اس نے بہت سے نظریات قائم کیے ۔ مثلاً یہ کہ مختلف اقسام کے حبالور ایک دوسرے سے الگ ہونے کے باوجو د بہت سے پہلو وُں سے باہم مثابہت رکھتے ہیں۔ اسی طرح یہ کہ کو لی جاندارجس ماحول میں رہتا ہے وہ اسس ماحول کی مناسبت سے اپنے آپ کو ڈھ ال لیتا ہے، وغرہ۔ بنیا دی طور بریمی وہ مثابدات سے جو مزید مطالعہ کے بعد ڈارون کے نظریہ ارتفار کی صورت میں ڈ حل کیکیے ۔

راقم الحروف ذاتى طور بر ڈارون كے نظرية ارتقار كوسراسر و مم سمجتا بے جس كاحقيقت سے كوئى تعلق نہيں ۔ تاہم ڈارون كى زندگى ميں بي سبق ہے كہ "بڑوں "كى ت در دانى كس طرح " چھوٹوں" كو آگے بڑھاتى ہے اور ان كى صلاحيت كو نماياں ہونے كامو قع ديتى ہے ۔ جس معاستر سے ميں بڑے لوگ جو ہركى بنيا دير افراد كى قدر دانى كريں وہاں افرا د ترقى كريں گے اور جہاں ايسا ہو كہ وقت كے بڑے لوگ صرف اپنے حاصر با شوں اور نو تنامد پر ستوں كى قدركرنا جانيں وہاں افرا د كى صرح مراحي مراحيا ك

دُارون کے زندگی کا ایک اور واقد بہت مبق آموز ہے ۔ ڈارون کے ساتھ ایک جمیب اتفاق پیش آیا ۔ دُارون نے ۱۸۵۲ میں طبیعی انتخاب (Natural Selection) کے متعلق ایپ خیالات قلمبند کر لیے سے مگر ابھی اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی تھی ۔ جون ۸۵ ۸ میں اس کو الفرڈ ویلیس (Alfred Wallace) کا ایک خط موصول ہوا۔ اس خطیں اس نے اپنے ایک خیر مطبوعہ مقالہ کا ذکر کیا تھا۔ اس مقالہ میں اس نے عین وہی بات کھی تھی جو ڈارون نے اپنے مقالہ میں لکھر کھی تھی ۔ ڈارون یہ کر سک تھا۔ اس مقالہ میں اس نے کے لیے وہ فور ااپنے مقالے کو شائع کر دے ۔ مگر اس نے الیا نہیں کیا۔ اس نے یہ ضوبہ بنایا کہ وہ اپنے اور ویلیس کے خیالات کو ایک مشتر کہ مقالہ کی صورت میں لندن کی سوسائی (Lennean Society) کے بلہ ہون ما ہے بیش کرے تاکہ یہ نیا نظریہ لوگوں کے ساسے زیادہ طاقت اور اہمیت کے ساتھ لایا جا سکے بینانچہ ۲ جون ما ہے بیش کرے تاکہ یہ نظریہ لوگوں کے ساسے زیادہ طاقت اور اہمیت کے ساتھ لایا جا سکے بینا کی گیا۔ ما ہے بیش کرے تاکہ یہ نظریہ لوگوں کے ساسے زیادہ طاقت اور اہمیت کے ساتھ لایا جا سکے بینانچ ، ۲ جون مولیس کے دور آرہی ایمیت کا موضوع بن گیا۔۔۔۔ اجماعی عمل ہمیٹ زیا دہ طاقت در اور ہے ، بشرطیکہ اسے اپنی کی گیا۔ اور فور آ ہی اہمیت کا موضوع بن گیا۔۔۔۔۔ اجماعی علی نہ میں لندن کے اہن علم کے اجماع کے ساسے بیش کیا گیا۔ افراد کی نوا ہوں کور دوکیں اور اجتماعی انداز میں کا م کر نے کا حوصلہ کر سکیں ۔ میں ایک کے موضوع بن گیا۔۔۔۔۔۔ اجماعی علی کو میں کہ ملیوں کے مار میں کر ہے تھا ہو ہے ۔ اس کے بین کی کیا۔ م اور فور آ ہی اہمیت کا موضوع بن گیا۔۔۔۔۔۔ اجماعی علی میڈ زیا دہ طاقہ قدر ہو تا ہے ، ایشر طیکہ اف داد ای



ł ł



صبح کو وہ سوکرا ٹھاتو کمرہ میں چڑیا کا انڈا ٹوٹا ہوا پڑانخاا۔ یہ گوریا کا انڈا نفاجس نے چھت کی مکڑی میں ایک گوٹ پاکر دیاں اپنا گھونسلا بنار کھانفا۔ اس گھونسلے کی دجہ سے کمرہ میں ہروفت چڑیوں کا شور رہتا۔ سکے گرتے رہتے۔ آدمی نے فرش پرٹوٹا ہوا انڈا دیکھاتو اسس نے گھونسلا اجاڈ کر تھینےک دیا۔ متاہ

ا تحظه دن بجرومی "بتول بتول ، کاشور تقا- چڑیاں دوبارہ جھت کی لکر کی میں تنکے جمح کررہی تقیں۔ مثابد اجر سے بلوے کھو نسکے کو دوبارہ بنا بنایا دیکھنے کے جذبہ نے ان کے اندر عمل کاشوق بڑھا دیا سخت ۔ دوسرا گھونسلا اسخوں نے اس سے کم مدت میں بنالیا جنتی مدت میں انفول نے ببلا گھونسلا بنایا تقا- چڑیوں ک اس جسارت پراس کو عصد آیا اور اس نے دوبارہ ان کا گھونسلا اجاز کر تھیتک دیا ۔ دہ مجھتا تقاکہ اس نے چڑیوں کے اوپر آخری طور برفتح پالی ہے ۔ مگرا گلے دن تھر گھونسلا اجاز کر تھیتک دیا ۔ دہ مجھتا تقاکہ اس نے جڑیوں کے اوپر آخری طور برفتح پالی ہے ۔ مگرا گلے دن تھر گھونسلے کا مسلد اس کے سربر موجود تقا ۔ چڑیوں نے مرب دیکھا کہ ان کا بنا بنایا گھونسلا اجاز دیا گیا ہے اور انڈ ۔ توڑے جا چکے ہیں تو اس جرد میں یا فراد مرب دقت ضائع سنیں کیا ۔ اسموں نے ایسا بھی نہیں کیا کہ با ہر جا کر دوسری ہم جن چڑیوں کے در اور ان کے ساتھ دوت خان میں بنا ہوں ۔ مگرا گلے دن تھر گھونسلے کا مسلد اس کے سربر موجود تقا ۔ چڑیوں یے در اور نی کا بنا بنایا گھونسلا اجاز دیا گیا ہے اور انڈ ۔ توڑے جا چکے ہیں تو اسموں نے دونے میں یا فراد کرنے میں دقت ضائع سنیں کیا ۔ اسموں نے ایسا بھی نہیں کیا کہ با ہر جا کر دوسری ہم سرچڑ یوں کو دھونڈ میں اور ان کے ساتھ منہ دوت خان کو می چرا کر ہے اس سے میں میں میں ان کر ایک نیکو میں دوسر کھوں ہو دوسر کا لیک سکالا

اب سی رو زانه کاقصه مرکبار بچریاں رو زانه گھونسلابنا ناشروع کرتیں اوراً دمی روزانه اس کواجار دیناراس طرح ایک مہینہ گزرگیا ۔ اس دوران میں کتیٰ ہی بارچریوں کی محنت صنائع ہوئی ۔ ان کے چنے ہوئے شکھ سیکار ہوگئے ۔ گرچر یاں ان چیزوں سے بے پر واہو کر اپنا کام کئے جارہی تقیس ۔ آ دمی کی نفرت کا جواب چریوں کے پاس صرف خاموش عمل تھا ۔ آ دمی کی تخریب کا مقابلہ ہر بار وہ نٹی تعمیر سے کرتی تقیس پر پوں کا دشمن طاقت ور سے اگر طاقت وردشمن کا توٹر انھوں نے اپنے لگانا رعل میں ڈھونڈ ھا پا تھا ۔

آخرنفرت برخاموش عمل غالب آبار بر جريوں كى مسلسل تعمير نے آدمى كى مسلسل تخريب بر فتح باك را يك مہمينہ ك ناكام مقابلہ كے بعداً دمى تفك جكاكفا راس نے چريوں كا گھونسلا اجاڑنا جبوڑ ديا - اب گوريانے اپنے گھو نسلے كو كمل كرك بچراس ميں انڈے دے دين روہ ان كوسينے بين شغول ہے تاكہ دہ اپنى اگلى نسل بيديا كرے اور مجورا پنا كام كرك اڑجلت رجب يہ چڑياں اپنے گھونسلے ميں جن ہوتى ہيں توان كا " چوں چوں "كامتور اب جى كمرہ ميں گونجتا ہے۔ كرماب آدمى كو يہ شور يران بين گھر نسلے ميں جن ہوتى ہيں توان كا " چوں جوں "كامتور اب بي كمرہ ميں گونجتا ہے۔ اب نے دشمن سے نفرت مذكر و - ہرحال ميں ابنی تعميري جو دين ميں توان كا " پر ميں مقام سان دينا ہے ہوتے ہيں گھر

محزت کے ذرایع

جوزف کانزیگر (Joseph Conrad) پولینڈ کے ایک شہر بر ڈک ذیو (Berdiczew) میں بعد ایتوا۔ دہ بچین میں بیٹر این زندگ کے ابتدائی زمانہ میں اس کو طاقی کے ذریعہ این معاس فرا، تم کرنی پڑی۔ اس کی با قاعدہ تعلیم بھی نہ ہو تک مختلف ملکوں میں سفر کرتا ہوا بالا خروہ انگلتان پہنچا۔ فرا، تم کرنی پڑی۔ اس کی با قاعدہ تعلیم بھی نہ ہو تک مختلف ملکوں میں سفر کرتا ہوا بالا خروہ انگلتان پہنچا۔ اور ۲۸۸۱ میں اس نے برطانوی شہر بیت حاصل کرلی۔ انگریزی زبان کا متندا دیب بن گیا۔ کہاجا تا ہے کہ اپن زمانہ میں انگلستان کے زندہ صنفین میں اس ک شہرت بارڈی (Hardy) کے بعد صرف نغیر ۲ پر کرخی۔ میں یہ میدورج میں اس نے انگریزی زبان میں ماحب طرز اد میں انگلستان کے زندہ مصنفین میں اس ک میں یہ محبود رہی جا ہوں نہ تا پر کرخی۔ میں یہ محبود رہے میں اس نے انگریزی زبان میں صاحب طرز اد میں کا محاصل کیا اگر جبہ 10 سال کی تر میں یہ محبود درج میں اس کے انگریزی زبان میں صاحب طرز اد میں کا محاصل کیا اگر جبہ 10 سال کی ترین کی کہ کہ کہا ہوں کی تھیں ہیں اس کے بارے ک

He made his name as a stylist in English although he was unable to speak a word of the language before he was nineteen.

جوزف کانریڈ کی دودرجن سے او پر کتابیں ہیں جوزیا دہ ترنا ول پاکہانی کے پیرایہ میں ہیں۔ انگریز کی اگرچہ اس کی ما دری زبان منتقی مگراس کی انگریزی کتابیں یونی ورسٹیوں کے علیمی نصاب میں شامل ہیں۔ اسس نے ۲۹۲ میں انگلت مان میں وفات یائی ۔ انگست ان سے ایک باست ندہ نے مجھ سے بتایا کہ کالج میں اس سے انگریزا ستا دینے ایک با ر اس سے کہاکہ تم جوزت کا نر ٹر کو بڑھو۔ وہ بہت نوب صورت انگریزی تھتا ہے،

Read Joseph Conrad. He writes beautiful English.

یہ ایک منال ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ محنت ہر جپ یز کا بدل ہے۔ آپ غریب گھرمیں پیدا ہو کر بھی اعلیٰ علیم یا فنہ بن سکتے ہیں۔ آپ غیر اہل زبان ہو کر اہل زبان جیسے ا دیب بن سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کی نظر میں غیر اہم ہوتے ہوئے ایسی جیز ککھ سکتے ہیں جس کو پڑھنے کے لیئے تم مدیاوالے مجبور ہوں۔

کام کاشوق ایک تعلیم یافتہ شخص ایک مصروف ادارہ میں ہمہ وقتی ملازم تھے۔ اس کے ساتھ دہ ایک انگریز ی افرار یں سب اڈیٹر تھے۔ وہ مذکورہ ملازمت کی ذمہ داریاں یوری طرح نہجاتے تھے اور اسی کے ساتھ اخب ار کی ا دارتی ذمہ داریاں بھی کی شخص نے ان سے پوچھا آپ اتنازیا دہ کام کرتے ہیں ۔ آپ کو وقت کیسے متا ہے۔ انحوں فے جواب دیا۔ وقت کوئی چنزنہیں، بیصرت دلچ بیوں کی کارگزاری ہے :

Time is nothing but it is a function of interests.

یہ ایک حقیقت ہے کہ کہ کام کی کمیں کے لیے اصل اہمیت وقت کی نہیں، اصل اہمیت ول جیپی کی ہے، یہ آد می کی دل جیپی ہے جو اس سے کسی کام کو پورا کرا دیتی ہے ۔ واقعی لگن اور شوق ہو تو کم وقت میں آ دمی بہت ساکام کر لے گا۔ اور اگر سنوق اور لگن نہ ہو تو زیا دہ وقت بھی اس کے لیے تھوڑ ابن جائے گا۔ ایک شخص کے پاس ملک کے باہر سے ایک پیش کش آئی۔ وفت صرف تین ہفتہ کا تھا، جب کہ اس کے پاس ابھی تک پاسپورٹ بھی نہیں تھا۔ موجر دہ نہ ما نہ میں ہیر ونی سفر کے لئے ہوت کا تھا، جب کہ اس پورے کرنے ہوتے ہیں۔ بنظاہر وقت پر سفر کر نا انتہائی دشوار تھا۔ مگر اس نے دات دن ایک کرے سارا کام پور اکر لیا اور شھیک تاریخ پر دہ ہوائی جہا زہر بیٹھ کر مطلوبہ ملک کو پر داز کر ہا تھا۔

ايک تاثر

۲ جنوری ۹۸۹ کومیں انڈین ایر لائنز کی فلائٹ نمبر ۹۳ م سے ذریعہ دیلی۔۔۔۔۔ اندر حسب معمول اعلانات سشروع ہونے نوانا وُنسر بے دوسری باتوں کے ساتھ یہ بھی کہا :

Captain Mustafa is in command.

(كيبن مصطف اس جهاز كے بائلٹ ہیں) انڈین ایر لائنزیں بیں نے بہت سفر کیے ہیں مگر " كیبن مصطفی "جیسا لفظ بہل بار سننے میں آیا ۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ مسلمان اب دیگر اعلیٰ سروسوں کے علاوہ اس ملک كى ہوا بی سروسوں ہیں بھی داخل ہونا مت روح ہو گیے ہیں ۔ وہ اپنے بچھر نے بن كونتم كركے نیزی سے آگے كى طوف بڑھ دہے ہیں ۔

ہندستان سے مسلم ایڈر ہمینہ اپنی قوم کے لوجو الوں کے بارے میں " نکلے جائے " کی تجریں دنیا کو سنائیں ۔ مگر یہ سراسر نا الفا فی ہے ۔ ان کو جا ہی کہ اس کے ساتھ" داخل کیے جائے " کی تجری بھی وہ دنیا کو سنائیں تاکہ لوگوں کو نصویر کا دوسرار ن جمی معلوم ہو سکے ۔ مسلم قائدین کا یہ عمل یقینی طور پر عز منصفا نہ عمل ہے ۔ اور عبر مضفا نہ عمل کے بیے اس دنب میں بربادی کے سوا کچہ اور معت درنہیں ۔ عیر منصفا نہ عمل ہے ۔ اور عبر مضفا نہ عمل کے بیے اس دنب میں بربادی کے سوا کچہ اور معت درنہیں ۔ یں مانت ہوں کہ اس ملک میں اگر ایے واقعات ہیں کہ ایک " مصطفا" "کو سروس میں نہیں لیا گیا ہے تواسی کے ساتھ ایسا واقعہ جی موجود ہے کہ کی " مصطفا" کو سروس میں نہیں لیا گیا ۔ مگر بعد جس چیز سے اختلاف ہے وہ یہ کہ اس کو تنصب اور امتیا ز قرار دیا جائے ۔ یہ در اصل زندگ کی ایک حقیقت ہے دکھ تعصب اور امتیا ذی

اصل یہ ہے کہ یہ دنیا مقابلہ کی دنیا ہے ۔ یہاں لاز مایہ ہو ناہے کہ افراد اور قوموں کے درمیں ن دوڑجاری رہے ۔ اور تجرکونی آگے بڑھے اور کوئی پیچے رہ جائے ۔ چرطیا تھریں جوجانور ہوتے ہیں وہ کچھ دن کے بعد کسست پڑجانے ہیں ۔ چنا پندان کے تلہ سے میں وقتی طور ان کے دشمن جانور ڈالے جاتے ہیں ناکہ ان کے بے دوڑ نے اور سمب کنے کا ماحول پیداکیا جائے ۔ یہ مت درت کا اصول ہے ، اور مقابلہ اور سابقت کے اسی اصول میں زندگی کا راز چھپا ہو اسے سے ایک وافتہ کو قومی تعصب کہیں تو صرف شکا یہ کا دہما بنتا ہے ، اسی وافتہ کو قومی مسابقت کہیے تو عل کا جذبہ ہے دار ہونے گئے گا ۔

ایک دراننت بیر چی ہے

كيم من سيد سط ساديدين داراً دمى تقع وكاوك كى مولى المدنى بركزركريية - ٢٥ سال كى عمرس وه چاريج چوركرم ب توان كرك الفول نے كونى قابل ذكر جائدا د منہ يں چورى تقى - ١١ كە انتقال كى مرس ان كرم عاصب زا دے رسم خبش شہر جليے آئے اكدا بنے لئے كمانى كى كونى صورت كرسكيں و شہريں الفوں سنے مختصر مرابع كرما تھ ايك كارد بارشروس كرديا -

رجیم بخش کے دائد نے ان کے لئے کوئی مادی درانٹ نہیں چھوٹری تھی ۔ گردناعت ادر سادگی اور کسی سے لوط پی جبڑے بغیر اپنا کا م کرنے کی ورانت چھوٹری تھی ۔ یہ ورانت رحیم نس کے لئے بے حد مفید ثابت مہدئی ۔ ان کی سا دگی اور قناعت کا نیتجہ یہ ہوا کہ معولی آمدنی کے باوجود وہ سلسل ترتی کرنے لگے ۔ ان کا لرس کی تحرابی سے بیچنے کا مزاج ان کے لئے مزید معاون ثابت مہوا ۔ ہر ایک ان سے خوش تھا ۔ ہرا یک سے ان کو ننا ون مل رہا تھا ۔ ان کی ترتی کی رفتار اگر جیسست تھی مگر دہ ایک دن رے بغیر جا دی رہی ۔

رحیم بن کاکار وبارا گرجیم ولی تفائل ان کی شرافت ، ان کی بے غرضی ا در ان کی ایمان داری نے ان کو این ما تول میں اتنی عزت دے رکھی تھی جیسے کہ وہ کوئی بڑی حیثیت کے آ دمی ہوں ۔ ان کے پاس سرما یہ ببت کم تفائل لین دہین میں صفائی ا در دعدہ کا بکا ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یا زار میں بڑے بڑے تھوک ہیو پاری ان سے کہتے کہ " میں ان جی، جتنا چاہے مال لے جا و میں یہ کی پر وان کرو و پیسے بعد کو آجائیں گے '' معض ا دفات ایسا بھی ہوا کہ سی سفائی ا در دعدہ کا بکا ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یا زار میں بڑے بڑے تھوک ہیو پاری ان ایسا بھی ہوا کہ سی سفائی ا در دعدہ کا بکا ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ پازار میں بڑے بڑے تھوک ہیو پاری ان ایسا بھی ہوا کہ سی سفائی ا در دعدہ کا بک میں میں بی پر وان کرو و پیسے بعد کو آجائیں گے '' معض ا دفات ایسا بھی ہوا کہ سی سے تعکل نے کی نوبت آگئی ۔ مگرا تھوں نے تو دی اپنے کوچپ کرلیا ۔ دہ شریر آ دمی کے خلاف کوئی جوابی کارروائی نہ کرتے بلکہ خاموش سے اپنے کا دوبار میں لگ جاتے ا در اس کے تی ہیں دعا کہ نے تر ہے۔ ہوجاتا ۔ ان کو ایسا میں میں شیطان کوئی بر معاملگی کا چذ ہر ڈاتیا تو ان کے والد کا معصوم چہرہ ان کے سامنے اکر کر ہوجاتا ۔ ان کو ایسا محسوس ہوتا کہ آگریں نے کوئی غلط معاملہ کیا یا کسی سے تعبر ان کی تو میں کہ وہ کی کر کے تی ہیں کہ دی تر ہواتا ہوں ہو ہو ہو ہیں تر پر ای تو میرے باپ کی دون تر ہوجاتا ۔ ان کو ایسا محسوس ہوتا کہ آگریں نے کوئی غلط معاملہ کیا یا کسی سے تعبر افسا دکی تو میرے باپ کی دون تر پی تر پ ایکھی یہ خیال فور آ ان کے جذبات کو دبا دیتا ۔ وہ دو بارہ اسی تعمیری داست ہر چا بڑے ہو سے ان کے ای ک

ان کاکارد بارٹرها توان کومزید معاون کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ اب انفوں نے اپنے بھائیوں کوبلانا شروع کیا ۔ میہاں تک کدچاروں بھائی شہر تین تنقل ہوگئے ۔ دھیرے دھیرے ان کے کاروبار کے چا دستقل شعبے ہو گئے ۔ ہر شعبہ ایک ایک بھائی کے سپر دتھا ۔ چا روں بھائی ایک ساتھ مل کر رہتے اور ساتھ کھاتے بیتے ۔ گھر کاروباری اعتبار سے ہر بھائی اپنے اپنے شعبہ کو آزادا مذطور پر انجام دیتا تھا ۔ کچھ دنوں کے بعد رحیم بخش کو محسوس ہوا کہ بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے جو نکہ دبی کا روبار کے مالک ہیں اس لئے بقیہ بھائی اپنے کام کو اس دل جیپی سے نہیں کرتے جیسا کہ کوئی آ دمی اس دفت کرتا ہے جب کہ وہ کام کو اپنا ذاتی کام سمجھتا ہو۔ اب رحیم بخش کے لئے دوصورتوں میں سے سی ایک کو انتخاب کرنے کا سوال سے ا یا تو کا روبار کو اپنے تبصنہ میں لے کہ رقبیہ تنیوں بھا یکوں کو اس سے الگ کر دیں اور اس کے نتیجہ میں تم پیشہ کے لئے موالی کو لی دشمنی نر دیس سے کہ معاملات کو اس کے معاد دیں ہے الگ کر دیں اور اس کے نتیجہ میں تم پیشہ کے لئے مشترک کا روبا رمیں ہوتا ہے ۔ تعینی با ہمی شکا بیت اور اس کے معاد کر دیں اس کا مور پر اور اس کہ میں کہ میں ایک کو ان کا مربع ہو جو مام طور پر مشترک کا روبا رمیں ہوتا ہے ۔ تعینی با ہمی شکا بیت اور اس کے معد تکنی یا دوں کے ساتھ کا روبار کی تقسیم ۔

رجيم تبش في جندون سوچا اوراس كى بعدسب بجائيوں كوتى كر كے سادى بات صاف ماف ان كے سائ ركھ دى - النھوں فے كہا كہ فدا كے ففن سے اجمى كوئى بات بكر ى نہيں ہے - بہترين بات يہ ہے كہ چاروں بھائى ايك ايك كاروباد كو ليس اور ہرايك ذاتى طور پر ايناكار د بارچلائے - اس طرح ہمارے والدكى روح كو سكون پہنچ كا اور صحيح يقين سے كہ اس ييں ہر ايك كے لئے زيا وہ بركت ہوگى ۔ تينوں بعائيوں نے كہا كہ ہم تو سرايا آپ كا حسان مند ہيں - اس لئے آپ ہو بھى فيصلہ كر ديں وہ ہم كومنظور ہے ۔ مختصر گفتگو كے بعد يہ طح ہوا كہ قرعہ اندازى كا طریقہ اختيا دركيا جاتے - چنانچہ اى وفت قرعہ كے ذريا وہ ہم كان كو ايك ايك كار د بار د در يا گھا ہو ترعہ اندازى كا طریقہ اختيا دركيا جاتے - چنانچہ اى وفت قرعہ كے دريعہ ہر محبانى كو ايك ايك كار د بار د در يا گيا ہ

بی میں میں سے مثام تک محنت کرتا ہے۔ چاروں کے درمیان پہلے سے بھی زیادہ اچھے تعلقات ہیں۔ ہرایک درس بیں منتح سے مثام تک محنت کرتا ہے۔ چاروں کے درمیان پہلے سے بھی زیادہ اچھے تعلقات ہیں۔ ہرایک دوسر کی مدد کرنے کے لئے ہر وقت نیار رہنا ہے۔ چاروں نے الگ الگ اپنے مکانات بنا لئے ہیں۔ مگر دیم خیش اب بھی اسی طرح سب کے «بڑے بھانی » ہیں جیسے وہ پہلے بڑے بھانی ستھے۔ ایک بھانی ہو بات کہ دوس کو دوسرا بھائی محجی نہیں ٹالتا۔ ایک گھریں کوئی ضرورت بین آجائے توچا روں کی عورت کی عورتیں اور بچے ل

اس كواسكول سےخارج كر دياكياتھا

پروفیسرالبرش آئن سٹائن (۵۵۹۱–۵۹۸) نے۲۰ ویںصدی کی سائنس پی خطیم انقلاب بریا کیا۔ گمراسس کی زندگ كاآغاز نهایت معولى تفارتين سال كى ترتك دە بويناشردع ندكرسكار بظاہرده ايك معولى باب كامعولى بحير تقسا -نوسال کی عمرتک وہ بلکل عام بچہ دکھائی دیتا تقا ۔ اسکول کی تعلیم کے زمانہ میں ایک باروہ اسکول سے خارج کرد باگریا۔ بیوں کہ اس کے استادوں کا نیپال تھاکہ اپنی تعلیمی نااطی کی وجرسے وہ دوسرے طالب علول پر برا انٹر ڈالتا ہے ۔ زیورک کے یابی ٹکینیک میں اس کوہیلی یار داخلہ نہ مل سکا کیوں کہ آ زمائش امتحان میں اس کے غبر مہت کم تھے۔ چنا نچہ اس نے مزید تیا دک کرے انگلے سال داخلہ اسا۔ اس سے ایک استیا دینے اس کے با دیے پی کہا:

Albert was a lazy dog.

ابرٹ ایک سست کتا تھا۔ ۲۰ سال کی عمر تک البرٹ آئن سٹائن میں کوئی غیر معولی آثار نظرنہ آتے تھے۔ مگراس کے بعد اس نے محنت تشروع کی تودہ اس بلندی تک بینجا جومو ہودہ زمانہ میں مشکل کسی دوسرے سائنس داں کو حاصل ہوئی ۔ اسی بن ایس اس کے ایک سوانح نیگار نے تکھا ہے :

We could take heart that it is not necessary to be a good student to become Einstein.

سم كوجاننا جا بيح كداً بن شائن بنين ك ليح ببضرور كانيس ب كداً دمى طالب على ك زمان ميس متنازر بابهو - اتن سطيا بن نے اپنی پیلی سائنسی کتاب اس وقت شائع کی جب کہ اس کی عمر ۲۷ سال بھی ۔ اس کے بعد سے اس کی شہرت بڑھتی ہی جلی گئی ۔ ۳ ئن سٹائن کی زندگی بائکل سا دہتھی۔ وہ نہایت سا دہ غذا کھا ّما تھا ۔ وہ اکثراً دھی *ر*ات تک اپنے کام پی شغول دِنبَانِھَا۔ اس کو اسرائیل کی صدارت بیش کی گئی تھی مگر اس نے انکارکردیا ۔ اس کا کہنا تھا کہ سباست انسانیت کا کینسبر ہے۔ ۱۹۳۳ یں اس نے مشلہ کے جرمنی کو بھوڑ دیا تھا۔ سہلر کی حکومت نے اعلان کیا کہ تو تحف آئن سٹائن کا سرکاٹ کرلائے کا اسس کو ۲۰ ہزار مارک انعام دیا جائے گا۔ اس زمانہ یں بدرتم مہت زیا دہ تقی ۔ مگر آئن سٹائن کی عظمت لوگوں سے دلوں پر آتی قائم بویکی تقی کہ کوئی اس انعام کو حاصل کرنے کی جرأت بذکر سکا (۲ اکتوبر ۲۹۷۹)

تاريخ يس اس طرح كى ببت مثاليس بي حوتباتى بي كربر اانسان فينف ك الم برابح يبدا مونا صردري بس معولى چننیت سے آغاد کرک آدمی ٹری ٹری کامیابیاں حاصل کرسکتا ہے ، مشرط یکہ وہ جدوجہد کی شرطوں کو بوراکرے ربلکہ وہ لوگ زيا ده نوش قسمت بي جن كوشكل مواقع بيس زندگى كاتنبوت دينا پڙے كيونكم شكل حالات عمل كامحرك مبوتے ہيں۔ دة ادمى ے اندر جی ہوئ صلاحینوں کو بدیار کرتے ہیں۔ نیز زندگی کے بہتر سبق ہمیشہ شکل حالات میں ملتے ہیں۔ اعلیٰ ان ان داحتوں میں نہیں ملکمشکلوں میں تیار ہوتا ہے رحقیقت برہے کہ خداکی اس دنیا میں امکانات کی کوئی حدثبیں - پہاں کسی کو ا پنے عمل کے لیے معمولی اُ غاز طے تو اس کو مایوس نہیں ہو ناچا ہے معمولی حالات زید کی کا سب سے صبوط زینہ ہیں۔ تاریخ کی اکتراعلی ترین کامیا بیان معولی حالات کے اندر ہی سے برآ مدمون ہیں -

بیس سا*ل بعد* 

۵۹۰۱۹ ور ۲۹۰۰ کورمیان تقریباً ۲۰ سال تک جاپان کا حال به تقاکه وهستی مکنا لوجی کی اعل قسموں کومغربی ملکوں سے حاصل کرناتھا۔ تحبی ا دھار بحبی مانگ کراور تحبی خرید کر ۔ مگر آج جاپان کی اقتصا دیات اپنی ذاتی بنیا دوں پرقائم ہیں ۔ جاپان اس حیشیت میں ہوگیا ہے کہ وہ نہ صرف اپنی مصنوعات کو ملکہ اپنی صنعتی مہارت کوتھی دوسرے ملکوں میں جیسے ۔

صنعت بین این ترقی یا فته تحنی صلاحیت کی بنا پراس کو یہ موقع مل رہا ہے کہ دہ دو سرے ملکوں کی مدد کرکے ان کی دوستی حاصل کر سکے ۔ مختلف ملکوں کی ٹری بٹری اسکیموں کا تھیکہ ہے کران سے تجارتیں کرے ۔ رجایا نی ماہرین آج تھا نی لینڈیں آب پائٹی کے جدید منصوبوں کو ہروے کارلا رہے ہیں ۔ وہ سندگا پور میں کہیوٹر بردگرام کی تعبیم دے رہے ہیں۔ وہ جنوبی کوریا ا درجین میں فولا دے کا رخانے تعمیر کر رہے ہیں ۔ وہ شرق ا دسط میں بٹر کی میں

جاپانیوں نے ابت داء ٌ فولاد بنانا امریکیوں سے میکھا تھا ، اب وہ اس ہنرکومزیرترتی دے کراس کو خود امریکہ کوم آمدکر نے کے قابل ہو گے مہیں ۔ جاپان جوکسی وقت امریکہ کا شاگر دتھا ، اب اس نے محکی بیٹروں ، خاص طور پر مواصلات دکمیونی کیشن ) اور الکٹر انکس میں اتن ترقی کرلی ہے کہ امریکہ خود ا چنے فوجی اہمیت کے متعبوں میں جاپان کی تکحکی مدد حاصل کرنے کے لیے جاپان سے معاہدہ کردہا ہے ۔ ستا گرد اس قابل ہوگیا ہے کہ اپنے استاد کو سبق دے سکے۔

جایان کے اس تجرب پر اظہار نیمیال کرتے ہوئے ایک اخباری مبصر امہٰ دستان ٹائمس ااجون ۱۹۹۱) سے محلوم جایا ن کے اس س مکھاہے ----- کتالوجی کابہا وُبیہلے جاپان کے اندر تھا، اب اس کابہا دُجا پان کے باہر سبے :

Now the flow is out instead of in.

جاپان ۲۰ سال تک صنعتی مغلوبیت پر راحنی دہا۔ اس کا نیٹج یہ بوا کہ آن اس کو صنعتی غلبہ کا معت م حاصل ہوگیا۔ اگر وہ اول دن سے غلبہ پر اصرار کرنا تو اس کے حصہ میں صرف یہ آنا کہ اس کی مغلوبیت تھی ختم نہ ہو۔ ہر پانے کے لئے کچھ کھونا بڑتا ہے۔ ہر طبندی کے لئے کچھ سبتی کو گوارا کرنا ہوتا ہے۔ سپی دنیا کات اون ہے۔ جولوگ دنیا کے اس قانون کے ساتھ موافقت کریں وہی خدا کی اس دنیا میں کا میاب ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ اس قانون کے ساتھ موافقت کرنے کے لئے تیار نہ ہوں ان کے حصہ میں صرف بر آنا ہے کہ دہ ناکا م ہوکر رہ جائیں اور اس کے بعد بے خائدہ طور پر دوسروں کو اپنی بربا دی کا جھوٹا الزام دیتے رہیں۔

یے کاری

كان عمر بن الخطاب رضى الله عنه يقول ، ادى حضرت تم قربات تصريم من ادى كوديمة تابول اور ده الرجل يعجبنى فاذا قيل لا صناعة له سقط مع يند آنا ب رگر جب علوم بوتا ب كه ده كونى كام من عينى (التراتيب الادارية للكنان، جزر سفى ٢٣) نبيس كرتا توده ميرى نگا بول سے گرجاتا ہے ر من عينى (وايت ابن الجوزى نتابيس البيس ميں ان الفاظ ميں نقل كى بے : عن محمد بن عاصم قال : بلغنى (ن عمد بن محمدن عاصم كتة بي كه مجھ يربات بيچى ب كه حضرت عر الخطاب كان اذاركى غلاما فاعجبه سأل هل جي كسى نوجوان كوديكي اور ده اتفيس اجما معلوم بوتا له حدف قد -فان قيل لا، سقط من تعينه ده ان كما م مان كام ہے الكر به الما كه بن الم محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن الم معلوم بوتا معن محمد بن عاصم قال : بلغنى (ن عمد بن محمدن عاصم كته بي كه محمد بن الم محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن الم محمد بن الم محمد بن الم محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن الم معلوم بوتا ہوت الم محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن الم محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن عاصم تعليم بوتا معن محمد بن عاصم قال : بلغنى (ن عمد بن محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن بي الم محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن الم محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن الم محمد بن الم محمد بن الم محمد بن الم محمد بن محمد بن الم محمد بن محمد بن محمد بن الم محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن الم محمد بن الم محمد بن الم محمد بن محمد بن محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن الم محمد بن الم محمد بن الم محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن بي محمد بن عاصم كته بي كه محمد بن م

حقيقت يه ب كه ب كارى نهايت برى چيز ب وه آدى كى تمام بهترين صلا جبتول كوكها جاتى ب - ب كار آدمى بظا مرديكي بين زنده معلوم موتاب طرحقيقة حده ايك مراموا انسان موتاب - اس ك اندر س وه تمام لطيف احساسات ختم موجات ميں جوسى انسان كوحقيقى معنوں ميں ان ن بناتے ہيں -

بے کاری کی ایک صورت وہ ہے جب کہ ادمی محنت ادر مشقت کی جزوں سے گھر آیا ہے ادر اس سے اندر بیصلاحیت موجود نہیں ہوتی کہ کوئی یے مشقت کا کام اسے ل جائے۔ چنانچہ وہ اپنے پسندیدہ کام کے انتظاریں بے کار بڑا رہتا ہے۔ دور مری صورت یہ ہے کہ ادمی کو در انت میں یا ادر کسی اتفاق سبب سے ایسے ذرائع معاش حاصل ہوجائیں جن کے لئے اس نے کوئی ذاتی کسب نہیں کیا تفا۔ مثلاً بنک میں جمع شدہ رقم۔ یا جا ہدا دجس کی اندنی یا کرا یہ اس کو اپنے آپ ہر ماہ ملہ ارب ۔ اس قسم کی ہر صورت بے کاری کی صورت ہے اور دہ آدمی کے لئے قات ہے، نواہ بقا ہردہ فوش

ہرا دی کوچا ہے کہ وہ اپنے لئے کوئ جائز کام اختیار کرے اور ضبح متنام اپنے آپ کو اس بین شغول رکھے جس کے پاس کام کی شغولیت نہیں اس کے پاس زندگی بھی نہیں ۔ بے کارا دمی کو کھی بھی آپ اعسانی انسان نہیں پاکیں گے ر

## بر ی کامیابی

انگریزی کے ایک شاعرف کہا ہے " جستی صلی دینا میں بڑا آ دمی بننا ہوتا ہے وہ اس دقت کا م میں مصروف رمہتا ہے جس دقت عام لوگ سور ہے ہوتے ہیں " مطلب یہ ہے کہ ایسا آ دمی صرف م وقتوں ہی میں کام نہیں کرتا بلکہ اس دقت بھی کام کرتا ہے جب کہ لوگ اپنے کام سے فارن ہو کر آ را م کررہے ہوتے ہیں ۔ درہ لوگوں سے زیادہ کام کرتا ہے اس لیے وہ لوگوں سے زیادہ ترقی حاصل کرتا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زیادہ کام کرتا ہے اس لیے وہ لوگوں سے زیادہ ترقی حاصل کرتا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زیادہ کام کرتا ہے اس سے دہ لوگ اپنے کام سے فارن ہو کر آ را م کرتا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زیادہ کام کرتا ہے اس سے دوں لوگوں سے زیادہ ترقی حاصل کرتا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زیادہ کر کا میا بی مہیں شہ زیادہ بڑی محنت کا نیچہ ہوتی ہے ۔ کرتا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زیادہ بڑی کا میا بی مہیں نہ زیادہ بڑی محنت کا نیچہ ہوتی ہے ۔ کرتا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زیادہ بڑی کا میا بی مہیں سے اس کے دولوں انعام دیا گیا ۔ ان سے کرتا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زیادہ بڑی کری دریا فتیں کہ ہیں ان ہیں سائن دانوں کا اپنا کوئی کا رنا مذہیں ۔ کسی نے کہا کہ سائن دانوں نے جو بڑی بڑی دریا فتیں کی ہیں ان ہیں سائن دانوں کا اپنا ہوئی کا رنا مذہیں ۔ کرونکہ اکم دریا فتیں محض اتفاق سے حاصل ہوئی ہیں ۔ ڈاکٹر زن نے جو اب دیا : ہاں ، مگر ایں ا تفاق صرف ایک سائن داں کو میش آتا ہے :

سائنسی دریافتیں (مثلا بجلی کی دریافت) اکتراس طرح مونی میں کہ ایک سائنس داں اپنی تجربہ گاہ میں تحقیق کر رہا ہے یتحقیق کر یہ کر کر یہ ایک ایک چیز حمیک اعظی ۔ اب سائنس داں نے اس کی کھون شروع کی ۔ یہاں تک کہ وہ ایک نئی دریافت تک بنچ گیا ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نئی دریافت اگرچہ اچانک موتی ہے۔ مگر یہ اچانک دریافت اس تحصہ میں آتی ہے جو سلسل تحقیق و تلائش میں لکا ہوا ہو ۔ کوئی آدمی بے کار بلیٹھا ہوا ہو تو اس کے ساتھ ایسا نوش قسمت کھ بھی نہیں آئے ہے

۲۵ پیسے سے

شام کا دقت تفا۔ بارہ سال کا بچ اپنے گھریں داخل ہوا ، اس کو محوک لگ رہی تھی۔ وہ اس امید یس تیز تیز چل کر آر ہا تفاکہ گھرینچ کر کھا نا کھا وُں گا اور بیٹ کی آگ بھا دُں گا۔ گر دب اس نے اپنی ماں سے کھا نا مانگا توجز اب ملا " اس دقت گھریں کھانے کے لئے بچھنہیں ہے " بچ کا باپ ایک غریب آ د می تھا۔ وہ محنت کرے معولی کمانی کرتا تھا۔ روز اند کما نا اور روز اند دکان سے سامان لاکر بٹ بھرنا یہ اس کی زندگی تقی تاہم ایسابھی ہوتا کہ کسی دن کوئی کمائی نہ ہوتی اور باپ خالی ہا تھ گھروا بس آ تا۔ یہ ان کے لئے کا فاخ کا دن موتا تھا۔ اس خاندان کی معاشیات کا خلاصہ ایک لفظ میں بہ تھا : «کام من کیا تو روز کی مکام نہیں ما نوروز ک

نہیں ،، وہ جِب ہو کر دبر تک موجیار ہا۔ اس کے بعد بولا "کیاتھار نے پاس ۲۵ پیسے بھی نہیں ہیں " ماں نے بتایا کہ ۲۵ پیسے اس کے پاس موجود ہیں " اچھا تولا کو ۲۵ پیسے مجھے دو" بچہنے کہا۔ اس نے اپنی ماں سے ۲۵ پیسے لئے۔ اس کے بعد ایک بائٹی بیں پانی بجرا۔ دو گلاس لئے۔ ۲۵ پیسے کا برف نے کربائٹی میں ڈالا ادر میدھا سینما ہا کس پیچا۔ یہ گر می کا زمانہ تھا جب کہ ہرا دمی پانی پینے کے لئے بے تاب دہتا ہے ۔ وہاں اس نے اُڈا لگاکہ "ٹھنڈرا پانی " بیچنا ستروع کیا۔ اس کا پانی تیزی سے بلنے لگا۔ کی بوگوں نے بچہ بھی کر ذاک سے دی کہ اور سے ب

اب بچیردزاند ایسابی کرنے لگا۔ دن کو وہ اسکول میں مخت سے پڑھتا ادر شام کو پانی یا اور کوئی جز بچ کر کمانی کرتا۔ اسی طرح دہ دس سال تک کرتا رہا ، ایک طوف دہ گھر کا ضروری کام جلاتا رہا دوسری طرف ابنی تعلیم کو کمل کرتا رہا ۔ آج بیرحال ہے کہ اس لڑے نے تعلیم بودی کرے ملازمت کرلی ہے ۔ اس کو تخواہ سے ساڑ کھ سات سور دیے دہدید ل جاتے ہیں ۔ اسی کے ساتھ "مثام کا کاروبار "بھی وہ برستور جادی رکھے ہوئے ساڑ کھ سات سور دیے دہدید ل جاتے ہیں ۔ اسی کے ساتھ "مثام کا کاروبار "بھی وہ برستور جادی رکھے ہوئے ناڑ کھ سات سور دیے دہدید ل جاتے ہیں ۔ اسی کے ساتھ "مثام کا کاروبار "بھی وہ برستور جادی رکھے ہوئے ناڑ کھ سات سور دیے دہدید ل جاتے ہیں ۔ اس کے ساتھ "مثام کا کاروبار "بھی وہ برستور جادی رکھے ہوئے ساڑ کھ سات سور دیے دہدید ل جاتے ہیں ۔ اسی کے ساتھ "مثام کا کاروبار "بھی وہ برستور جادی رکھے ہوئے ساڑ کھ سات سور دیے دہدید ل جاتے ہیں ۔ اس کے ساتھ "مثام کا کاروبار "بھی وہ برستور جادی رکھے ہوئے ساڑ کھی سات سور دیے دہدید ل جاتے ہیں ۔ اس کے ساتھ "مثام کا کاروبار پر بھی وہ برستور جادی رکھے ہوئے سے اس رکھی ہوئے ہے داندان کے ساتھ اس کی زندگی بڑی عافیت سے گذر رہی جا ۔ اس کی تھن کی کمانی میں اللہ اس رکھی ہوئے ہوئے میں خال ہوٹا اس کی زند گی بڑی عافیت سے گذر رہی جا دی کہ گھی میں اللہ کی دیا تیں کہ دو ہوئے ہیں کہ کی میں اللہ ہے جبو بے دی کہ ای کی تھا ہوٹا مکان اس نے از میں ہے جبو ہو ہوئے ہیں کہ کی تھی اس ب

مشکل حالات ا دمی کے لئے ترفق کا زینہ بن سکتے ہیں ، بشرطیک مشکل حالات آ دمی کو سیت مہت نہ کریں بلکہ اس کے اندر نیاعزم بیدا کرنے کا دریعہ بن جائیں ۔ زندگی میں اصل انہیت نہ بیشہ صحح ا غاز کی ہوتی ہے ۔ اگر ا دمی ا تنے بیچھے سے اپنا سفر شرد ع کرنے پرداختی ہوجائے جہاں سے ہرقدم الحفانا آ گے بڑھنا ہوتو کو ن بھی چنر اس کو کامیابی تک پہنچنے سے دوک نہیں سکتی ۔ " ۲۵ بیسے "سے سفر شروع کیچھ کیوں کہ " ۲۹ پیسے "سے سفر شروع کرنا ہرایک کے لئے مکن ہے - ادر جو سفر " ۲۵ پیسے "سے سنرورع کیو جائے دہ ہمیشہ کا میاب رہتا ہے ۔

ايناحصها داكرنا يرتاب

ایک لطیفہ ہے کہ ایک شخص اس بات کونہیں مانتا تھا کہ خدا دازت ہے اور دیں ادفی کو کھ لاتا ہے۔ اس کے ساتھی اس کو سجعانے مگروہ نہ مانتا ۔ آخر اس نے کہا کہ بیں اس کا تجربہ کروں گا۔ چنانجیسہ ایک روز وہ بائک سوبرے گھرسے نکلا اور چنگل میں جاکر ایک درخت کے اوپر بیٹھ گیا ۔ اس نے کہا: اگر کھلانے والاخدا ہے تو وہ ضرور پیہاں بھی میرا رزق بھیجے گا۔

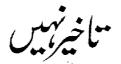
وہ سادا دن پٹر بر بیٹھا رہا مگر خدا کی طرف سے اس کا کھانا نہ آیا ۔ صبح ناست تہ کا وقت گرز را ۔ پھر دو بہر کے کھانے کا دقت گرز گیا۔ اس کے بعد شام آئی اور شام کے کھانے کا وقت بھی گرز رگیا۔ اور اس کا کھانا نہ آیا ۔ اب اس کو یقین ہوگیا کہ یہ بات غلط ہے کہ خدا کھلا نا ہے ۔ اتنے میں اس کو کچھ آ دمی آ نے ہوئے نظر بڑے ۔ وہ مسافر یقضے اور اعفین کسی درخت کی تلاش تھی جس کے پنچے وہ رات گرزار سکیں ۔ انھوں نے إدھر آدھر دیکھنے کے بعد اسی درخت کو دہند کی تلاش تھی جس کے پنچے وہ رات گرزار کا ا

درخت بر بیشت بوت آدمی نے بائل خامرتنی اختیار کر لی کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے ۔ مسافروں نے بڑا و ڈالنے کے بعد لکر بیاں تح کیں ۔ بھر این کھری کھولی ادر چا ول دال نکال کر کھیڑی پکانے لگے دیب کھچ طری تیار ہوگئی تو الفوں نے سو جا کہ اس کو بچھار بھی دے دیں ۔ تیل میں مرجا ڈال کر دیب الفوں نے گرم کیا نواس کا دھواں ادبر اٹھا ادر درخت پر بیٹی میرے آ دمی تک پہنچا ۔ اس کی وجہ سے اس کو جبینک ادر کھانٹی آگئی ۔ کھانٹی کی آداز سن کر مسافروں کو معلوم ہوا کہ درخت کے دو پر بھی کوئی آ دمی میٹھا ہوا ہے۔ انھوں نے اس کو آ دانر دے کر بلایا ادر اس کو درخت سے انار کرا پنے کھانے میں شرکی کر یا اس کی دوجہ سے اس کو جبینک ادر میں تواں کو آ دن دے کر بلایا ادر اس کو درخت سے انار کر اپنے کھانے میں شرکی کر ایا ۔ میں کو آ دن دے کر بلایا ادر اس کو درخت سے انار کر اپنے کھانے میں شرکی کر دیا ہوا ہے۔ میں کو آ دن دے کر بلایا ادر اس کو درخت سے انار کر اپنے کھانے میں شرکی کر دیا ۔ میں کو آ دن دے کر بلایا اور سن کر درخت سے انار کر اپنے کھانے میں شرکی کر دیا ہوا ہے۔ میں کو آ دن دے کر بلایا اور سن کر درخت سے انار کر اپنے کھانے میں شرکی کر دیا ہوا ہے۔ میں کو آ دن دی کر بلایا اور سن کر درخت سے انار کر اپنے کھانے میں شرکی کر دیا ۔ میں کو آ دن دی کر بلایا اور اس کو درخت سے انار کر اپنے کھانے میں شرکی کر دیا ۔ موجل کو تو تو می بات بتائی کہ بات بتائی گر ہے کہ آ دمی جو کچر بانا ہے دوہ فلا اس کو دیکر ہو مولانا ہے ۔ بانا ہو میں میں میں کے در بیٹ بیا کہ میں بی کہ آ دمی جو کچر بانا ہے دوہ فلا اس کو دیتا ہے دو میں کہ سے کہ کر اس

ا پنے کونٹر یک کرے ۔ انسان کی نٹرکت اگرچہ پورے واقعہ کا بے صرجزئی حصہ ہوتی ہے۔ گمردہ مبہ رحال حروری ہے ۔ اس دنیا بیں آ دمی اس کا نبوت دے بغیر کچچر نہیں پا سکنا ۔ سیم دینا نوپانے کا امتحان ہے۔ اسی شرط ہر پانے کا استحقاق ہیدا ہوتا ہے ۔ پھر اپنی طرف سے دینے کی مشرط پوری کے بغیرکوئی شخص خدا کے بہاں پانے والول کی فہرست میں کس طرح شامل ہو سکتا ہے ۔



. +



میڈیک کالج کا پروفیسر زبانی امتحان ہےرہا تھا ۔ اس نے طالب علم سے پوجیما " تم ان میں سے کتنې گولیال اس شخص کو دو کے جس کو دل کا دورہ پڑا ہو ؛ طالب علم نے جواب دیا " جار " ایک منٹ بعد طالب علم فے دوبارہ کہا " برونیسر، کیا میں ایت اجواب بدل سکتا ہوں " برونیسر نے کہا " ہاں صرود ،، اس سے بعد بروفبسر سے اپن گھڑی دیکھتے ہوئے کہا " مگر مجھ افسوسس سے کہ تمہ ادامریض ، اسكند يهل مرجبكا ب -

The Medical-College professor was giving an oral examination. "How many of these pills," he asked, "would you give a man who had a heart attack?" "Four," replied the student. A minute later he piped up. "Professor, can I change my answer?" "You can, by all means," said the professor, looking at his watch. "But, regrettably, your patient has already been dead for 40 seconds."

ایک شخص جس کو دل کا دورہ بڑا ہوا ہو وہ نہایت نازک حالت میں ہو تابیے ۔ اس کو فوری طور بر دواکی بھر بورخوراک دیناانتہائی صروری ہے ۔ اگراس کو نوری طور پر بھر بور د دانہ یا تو اگلے لمحہ کا تقاصاصرف بیہ موکا کہ اس آدمی کو ڈاکٹر سے بچائے گورکن کے حوالہ کیا جاتے ۔ یہی مب ملہ انسانی زندگی کابھی ہے ۔ تعض معاملات اسنے نازک ہوتے ہیں کہ وہ بلا تاخبر درست کارروا بن کا نقا جناکرنے ہیں۔ ایسے معاملات بیں آ دمی کو بی الفور قطعی فیصلہ لینا بڑتا ہے اگر آ دمی فورًا بھر بوبر فیصلہ بذہبے سکے نو وہ یفنین طور بر ناکام رہے گا۔ اگلا کمحہ جو اس بر آئے گا وہ صرف اسس کی حسرت میں اضافہ کرنے <u>کے لیے</u> ہوگا یہ کہ اس کی کا میا بی سے باب کو مکمل کرنے کے بیے۔ زندگی کے سفری مثال ٹرین کے سفر کی ہے ۔ ٹرین ہمینٹہ مفرر وقت بر اسٹیشن برا تی ہے ۔ اور جند منط دک کر دوبارہ آگے کہ بیے روانہ ہو جاتی ہے ۔ ایسی حالت میں صرف وہی شخص ٹرین میں ابنی جگه پاسکت اے جو صروری نب اری سے سابقہ تھیک دقت پر بلیط فارم ہر موجو د ہو۔ ور ند طرین أسے گی اور اس کو بیے بغیر آگے چلی حب الے گی ۔ اس طرح مواقع ہمیت اپنے وفت پر آنے ہیں۔ مگرمواقع کسی کے بیے ترقی کا زینہ بن جاتے ، بن اور سی سے بیے محرومی کا اعسلان 141

ناموافق حالات ترقى كازىبنەن گے

ایک" ملابی" دہلی کی ایک مبحد میں امام تھے ۔ امامت کے علاوہ ان کی ذمہ داری یہ بی تھی کہ وہ روزار قرآن کا درس دیں ۔ ان تمام خدمات کا معاوضہ تھا۔ ماہا نہ ۲۵ روپ نخواہ ، مبحد میں ایک حجرہ اور دو وقت کا کھانا۔ نوجوان ملاجی اس مختصر معاوضہ بی تائع ہونے کے لیے تیار تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ سجد میرے لئے کم از کم ایک ٹھکانا نوبے سیہاں رہ کہ پیں اپنے بچہ کی تعلیم بوری کرالوں گا رہیں نہیں تومیر ابچ ستقبل میں بہتر معاشی زندگی حاص کہ لیے گا ۔

مگر سجد کے لوگوں کاسلوک ان کے ساتھ اچھا نہ تھا۔ ہرنمازی ان کو اپنا ملازم سمجھتا ۔ ذرا ذراسی بات میں ہرادمی ان کے اوپر سرس بٹرنا ادران کو ذلیل کرتا۔ کوئی فرش کے لئے ، کوئی جھال وکے لئے، کوئی لوٹے کے لئے، کونی کسی اور چیز کے لیے ان کو گھٹ تارم تنا ۔ وہ معاشی تنگی بر دانشت کر سکتے تھے ۔ گھر دلت ان کے لئے بردانشت سے باہر بھتی ۔ بالاً خرابھوں نے ایک نیا فیصلہ کیا۔ انھوں نے طے کیا کہ مجھے اپنی زندگی کومستقل طور پڑ سچد سے دابستہ نہیں رکھنا ہے بلکہ اپنے لئے کوئی دوسراکام ہید اکرنا ہے۔ تاہم فوری طور پرسچد تھوٹر نابھی تراخفا۔ کیونکہ سجد کی ا مامت چھوڑنے کے بعد سجد کا حجرہ ان سے بھین جاتا۔ ا درست ہر میں دوسری جگہ حاصل کرنا ان کے لئے ممکن نہ تقار انفوں نے مسجد کی اما مت کرتے ہوئے شہر کے طبعیہ کالج میں داخلہ بے لیا اورخاموش کے ساتھ طب کی تعلیم ماس کرنے لگے سطبی تعلیم تی کمیں میں ان کو پانچ سال لگ گئے ۔ اس دوران میں وہ سجد کے لوگوں کے برسے سلوک کو بہلے سے علی زیادہ نوش اسلوبی نے ساتھ برداست کرتے رہے۔ نے فیصلہ میں کامیاب ہونے کے لئے حتروری تقاله وه صبرکریم - ذلت کی زندگی سے نطخ ہی کی خاطر ذلت کی زندگی کوچند سال ادر برداشت کریں ۔ بالآخرده دقت آیاکه اعفول نے طبی کارکے سے ڈاکٹری کی سندحاصل کرلی۔ اب ایھول نے سجدوالوں کا شکرتی ا داکرتے ہوئے امامت سے استعفا دے دیا اورشہر کے ایک محلہ میں ایک جگہ کمبا یہ برے کرا پنا مطب کھول لیا۔ ان ک زندگی کے تلخ تجربات اور تقبل کی خاطران کی طویں جد وجبد نے ان کو مبت کچھ سکھا دیا تھا ۔ اکھوں نے نہایت محنت ا درموشیاری کے ساتھ اپنا مطب چلایا رصرف بچھ ماہ بعد ان کی آمدنی آئی ہوگئ کد ایک مکان لے کردہ بجوں کے ساتھ بفراغت رہنے لگے۔ ایک سال کے بعد انھیس مقامی طبق کالج میں لکچرر کی جگہ تھی ل گھی ۔ اس طرح ان کی معاشی زندگ یں مزید استحکام بیدا ہوگیا۔ کل کے ملاحی اب ڈاکٹر صاحب بن کر زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کو عزت بھی حاصل سے ادر معانتنی فارغ البانی تقی ۔

زندگی سے ناموافق حالات زندگی کے نئے زینے ہوتے ہیں جن کواستعمال کرے آدمی آگے بڑھ سکتا ہے ۔ بت طببکہ وہ ناموافق حالات سے نفرت اور شکایت کاسبتی نہ ہے۔ بلکہ متنبت ذہن کے تحت اپنے لئے نیاستفنبل بنا نے میں لگ جائے۔

بہترمنصوبہ بیندی سے

Only that the available equipment was intelligently used.

ایڈم ل کونی نے جواصول بتایا وہی اصول فردے لئے بھی ہے اور دہی قوم کے لئے تبھی یکامیا پی کا راز ہمینٹہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کے اندراپنے مقصد کے حصول کانچنہ ادادہ موا وراس کے بعدوہ یہ کرے کہ اس کے پاس جودسال موجود ہیں ان کوبوری احتیا طاور مہوسنیاری کے ساتھ اپنے مقصد کوبروئے کا رلا نے میں لگا دے۔

ناكامي كاسبب

لاس اینجلس میں ہونے والے اولمپک تیم (جولائی۔ اگست ۲۹۸ ۱) میں ہندستان سے صدیلیے والوں کاجو دستہ کیا تقااس میں کل ۱۲ افرا د تھے۔کھیل کے خاتمہ پر یوگ واپس موکر ۱۱ گست ۲۹ ۸ م نتی دہلی پنچ تو ہوائی اڈ ہ پران کا زیا دہ ہرجو ش است تعبال نہیں ہو ااس کی وجہ بیتھی کہ وہ اولمپک میں کوئی میڈل نہ جیبت سے ۔ نہ سونے کا نہ چا ندی کا اور نہ کانسی کا۔ اس ناکامی کاسب کیا تقا، طائس آف انڈیا کی ربو رف ( ۲۰ گست ۲۹۸ ) کے مطابق لوٹے والے کھلاڑ لیوں میں سے ایک نے کہا کہ سائنسی اور منظم تربیت کا نہ ہونا ہندستان کے ناقص کمیں کی بنیا دی وجنتی ۔ ہم نے اینی ستہ رین کونٹ ٹ کی ۔ مگر باتسین کا نہ ہونا ہندستان کے ناقص کمیں کی بنیا دی کانی پہلے سے نشرو عہونی چا ہے نہ کہ صرف تین ماہ و میلے سے ۔ اس کسل ہیں اخبار میں جو با میں سنائے ، ہوتی میں ان ہیں سے ایک بات ہو ہو کا ہو

Lack of scientific and systematic training was the main reason for India's poor showing. We did our best but that, unfortunately, was not good enough. The training of Indian teams should start well before an event and not just three months.

مذکور شخص نے جو بات اولم پک کے کمبل کے ہارہ بیں کہی و ہی زندگی کے ہر وکھیل "کے لئے درست ہے۔ منابلہ کی اس دنیا بیں کا میابی کے لئے لازمی طور پر ضروری ہے کہ آپ میدان بیں اتریں تذ پوری نیا ری کر کے اتریں . اگر آپ کم نرتیا ری کے ساتھ زندگی کے مبدان بیں داخل ہو گئے تو آپ کے لئے ناکامی کے سواکوئی اور چیز مقدر نہیں۔ کہ وہ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ اگر آپ کی تربیت با قاعدہ اور دوسرے یہ کہ وہ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ اگر آپ کی تربیت با قاعدہ اور نظم نہیں تو آپ کے ایشی پر نمایں نہیں نو آپ کو پر نناعر اور خطب بن کہ رہ جائیں گے ۔ اور اگر آپ کی تربیت ذات کے تفاضوں کے مطابق نہیں تو آپ کو موف تمار جن کے بجائی نا نہ ہیں جگہ لے گی ۔ آپ خواہ اور جو کچھ ہوجائیں ۔ گر آپ وقت کے زندہ تفاوں بیں اپنے لئے بگر نہیں بنا ہے۔

جرطكاكام

جارج برنارڈ شاانگریزی زبان کامشہورا دیپ اور فکر ہے۔ اس فَسَیک پیر سے اپنا مفابلہ کرتے ہوئے کہا ہے : He was a much taller man than me, but I stand on his shoulders.

ده محمد سببت زیاده لمباانسان تھا گریں اس کے کندھے پر کھڑا ہوا ہوں ربرنا رڈشا، شبک بید کر مرف کے تقت ریپ ڈرھا نی سوسال بعد ۲۵ ۵ ۸ میں پیدا ہوا۔ شیک بیر (۱۳۱۹ – ۱۳۸۵) نے اپنے زماندیں انگریزی زبان کوجہاں یا یا تھا اس براس نے اپنی کوششوں سے مزیدا صافہ کیا۔ حتی کہ اس کونزتی کے ایک نئے مرحلہ میں پیچا دیا۔ شیک بید کر فرن کر اس اہن قلم بیدیا ہوئے جواس کو مزید آگے بڑھاتے رہے - یہ ان تک کرزبان اس اعلی ترقی یا فتہ مرحلہ تک پیچ کی جہاں سے برنارڈ شاکو موقع طاکہ وہ اپنی قلی چدوجہد کا آغاز کرے میں ان کی کرزبان اس اعلی ترقی یا فتہ مرحلہ تک پیچ کی جہاں برنارڈ شاکو موقع طاکہ وہ اپنی قلی چدوجہد کا آغاز کرے میں نارڈ شاک بینی رووں نے اگر اس کے لئے درکندھا، ذرا ہم ن کی ابوتا تو برنارڈ شاک ہوں اپنی قلی چدوجہد کا آغاز کرے میں نارڈ شاک بینی رووں نے اگر اس کے لئے درکندھا، ذرا ہم ن میں مول ہوں زندگی کے تمام معاملات میں جاری ہے ۔ تیچل لوگ جب ابتدائی منزلیں طرح چیں ہوت یہ بر ملکن ہے کہ دور کر تاک کے کامن تھا کہ دو اولی ترقی کے اس ملیند مقام پر سینچ چہل وہ اپنی کوشندوں سے دین اور قبل نے مکن ہے کہ دور کو تھی کہ من دوں بر اپناسفر جاری کریں ۔ اگر چھلے لوگ جب ابتدائی منزلیں طرح چی ہوں، اسی دفت یہ ملکن ہے کہ دور کو آگے کی منز دوں بر اپناسفر جاری کریں ۔ اگر چھلے لوگوں نے اپنے حصہ کا کام مذکیا ہوتو آگا تے ہور نے ہوں ، تہ کہ دہاں سے جہاں آپ سفر میں کی رہ کی کا کیو نکہ سفر ہیں ہے جو کار سے تریں میں ہوت اس ملک ن ہور نے ہوں ، تہ کہ دہاں سے جہاں آپ ہو جارت کے کر میں ہے ہے میں میں ایک نے پنے حصہ کا کام مذکیا ہوتو آگا نے ہور نے ہوں ، تہ کہ دہاں سے جہاں آپ ہو تی تھیں گی ۔ محمد مکان کے نیچے کی دیواریں ای ہی تیں ہوں اس مکان

الثا ابسرام



«الثااہرام» اخبار کے صفحات ہیں بن سکتا ہے مگر وہ زمین پر نہیں بن سکتا ۔ اسی طرح ملّت کے سنّفیں کا قلعہ ہی التی سمت سے صرف الفاظ کی دنیا ہیں کھڑا کیا جا سکتا ہے وہ حقیقت کی دنیا ہیں وجو دمین ہیں آسکتا۔ اگر آپ کو تعمیر طنت کی لفظی مہم جلانا ہے تو وہ ایک «عہد آفرین» اعلان یا ایک «تاریخ ساز» اجلاس کے ذریعہ سر آخری منزل سے بھی شروع ہو سکتی ہے۔ مگر کوئی واقعی تعمیر اس کے بغیر ممکن نہیں کہ ابتدائی مقام سے اسینے کام کا آغاز کیا جائے۔

الفاظ بولنے والا اپنے پہلے ہی جملہ میں آخری منزل پر چھپلانگ لگاکر بر کہ ہمکتا ہے دہشہر کی بیس منزل عمارت تیا رموڈی' "لفظ بولنے والے کے لئے موقع ہے کہ وہ اپنے ''عل'' کو آخری مرحلہ سے شروع کرے یگر بوشخص ایک حقیقی واقعہ کو ظہور میں لانا چا مہتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے عمل کو ابتدائر سے ننر وع کرے ، وہ آخری منزل کے اپنے سفر کا آغاز نہیں کر سکتا ۔ ہو ہوا

أغازينيج سے ایک شخص حبس کی دار هی بیں سفیدی آ جکی تھی ، دکر وٹنگ آ فس میں داخل ہوا " مجھ سیا ہی کی حیثیت سے بھرتی کر سیچئے "اس نے کہا۔ « مگر تھاری عمر کیا ہے ، سرجنٹ نے پو چھا ۔ « با ستحدسال » "تماچى طرح جانت بوكد باسطى سال كى عمر سيامى بنف ك الم بېت زياد ٥ - ٢٠ « سپاہی کے لئے یہ عمرزیادہ بوسکتی ہے » آدمی نے کہا « گر کیا آ ب کو سی جزل کی ضرورت نہیں ابک انگریزی رساله دمن ۲ ۱۹۸) بی ندکوره داقعه چیپایه اوراس کاعنوان طنزیه طور میدان لفظول بی قائم کیا گیا ہے ---- اور سے آغاز:

Starting at the top

ایک شخص جنرل کے عہدہ سے اپنی فوجی زندگی شروع کرنا چاہے تو وہ صبحی ایسا نہیں کر سکتا۔ یہی معاملہ عام زندگی کا ہے ۔ یہاں کسی کے لئے چھلانگ ممکن نہیں رجس طرح درخت کا آغاز زنتے سے ہوتا ہے اسی طرح زندگی کی تعمیر سے کا آغازیقی ابتدائی نقطہ سے ہوتا ہے ۔ آخری نقطہ سے آپ اپنی زندگی کا آغاز نہیں کر سکتے ۔

تجارت روبید لگانے سے شروع ہوتی ہے ندکد نفع کمانے سے ۔ ڈراکٹری تعلیم محنت سے سروع ہوتی ہے ندکہ بازار میں شان دار بورڈ دلگانے سے ۔ مکان کی تعمیر بنیا دسے شروع ہوتی ہے ندکہ چیت ڈالنے سے ۔ کھانے کا آغاز فصل بونے سے ہوتا ہے ندکہ دستر دوان لگانے سے ۔ کارخانہ کا آغاز مشیر کی فراہمی سے ہوتا ہے ندکہ تیار مال بیخیاسے وغیرہ

اسی طرح اجتماعی معاملات بیس آغازیباں سے موتا ہے کدا فرا دے اندرمقصد کا شعور ابھا را جائے ۔ ان کونختی اور دیانت دارینایا جائے ، ان کے اندر برداشت ادر اتحا دکی صلاحیت پیدا کی جائے ۔ قوم کے افراد میں ، قابل لحاظ حدتک ، ان صلاحیتوں کو پیدا کرنے سے پہلے اگر علی اقدام شروع کردیا جائے تو دہ صرف ناکامی پرختم ہوگا ۔ اس قسم کی قومی تعییر کی مثال بائل ایسی ہوگی جیسے دیوارینا۔ سے پہلے چھت کھڑی کرنے کی کوشش ۔ ایسی چھت ہمیشہ اٹھانے دائے کے سرپر کرتی ہے ۔ اسی طسر را افراد کی تعمیر سے پہلے قومی اقدام صرف ناکامی اور بریا دی اور بریادی پرختم ہوتا ہو کہ اسی ہوگا ہے ۔ اسی طرح کا تعویر کا حک ان کی معالی ہوتا ہے ۔ دی تعمیر کی مشال بائل ایسی ہوگا ہے دیں اس میں میں کہ میں ہو گر ہے ۔ اسی طرح کی میں میں میں

برهمي جھلانگ کب

امریکی خلاباز ارمسرانگ (Neil Armstrong) نے جولائ ۱۹۶۹ میں پہلی بارچاند بر قدم رکھا تھا۔ جب وہ اپنی خلاقی منٹین کے ساتھ چاند پر اترا تو امریکہ کے مشن کنٹرول کو اس کے یہ الفاظ موصول ہوت: یہ ایک ادمی کے لئے ایک چھوٹا قدم ہے مگرانسانیت کے لئے وہ ایک عظیم تحیلانگ ہے :

That's one small step for a man, one gaint leap for mankind.

ارمسٹرانگ اور اس کے دوسائقی امریکہ کے ۳۰ بہترین خلامازوں میں سے جنے گئے تھے۔ ان کے اندر وہ خصوصیات امتیازی درجرمیں موجود تقبیں جواس مشکل تاریخی مہم کے لئے درکارتقیں ۔۔۔ برواز ملی غیر معمولی مہارت ، ذبانت اور قوت ، معلومات کو اخذ کر نے کی صلاحیت ، برف کی طرح تھنڈا ہونے کے با وجود چیلنج کو بےخطر قبول کرنا۔ کھران کو شدید قسم سے تربیتی کورس سے گزر نابرا، مثلاً وہ دیر دیر تک گہرے یانی بی رہے تاکہ بے دزنی مالت کے عادی بن سکیں - انہوں نے بے شمار قسم کے مکن مبتگامی حسب الاست (Emergencies) کا تجربہ کیا ۔ انہوں نے فلکیات ، خلابازی ، راکٹ کی پر واز کے کورسس برم صفى - انہوں نے خلائ کم پیوٹرا ورچاند کی طبیعیات کا مطالعہ کیا -ان کا ۱۰۰ س کا ابالو ال ایک عظیم دلو معلوم ہوتا تھا۔ دہ ۳۶ منزلہ عمارت کے برابر اونجا تقا-اس کے اندر آنٹر ملین برزے کتھے اور او انجن نصب تھے۔ سَب سے اوپر وہ چھونی سی مشین (Columbia) تھی جس کے اندر خلابازوں کو پیچھر کر اپنا سفر طے کرنا تھا ۔ خلائی منیین نے اوپر بند ہوکر ڈھائی گھنٹرزین کا چرلسگایا۔ اس کے بعد اُس کی رفتار ۳۰ ۳ میل فی منت ہوگئی ۔ … ۳ نمیل کی بلندی بہتنج کر کو لمبیا الگ ہوگئی ۔ اس مشین کا نیچے اوبر تک تمام حصر برزوں سے بھرا ہوا تھا۔ خلابازوں کے بیٹھنے کے لیے مشکل سے آتنی جگہ تھی جنتن ایک سیسی میں ہوتی ہے - بالا خرخلا باز چاند براترے - و ماں سے م یونڈ مٹی لی ۔ انہوں تے چاند کی سطح بربای پخ لاکھ بونڈ کے آلات چھوڑے ۔ جاند کی سطح برانہوں نے دور ری چزوں سے ساتھ اپنے قدموں کا نشان بھی چھوڑا جو دہاں تھریۂا نصف ملین سال تک باقی رہے گا۔ اتنی زیادہ تیاریوں کے بعدوہ چوٹاقدم انھایا جاسکا جس کانیتجہ ایک بڑی چھلانگ ہو۔ IMA

ابتدائي تياري

طمطائل انڈسٹری میں ایک اصطلاح استعال کی جاتی ہے جس کونیٹی عل (Pretreatment) کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ابتدائی کپڑے کو ضروری کارر دائیوں سے اس قابل ہین انا کہ وہ الگیے مرحلہ کے علی کو قبول کریکے ۔

کیپ کو اگر رنگزاہے توضر وری ہے کہ پہلے اس کی صفائی کی جائے۔ اس کو اس قابل بنا یا جائے کہ دہ رنگ کو پوری طرح پچڑ سے۔ اگر وہ نجو بی طور پر صاف نہ ہویا رنگ کو جذب کرنے کی صلاحیت اس کے اندر پیدا نہ کی گئی ہوتو رنگ اس پر اچھی طرح نظا ہر نہیں ہو سخنا۔ اندا نہ ہ کیا گیا ہے کہ رنگے ہوئے بپڑوں کے ۶۰ فی صد نقائص صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ ان پر مین گی شعبک طور پر نہیں کیا گیا تھا۔

بیشی تیاری کایہ اصول انسانی معاطات کے لئے بھی اتنا ہی اہم ہے جننا کہ کیڑ سے کے معاطمہ کے لئے۔ اگر ہم اپنے اقدام کا حیجانیتجہ دیکھنا چاہتے ہیں توخہ وری ہے کہ اقدام سے پہلے متعلقہ تیب ایاں بھی حزور محک کرلیں ۔ ابت انی حدودی تیا ریوں کے بغیر جوانت دام کیا جائے گا اس کا انجام اس کیٹرے کا سا ہو گا جو پری ٹریٹمنٹ کے بغیرز تگائی کے مرحلہ میں داخل کر دیاجائے، بلکہ بشاید اس سے بھی زیادہ برا.

اگر آب اعلی صحافت وجود میں لانا چاہتے ہیں توضروری ہے کہ آپ کے پاس انٹرسٹری ہو ۔ کیونکہ انٹرسٹری ہی اخبارات کو نحوراک فراہم کرتی ہے۔جس قوم کے پاس انٹرسٹری نہیں، اس کے پاس صحافت ہمی نہیں ۔

اگر آپ الکشن کے موقع پر اپنے ووٹوں کی طاقت استعال کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے آپ سے اندر اتحاد پیدا ہو چکا ہو - اگر آپ کی صفوں میں اتحا د نہیں ہے تو آپ کے وو طننتشر ہوجائیں سے وہ کوئی سیاسی طاقت نہ بن سحیں گے۔

اکر آپ کوئی اجتماعی اقدام کرنا چاہتے ہیں توضروری ہے کہ آپ کے اندر اجتماعی قیادت مو، یعنی ایک الیاسردارس کی بات سب لوگ مانتے ہوں۔ اجتماعی قیادت پیدا کے بغیر اجتماعی است دام کرنا صرف ناکامی کے گرطبھے ہیں حجلانگ لگانا ہے۔ ۱۳۹

ملّت کا درخت اگانے کے لئے

سابق صدرام مکیرجان الیف کنیڈی نے ایک بارلاد ٹے (Lyautay) کا توالدیتے ہوئے اس کا اپنا ایک قصنقل کیا تھا ۔اس کے الفاظ پر تھے :

(1) once asked (my) gradener to plant a tree. The gardener, objected that the tree was slow growing and would not reach the maturity for a hundred years. (1) replied: "In case there is no time to loose, plant in the afternoon ......."

Chartered Accountant (Supplement) New Delhi, June 1979

یں نے ایک بار اپنے باغبان سے ایک درخت کا بودا لگانے کے لیے کہا۔ باغبان نے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ یہ درخت بہت دھیرے دھیرے بڑھنا ہے اور اس کو بورا درخت بننے بیں ایک سوسال لگ جائیں گے۔ میں نے جواب دیا : ایسی حالت میں تو سم کو مالکل دفت صالح نہیں کرنا جاہتے ۔ تم آج ہی دوب ہو داس کا بودا لگا دو۔ ملت کی تعمیر رو تر ٹی ایک طویل المدت منصوبہ سے ۔ فردا دراحتمان کی سطح پر بے شمار اسباب

قرائم کرنے مے بعد دہ وقت کا ہے جب کہ ملت اپنی پوری شان کے ساتھ زندہ ہوا در دہ ایک طاقتور قوم کی جبشیت سے زمین براین جگہ حاصل کرے رمگر جب اس نسم کا منصوبہ بیش کیا جاتا ہے تو کہنے دالے فوراً کہ دیتے ہیں: یہ تو بڑا لمبا منصوبہ ہے ۔ اس کو پور امہونے میں سوسال لگ جائیں گے ۔ ایسے لوگوں کو ہما را جواب صرف ایک ہے: جب ایسا ہے تو ہیں ایک لمحہ کے لئے بھی اپنا وقت کھونانہ ہیں چاہئے۔ ہم کو جا ہے کہ ہم آن ہی کہ پی فرصرت میں اپنا " درخت " نصب کر دیں ۔

ایک طافتور درخت ہمیشہ "سوسال" "پی سی نیار ہوتا ہے ۔ اس لئے بختی طاقتور درخت کامالک بناچا ہتا ہوا س کے لیے سوسالہ باغبانی کے سواکوئی چارہ نہیں ۔ اگر وہ ایساکرنے کے بجائے سٹرکوں بزکل کر " درخت ستبیگر ہ " شروع کر دے۔ یاکسی میدان میں جمع ہوکر" باغ ملت زندہ با د" کے نعرے لگانے لگے تو یہ ایک احقاد حرکت ہوگی جس سے ندکونی درخت اے گا اور نہ وہ باغ والا بنے گا۔ اس کا واحد انجام عرف یہ ہے کہ دہ اس وقت کو مزید صارت کر دے۔ یاکسی میدان میں جمع ہوکر" باغ ملت زندہ با د" کے نعرے لگانے لگے تو یہ ایک احقاد حرکت ہوگی جس سے ندکونی درخت اے گا اور نہ وہ باغ والا بنے گا۔ اس کا واحد انجام عرف یہ ہے کہ دہ اس وقت کو مزید صارت کر دے۔ ہوکہ چیوڑ نے لگیں نواس سے آپ شہر میں ایک مکان کے مالک نہیں بن جامیں گا۔ سی طرح ملت کا نام لے کر کچھ لوگ سیا سی ستعبرہ بازی کرنے لگیں تو اس قسم کے شعبر دول سے ایسانہ میں ہو سکت کہ زمین پر بلت کا نام لے کر کچھ لوگ سیا سی ستعبرہ بازی کرنے لگیں تو اس قسم کے شعبر دول سے ایسانہ میں ہو سکت کہ زمین پر بلت کا نام مے کر کچھ لوگ سیا سی ستعبرہ بازی کرنے لگیں تو اس قسم کے شعبر دول سے ایسانہ میں ہو سکت کہ زمین پر سال کا فلعہ کھڑا ہو جائے ۔ اسحاد کی دینا ہم صرت تک مالک نہ ہیں بن جامیں ۔

سيبرهي نهكه لفط

«مع جود و منزل تک میں سیر هی سے بہنجا ہوں مذکد لفظ سے " ایک ٹیلر ماسٹر نے کہا " ایک اچھا کو ط تیاد کو ناکون آسان کام نہیں ہے ۔ کوٹ تیار کرنے کابوراعل اتنا ہیچیدہ ہے کہ کوئی شخص کافی معلومات اور تجربہ ے بغیراس کو نجو بی طور پر انجام نہیں دے سکتا ۔ میں نے اس راہ میں ایک عمرصرف کی ہے ۔ اس سے بعدی نیکن ہوسکا ہے کہ میں سنسہر میں سلان کی ایک دکان کامیدا بی سے ساتھ چلا سکوں ر"

شیلر ماسٹر نے اپنی کہانی تیاتے ہوئے کہا کہ ادلاً میں نے ایک شیلر ماسٹر کی شاگر دی کی ۔ اس کے بیپ اں پانچ سال یک کوٹ کی سلائی اور ٹرٹی کا کام سیکھتا رہا ۔ پانچ سال کی مسلس محنت کے بعد میں اس قابل ہو گیا کہ میں ایک عام کوٹ می سکتا تھا ۔ مگر جب میں نے این دکان تھول کر کا م شروع کیا تو معلوم ہوا کہ ایمی بہت سے مساق ہیں جن کوص کرنایاتی ہے ۔ ہزاد دی کاجمانی ڈھا پنج الگ الگ ہوتا ہے اور کسی کوٹ کو پہنچ والے تفض کے اپنے ڈھا بنجہ کے مطابق ہونا چاہئے ۔ چنانچہ جوکوٹ میں نیا رکرتا اکثر اس میں شکلیت ہوجاتی ۔ کیوں کہ اس میں کا کم اپنے ڈھا بنجہ کہ مطابق ہونا چاہئے ۔ چنانچہ جوکوٹ میں نیا رکرتا اکثر اس میں شکلیت ہوجاتی ۔ کیوں کہ اس میں کا کم ک کی بناوٹ (انا ٹوی) کے اچھا مطالعہ کے جنوبی نا محکن ہے کہ میں ایک تیز ہوجاتی ۔ کیوں کہ اس میں کا کم کے معلومات حاصل میں ۔ اس مطالعہ سے محکومات و جانا اور کوٹ میچ مذاکا۔ اس تجربہ کے بعد میں اس نیتے ہو ہوجاتی ایک تھر کی بناوٹ (انا ٹوی) کے اچھا مطالعہ کے معربی نا ممکن ہے کہ میں ایک معیاری کوٹ تیا رکر سوں ۔ میں پوری معلومات حاصل میں ۔ اس مطالعہ میں محکوم خور بیا نے سال لگ گئے ۔ اس طرح دس سال کی تھن کہ رہا کہ میں ور معلومات حاصل میں ۔ اس مطالعہ میں محکوم خور بیا نے سال لگ گئے ۔ اس طرح دس سال کی تھن کے بعد یہ میں نیک میں ایک میں کر معلومات حاصل میں ۔ اس مطالعہ میں محکوم خور بیا نے سال لگ گئے ۔ اس طرح دس سال کی تھن کے بی دیمکن میں میں ہوری معلومات حاصل میں ۔ اس مطالعہ میں محکوم خور بیا بی کی ایک گئے ۔ اس طرح دس سال کی تھن کے بعد یہ میں تیں کر ملوں ۔ میں میں نے ہو ۔ ہر کی اخل سے ای خور دن کو طرح میں کا کوٹ بھی میں اس طرح تیا دکر سکتی ہوں کہ ہوں کو کی نے میں ہوں کوں کا بھی ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ میں میں میں میں ہوں کوں کوں کی میں میں میں ہوں کوئی کی میں کوں کہ ہو ہوں کہ ہو ہو ہو ہوں کوئی نے کی میں ہوں کوئی ہوں کہ ہوں کہ ہوں کو کہ ہوں کہ ہو ہوں کوئی ہوں ہوں کوئی ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہو ہوں کہ ہوں کوئی ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں ہوں ہوں ہوں کہ ہوں کر ہو ہوں ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں کہ ہوں ہوں کہ ہوں ک

شیلر ماسطر نے اپنے فن کے بارے میں اس طرح کی اور تھی کئی باتیں بتائیں ادر مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے بیں "تعبیر طبت " کے موصلو تاہم ایک تجربہ کار آ دمی کالکچرس رہا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے بو معاشی اور سماجی مسال ہیں ان میں وہی طریقہ کا رآ مدیے جی سے مذکور ہ ٹیلر ماسٹر نے کامیا بی حاصل کی ۔ یعنی لفٹ کے بجائے سیٹر حلی سے جڑھنا۔ زندگ میں کوئی جھلانگ نہیں ۔ یہاں ایساکوئی بٹن نہیں ہے کہ آب اس کو دبائیں اور اچانک ایک لفٹ متحرک ہو کر آپ کو اوپر سپنچا دے ۔ یہاں تو زینہ بزینہ ہی سفر طے کیا جا سکتا ہے۔ آپ اس کو دبائیں ، نے ذریعہ اپنی زندگی کو کامباب بنا کرایک لفٹ خرید سکتے ہیں مگر " لفٹ ، کے ذریعہ اپنی زندگی کو کا میاب نہیں نا سکتے۔

م<sup>ی</sup>نگی میں وسعت

ایک آدمی نے شہر میں عینک کی دکان کھونی۔ عینک بیچنے والوں کواپنے گاہکوں کی سہولت کے لئے آنکھ کے شسٹ کا انتظام بھی کرنا ہونا ہے۔ تاکہ آ دمی ایک ہی جگہ اپنی آ تکھوں کی جانج کرائے اور وہیں سے عینک بھی اے بے مگراس آ دمی کی دکان نشسٹ کی صرورت سے لئے چھوٹی تفی ۔ آ نکھ کے نشرٹ میں دور کی نگاہ جانچنے کے لئے اصولاً ۱۸ فٹ کے فاصلہ سے پڑھوایا جاتا ہے، جب کہ اس دکان میں صرف اس کے نصف کے بقد رگنجا کس تفی ۔ یعنی گاہک کو پٹھانے کی جگہ سے لئے دیوار تک کا فاصلہ شنک ہو فٹ بنتا نفا۔

د نوف کوشیشید لگاگرا تھارہ فٹ کریں گے " دکان دارنے اپنے دوست کے سوال کے تواب میں کہا۔ دوست نے اس سے پوچھا تھا کہ تم آئی تھوٹی دکان میں آنکھوں کے نسٹ کا انتظام کیسے کروگے۔ دکان دارنے بتا با کہ بڑھانے والے حروف کا چارٹ جس دیو ار پرٹ کا ہو، اس کے بائل سامنے دوسری دیو ار براگرا کیند لگا دیا جائے اور نسٹ کرانے والے کو اصل چارٹ کے بجائے آئیںنہ کے عکس بیں بڑھوایا جائز قریر صفے والے تخص اور پڑھی جانے دالی چزرے درمیان کافا صلہ نود بخود دگنا ہوجاتا ہے۔ آدمی کی نگاہ پہلے ۹ فٹ کافاصلہ طے کر کے آئیںنہ کو دیکھیتی ہے۔ بھر آئینہ کی مدد سے اس کی نگاہ مزید 9 فٹ کافاصلہ طے کر کے انگر ایک ان میں کہ دیکھیتی ہے۔ بھر آئینہ کی مدد سے اس کی نگاہ مزید 9 فٹ کافاصلہ طے کر کے چارٹ تک پنچ پتی ہے۔ اس طرح کل اٹھا لڑ فٹ ہوجاتے ہیں۔ دکان دارنے ایسا ہی کیا۔ چھوٹی دکان کے با وجو داس کے بیاں آئکھوں کے نشیٹ کا دیس ہو انتظام ہوگیا جیس بڑی دکانوں میں ہوتا ہے۔

آتي عقل جانورکوهي ہوتي ہے

قرآن بن ادم مے دوبیوں کاایک دانعہ بیان ہوا ہے۔ ایک بھائی فخصد میں آکردوسرے بھائی کوشل کردیا ۔ یہ کسی انسان ے قبل کا پیرادا قعہ تھا۔ قاتل کی تجھ میں نہ آیا کہ اپنے بھانی کی لامیں کو کیا کہ ہے۔ اس دقت اللہ نے ایک کو انھیجا۔ اس نے مرب ہوئے کو کو اس کے سامنے " دفن " کبا۔ اس نے اپنی چونچ اور پنچے سے زمین کھو دی ادرمردہ کو یے كواس ك اندر ركه كراوير ي من دال دى - يد ديد كرفاتل بولا : افسوس م محريد بي اس كو بسايم من ہوسکاکہ اپنے بھانی کی لامین کو زمین میں بھیانے کی ند بیرکرتا ( ماہکہ ) نیس انسانی کے ابتدائی زمانہ کا طاقعہ ہے ۔ اس دقت سے اب تک برابرخدا یہ کرر با ہے کہ وہ جبوانات میں سی حیوان کو "بجیج کر" ہم کو ہماری زندگی کے بارہ بیں سبق دیتیاہے رمگرانسان شکل ہی سے ایساکرتاہے کہ وہ اس قسم کے واقعات سے اپنے لیے سبق لے۔ یہ اں ایک برندے کا واقعہ قل کیا جاتا ہے تعبی میں ہمارے آج کے لیے سہت بڑا سبق ہے ۔ ابابن نے جوت کی لکردی میں گھوسلا بنایا ۔ کھوسلامٹ کا تھا۔ نرا درمادہ دونوں تھوٹری تھوٹری میں ٹی اپن جویخ میں لائیں اور اس سے گھونسلے کی تعمیر کرنیں ۔ لگا تار محنت کے بعد جند دن میں گھونسلا تیار ہو گیا۔ اب ابا ہیں نے اس کے اندرانڈا دے دبا۔ ایک روز آبابیل کا جوڑا گھونسلے بر بنجھا ہوا تھا ، چارا نڈے اور دوابا بیلو کابوچه کھونسلے کے لئے نافابل بردا سنت ثابت ہوا اور وہ مکر سی جبوٹ کرینچے کر ٹرا۔ انڈے ٹوٹ کربر با دہو گئے۔ اس کے بعد دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دونوں ابا بیلیں بوری بچھت ہی چار وں طرف اڑر ہی ہیں ۔ وہ چھٹ کی ککڑیوں بیں اپنے الگے گھونسیلے کے لیے زیادہ محفوظ جگہ تلاش کررٹی تقیں ۔ بالاً خراسخوں نے اپنے لیے ایک ایسی جگہ پالی جو غربوار ببونے کی وجہ سے گھویسلے کوزیا دہ سبنھال کتی تقی ۔ بيلى بار ابابيون في خالى منى كالكودسلابنايا تفاراب ددمرى باراتفون في جومتى لانى شردع كى اس بي كماس مى ہوئی منی ۔ پہلے نجربہ کے بعد احفوں نے صاف گارے کو ناکا ٹی پایا تو احفوں نے کھا س طے بکوے گارے سے کھونسلا بنا نانٹر دیم کیا رکو یا پیلے اگر خالی مٹی تھی تواب آ بن بستہ (Reinforced) مٹی گھو دستے کے لئے منتخب کی گھی ۔ نيتحة ظاہر ب- دور الحون الذياد معنبوط اور جما ہوا نتھا ۔ وہ اپن جگہ پر قائم ہوگيا اور اس ميں جوانڈ ، ديخ کے وہ محفوظ رہے پہاک تک کہ ان میں بچنک آئے رہے اپنی مال کے ساتھ اڑ کرفضامیں غائب ہو گئے ۔ یہ وافسہ نورست بداحد مل صاحب (ببدائش ٢٧م ١٩) کے ابنے مکان کا ہے جوتھندمنڈی درا جوری) کے رہنے دانے ہی ۔ انفوں نے 19ستمبر 4 ، 4 اکوابنا مذکورہ کمرہ دکھایا ادر مجھ سے پردا تعہ بیان کیا۔۔۔۔ جانور کی کوشش اگر ہیں بارناكام بوجائ توددسرى كوششش سے بيلے وہ يبعلوم كرياہے كماس كے كل بي كون سى كمى تقى حس نے اس كے تعدید كوناكام بناديارا وريجيز ياده كامن مصوبه كخت دوميري تعمير كرياب رمكر مارا "آشيام "كرتار بناب اورمجهي ہم کوا حساس نہیں ہوتا کہ آپنی کمی کو معلوم کرکے زیا دہ شکم تم ہر کا منصوبہ بنائیں

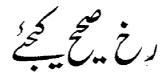
فردك سطير

ایک شخص بائیسکل پر سفر کرر با تقا۔ اچانک اس کا بریک جام ہو گیا۔ وہ اتر کر سائیکل سازے پاس گیا۔ مسا فر کا خیال تقا کہ جس معت ام پر اس کا بر یک جام ہوا ہے ، سائیکل ساز اسی مقام پر ہات لگا کر اس کو درست کہ کا۔ مگر سائیکل ساز بے ہمقور ٹی لی اور بالکل دوسرے مقام پر بحظونکنا سنروع کر دیا۔ مسافر ابھی اپنی جبرت کا اظہار تھی نہیں کریا یا تقا کہ مستری ہے کہا " بس تھیک ہے ، سے جلینے " الکلے لمحہ سائیکل اپنے مسافر کو لیے ہوئے دوبارہ سے ٹرک پر دوٹر ہی تھی ۔

یہی معاملہ انسانی زندگی کا بھی ہے۔ اکثر ایسا ہو تاہے کہ آدمی ظاہری اک باب کو دیکھ کر سمجھ لیتا ہے کہ خرابی یہاں ہے۔ وہ اسی مقام پر تطونک پریٹ نشروع کردیتا ہے۔ مگرخرابی دور نہنیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خرابی کی اصل جرط کہیں اور ہوتی ہے اور جب تک اصل جرط کی اصلاح نہ کی جلئے۔ خرابی کی اصب لاح نہیں ہو سکتی ۔

منلاً قوم کے اندر انحاد نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ظلم ہورہاہے۔ لوگ آبس سے اختلاف میں عزوں سے مل جاتے ہیں۔ ان کی کوئی اجتماعی آ واز نہیں ہے ، وعزہ - ان مظاہر کو دیکھ کر ایک شخص کے اندر کمچ کر بے کا جذبہ الطقا ہے اوروہ فور اجتماع آ ور کنونشن کی اصطلاحات میں سوچھے لگتا ہے۔ اس کو کام بہ نظر آتا ہے کہ قوم سے افراد کو جمع کر کے پُرجو من تقریریں کی حب نیں۔ دزولبوشن پاس کیے جانیں ۔ وعیزہ -

مگريد مسئله کاحل نہيں ۔ يد گويا علامتوں پر محنت کرناہے ۔ حالاں کہ اصلی حل يہ ہے کہ سبب پر محنت کی جائے ۔ زندگی ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مسئلہ بظا ہر کہیں اور پیدا ہوتا ہے اور اس کے حل کاراذ کہیں اور ہوتا ہے ۔ مثلاً قوم کے اندر اگر اتحا د نہیں ہے تو اس کا سبب است را دکی بر انحادی ہوگی ۔ ایسی حالت میں آپ " اتحاد کا نفرنس "کرے لوگوں کے اندر اتحاد بیدا نہیں کر سکتے ۔ پہلے فرد کی سطح پر اتحاد بی ہے ۔ اس سے بعد قوم کی سطح پر اپنے آپ انحاد بیدا نہیں ہوجائے گا۔ اس دنیا کا قانون یہ ہے کہ پہل " پر محنت کہ نے والے کو کہ انہیں ملتا۔ یہاں پھل مرف دہ شخص پاتا ہے جس نے " نیچ " پر محنت کرنے کا نبوت دیا ہو ۔



ایک مغربی مفکر نے کہاہے ---- کا میابی کے راستہ کی اکثر رکا دلوں کوتم نے دور کر لیا ہے اگرة في يرجان ليا ب كد محص تركت ادر صحى رف ير تركت يس كيا فرق ب،

You've removed most of the roadblocks to success when you've learnt the difference between motion and direction.

ہرسرگر می بطا ہر سرگر می معلوم ہوتی ہے۔ آب اپنی کاڑی مطلوبہ منزل کی سمت میں چلارہے ہوں یا منزل کے بالکل الٹی سمت میں اپنی گاڑی دوڑا رہے ہوں ، دونوں حالتوں میں دیکھنے والوں کو گاڑی کیساں طور پر حرکت کرتی ہوئی نظرآ نے گی۔ گردونوں میں اتنا زیا دہ فرق سہے کہ ایک حرکت آپ کو ہران منزل سے قریب کرری ہوگی اور دوسری حرکت ہران منزل سے دور۔

انفرادی زندگی کامعا ملہ ہویا اجماعی زندگی کا ، پمیینٹہ بہضرورت ہوتی ہے کہ حالات اور دسائل کا جائزہ لے کراس کے مطابق صبحے دخ پر سفر تنردع کیا جائے ۔ ایساسفر دیریا سویر منزل پر پینج کرد مہتلہے ۔ اس کے برعکس اگرا مل شپ طریقہ پر ایک دوڑ جاری کردی جائے توابسی دوڑ صرف نقصان اور بر با دی پرخست م ہوگی ۔

اکترلوگ ایساکرت میں کہ سوچ سمجھ بغیرایک کام شروع کر دیتے ہیں یا دقتی جذبات کے اتر سے کوئی کارروائی کرنے ملتے ہیں اور اس کے بعد جب اس کاکوئی نیچہ نہیں نکلیا تو دوسروں کی شکایت کرتے ہیں کہ ان کے صند اور تحصیب کی دجہ سے ایسا ہوا - حالاں کہ اگر وہ گہرائی کے ساتھ سوجیں تو اس کی وجہ صرف یہتی کہ انھوں نے کچھ نہ کچھ کرنے کوکرنا سمحھ لیا ۔ حالانکہ کرناصرف وہ ہے جو درست طریقہ ہر اور درست سمت میں کہا جائے نہ کہ درست اور نادرست کا کھانط کے بغیر س یوں ہی ہا تھ چاہا کا شروع کر دیا جائے ۔

اکٹرایسا ہوتا ہے کہ آدمی اینی ناکامی کے لئے دوسروں کو الزام دیتا ہے۔حالاں کہ ددسروں کو اس کے حدید مرد کو اس کے دوسروں کو اس کے حکومت ہوں کو اس کے حکومت ہوں کو اس کے حکومت ہوں کو سے حکومت ہوں کو سے معاون کو میں ہوتا ہے کہ اور اس نے حکومت ہوں کے معاون کے معالی کے معاون کے معام معالی کے معاون کے معالی کے معاون کے معالی کے معاون کے معاون کے معاون کے معام محالی معاون کی معاون کی معاون کے معالی معالی معالی کے معال

براكام كرف والے

دنیا میں ہمینہ دوقتم کے انسان ہوتے ہیں ۔ ایک وہ انسان جس کا حال یہ ہو کہ وہ جو کچ کرے اس کی قیمت مع اصاف کے وصول کرنا چلہے ۔ دوکر را انسان وہ ہے کہ وہ جو کچ کرے اسے بھول جائے ۔ اسے اپنے کیے کا کوئی معاومہ مذیلے نب بھی وہ کوئی شکایت اپنے دل میں ندلائے ۔ اس کی نسکین کا سامان یہ ہو کہ دہ اپنے آپ کو مفصد میں لگائے ہوئے ہے مذیر کہ اس کو اس کے عمل کا فوری معا وصنہ مل دیا ہے ۔ پہلی قسم کے لوگ بھی انسان ہیں اور دوکر ۔ دی قسم کے لوگ بھی انسان ۔ مگر دولوں میں اننا ذیا دہ ہیں جب کہ دول میں انسان ہیں اور دولوں میں کو لئی چیز مشترک ہیں ۔ پہلی قسم کے لوگ عرف بازار چلاتے ہیں ۔ جب کہ دول میں انسان ہیں اور دولوں میں کو لئی چیز مشترک ہیں ۔ پہلی قسم کے لوگ عرف بازار چلاتے ہیں ۔ جب کہ دول میں قدی تک سوا دولوں میں کو لئی چیز مشترک ہیں ۔ پہلی قسم کے لوگ عرف بازار چلاتے ہیں ۔ جب کہ دول میں قسم کے لوگ انسان ہیں اور دول میں کو لئی چیز مشترک ہیں ۔ پہلی قسم کے لوگ عرف بازار چلاتے ہیں ۔ جب کہ دول میں صورت کے سوا دولوں میں کو لئی چیز مشترک ہیں ۔ پہلی قسم کے لوگ عرف بازار چلاتے ہیں ۔ جب کہ دول میں صرورت کے سوا دولوں میں کو لئی چیز مشترک ہیں ۔ پہلی قسم کے لوگ عرف بازار چلاتے ہیں ۔ جب کہ دول میں صرورت کے سوا دولوں میں کو لئی چیز مشترک ہیں ۔ پہلی قسم کے لوگ عرف بازار چلاتے ہیں ۔ جب کہ دول میں صرورت نہ ہوتی ہے کہ ہت سے لوگ مل کر کام کم ہیں ۔ جب اس طرح لوگ ملتے ہیں تو کسی کو کم ملت ہے اور کسی کو زیا دہ ۔ کوئی کر ہڈ بیا تا ہے اور کو لئی کر کام کم ہیں ۔ جب اس طرح لوگ ملتے ہیں تو کسی ہوتا ہے اور کسی کو ذیا دہ ۔ کوئی کر ہڈ بیا تا ہے اور کو لئی کر کام کم ہیں ۔ جب اس طرح لوگ ملتے ہیں تو کسی

ہو ہاہے اور وی ویکھا ہے یہ دونا شرائد رسپ جارہ ہے یہ سورٹ طان باس طری ہے یہ نزل ہیں۔ بین آتا ہے ۔ خواہ وہ کوئی عام تحریک ہو۔ یاکسی بین برکی تحریک ہو ۔ ایسی حالت میں متحدہ کو تنسن کو باقی رکھنے کی واحد قابل عمل صورت صرف بیہ ہے کہ لوگ اپنے حقوق کو بھول جائیں اور صرف ابنی ذمہ داری کو یا درکھیں ۔

اس مزاج کی صرورت عرف اس لیے نہیں ہے کہ اجتماعی جد وجہد میں کچھ لوگ بے معاومنہ رہ جلتے ہیں ۔ بلکہ اس لیے بھی ہے کہ ملنے والا معاومنہ اکتر آ دمی کے اپنے اندازہ سے کم ہوتا ہے ۔ چنانچہ معاومنہ ملنے بریمی وہی تمک م شکایتیں پیدا ہوجا تی ہیں جو اسٹ وقت پیدا ہوتی ہیں جب کہ سرے سے کوئی معاومنہ یہ ملا ہو۔

بڑا کام کرنے والے وہ لوگ میں جن کاحال یہ سوکہ ان کاعل ہی ان کا مع وصنہ بن جائے ۔ اپنی ذمہ داری کو بحر بورطور پر اداکر کے ان کو وہ نوشی حاصب موجو کسی شخص کو اس وقت ہو تی ہے جب کہ اس کے کام کے نینجہ میں اس کو کوئی بہت بڑا انغب ام حاصل ہموجائے ۔



o,

-

لكاتارل

بوڑھے آدمی نے نہایت سنجد کی کے ساتھ جواب دیا : نمہارا کہنا درست ہے ۔ لیکن اگر میں مرکبا تواس کے بعد میر سے بیٹے اس کو کھو دیں گئے ۔ ان کے مریخ کے بعد ان کے بیٹے ، ادر بجر ان کے مریخ کے بعد ان سے بیٹے ۔ اس طرح کھدائی کا یہ سلسلہ ہمینہ جاری دیے گا ۔ نم جانتے ہو کہ بہا ڈائندہ اور زیادہ بڑے نہیں ہو جانیں گے ۔ ہرمزید کھدانی ان کے جم کو کم کرتی دہے گی ۔ اس طرح آج سے دن نہیں توکسی اگلے دن یہ معید بت ہمارے گھر کے سامینے سے دور ہو جکی ہو گی ۔

یہ کہانی بہت خوبصورت سے ساتھ بتارہی ہے کہ بڑی کامیا بی سے بینہ بڑا منصوبہ درکار ہوتاہے - اگر آپ اس دنیا بیں کو نی بڑی کامیا بی حاصل کرنا چا ہے ہی تو آپ کوبڑے منصوب کے بیے بھی نیار رہنا چا ہے اور ان تمام تفاضوں کو پور اکرنا چا ہے جو ایک بڑے منصوبہ کومسل چلانے کے بیے خردی بیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسائل کے مقابلہ میں ان سے حل کی طاقت زیا دہ ہو تی ہے - مسائل ہی پر محدود ہوتے ہیں اور حل ہمینہ لامحدود - اگر آپ حل کی اسکیم کونسل در سل چلا سے بے بر پر او کو کا ط سکتے ہیں اور ہر دریا کو جو کر سکتے ہیں ۔ جو شخص لگا تار عل کر سے تیار ہوا س کے بیے کوئی پہاڑ پہاڑ نہ بیں اور کو کی دریا دریا تہ ہیں ۔ ساتھ ہیں ۔ جو شخص لگا تار عل کر سے بھا ہے ہے تیار ہوا س کے بیے کوئی پہاڑ

ببوقت كاسوال مے نہ کہ قیمت کا

اکسفورڈ یونیورٹی ۱۱۶۳ ۶ میں خانم ہونی ۔ اس کے ہرے ہرے لان ساری دنیا یں مشہود ہیں ۔ ایک امریکن کرورپتی نے اس کے لان دیکھے تودہ ان کو بہت پیند آ گئے ۔ انھوں نے چاپا کہ ایسا ہی لان ان کی کوتھی میں بھی ہو۔ « ایسالان کتنے ڈدالر میں تیار ہوجائے گا ، انھوں نے آکسفورڈ کے مالی سے بوچھا ۔ « مفت میں » مالی نے سسنجیدگی کے ساتھ جواب دیا « وہ کیسے »

‹‹ اسطرت کدآپ اپنی زمین کوتہوار کریے اس پر گھاس جا دیکھئے ۔ جب گھاس بڑھے تو اس کو کاطے کرا دیرِسے دولر بچھر دیکھئے ۔ اسی طرح پاپنچ سو مرس تک کریتے رہے کہ ترجب پا پنخ سو مسال پو رہے ہوں گے تو ایسا ہی لان اُپ کے پہاں تریب ارموجا نے کا ۔ یہ دقت کا سوال ہے نہ کہ قیمت کا ۔''

شام کوقت سورج آپ کے اوبرغروب ہوجائے اور آپ دوبارہ مسلح کا منظرد کھینا جا ہیں تو آپ کو پوری رات تک انظار کرنا ہوگا۔ رات کا دقفہ گزار بی بغیر آپ د دبارہ مسلح کے ماحل میں آنکھ نہیں کھول سکتے۔ آپ کے پاس ایک نیچ سے اور آپ اس کو درخت کی صورت میں دیکھینا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ ۲۵ سال تک انتظار کریں۔ اس سے پہلے آپ کا بیچ ایک سرس وشا داب درخت کی صورت میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قدرت کے تمام دافعات کے ظہور کے لئے ایک « وقت » مقرر ہے۔ کوئ واقعہ اپنے مقررہ دقت سے پہلے ظہور میں تیں آیا۔

وقت سے مراد وہ مدت ہے حس میں ایک طرق علی جاری ہوکراین تکمیں کو پنچ پاہے۔ قدرت کے پور نے نظام میں سی اصول کار فرماہے۔ انسان کے سوا بقید کا کنات میں یہ اصول براہ داست خدائی انتظام کے تحت قائم ہے اور انسان کو اپنے (را دہ کے تحت اس کو اپنی زندگی میں اختیار کر ناہے۔ کا کنات اپنے بور نظام کے سما تھ انسان کو بیعملی سبق دے رہی ہے کہ داقعات کے ظہور کے لئے وہ کون سی حقیقی تد ہیرہے حس کو اختیار کر کے آدمی اس د نیا میں کا میاب ہو سکتا ہے۔

شخصی زندگی کی تعمیر کا معاملہ ہویا قومی زندگی کی تعمیر کا ، دونوں معاملات میں انسان کے لئے واحد صورت یہ ہے کہ دہ " آغاز " سے اپنا سفر چاری کریے اور طلوبہ مدت سے پہلے نینجہ دیکھنے کی تمنا نہ کرے ۔ ورنہ اس کا انجام اس مسافر کا ہو گا جو ایک دور تی ہوئی ٹرین میں بیٹھا ہو ادر اسٹیش کے انے سے بہلے اسٹیشن پر ازما چاہے ۔ ایسا مسافر اگر دفت سے پہلے اپنے ڈبہ کا در وازہ کھول کر اتر بڑے نواس کے بعد وہ جہاں پہنچے گا دہ قبر ہوگی ہذکہ اس کی طلوبہ منزل ۔۔۔۔ ہرکا یمانی سب سے زیا دہ جو چیز مانگی ہے وہ دفت ہے ۔ گرکا میا بی کی سی دہ قبرت ہے جو آ دمی دینے کے لئے نیار نہیں ہونا ۔

يتخركانتنق داجستهان کاایک طالب علم بانی اسکول میں تسل بوگیا۔ ددسرے سال اس نے بھرامتحان دیا۔ مگر وہ د وبارہ نیں ہوگیا۔ اس سے بعدجب اس کا نیسرے سال کا نتیجہ آیا ا دراس نے دیچھاکہ وہ اب بھی فیل ہے تواس کو سخت دهکالگا - ده اتنابزار بواکه گهرسے بجاگ نکا -

جلتے جلتے دہ ایک گا دس کے کنارے بینچا ۔ اس کو پیاس ملک رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک کنواں ہے جس برکچھ عوز میں اور بچے پانی تھرر ہے ہیں۔ وہ کنویں سے پاس بہنچا تاکہ اپنی بیاس تجعا سکے ۔ مگر دہاں اس نے ایک منظر دیکھا ۔ منظر نظا ہر جھوٹا ساتھا مگر وہ اس سے آنامنا ٹر مواکہ اپنی پیاس تھول گیا ۔ اس کو اچانک محسوس موا کہ اس نے پانی سے زیادہ بڑی ایک چنر پالی ہے۔

اس نے دیکھاکہ کا دُل کے لوگ جو پانی بھونے کے لئے <sup>ک</sup>زیں براتے ہیں، عام طور پران کے ساتھ د دعد دمی کے گھڑے ہوتے ہیں۔ ایک گھڑے کو وہ کنویں کے قرمیب ایک بتھ میر رکھ دیتے ہیں اور دوسرے گھڑے کوکنویں میں ڈال کہ پانی نکالتے ہیں۔ اس نے دیکھا کہ میں تبھر میر گھڑا رکھا جاتا ہے وہ گھڑا رکھتے رکھتے گھس گیا ہے۔

" گھڑامٹی کی چیز ہے " اس نے سوچا " مگرجب وہ بار بار ببت دنون تک ایک جگہ رکھا گیا تواس کی رگڑ سے پنج گھس گیا - استقلال کے ذریع ٹی نے پتھ کے ادبر فتح حاصل کرلی مسلسل عمل نے کمز در کوطاقت در کے ادبر غالب کر دیا - پھراگریس برابرمحنت کردں توکیا ہیں امتحان میں کا میاب نہیں ہوسکتا ۔ کیا کوشش کے اعدا فہ سے بیں این کی پر خابونہیں پاسکتا ہے

یدسوپ کر تحصائے ہوئے طالب علم کے قدم رک گئے ۔ وہ لوٹ کراپنے گھردایس آ کیا ادر دوبار ہنعلیم میں اپن محنت شروع کر دری۔ انگلے سال دہ ہوتنی بار پائی اسکول کے امتحان میں بیشا۔ اس بارنتیج جرت انگیز طور پرخت تفا۔ اس کے برچ است ابتھے ہوئے کہ وہ ادل درج میں پاس ہو گیا۔ تین بارناکام ہونے دالے نے بوتی کوشش میں نمایاں کا میل پی صاصل کی ۔ بین کا میں تو ہوان کی زندگی کے لئے اتنا اہم تابت ہوا کہ اس کی زندگی کا رخ بدل گیا۔ جوطالب علم پائی کمول ین سلس ناکام ہوکر میں کا تعاد وہ اس کے قدم سلس فرسٹ آنے لگا۔ میں ای کہ ایم اے میں اس نے تلی کو ال میں ایک کے اس اسکالر شپ پرایل تعلیم کے لئے بیرونی ملک میں گیا۔ اور دوباں سے داکٹر بیٹ کہ دیکہ وہ میں اس کے بعد وہ ایک اس کو ال

یہ کونی انوکھا داقعہ نہیں جو صرف ایک کا وُل میں بیش آبا ہو۔ حقیقت ہر ہے کہ ہرجگہ ایسے " بیتھ'' موجود ہیں جو آ دمی کو زندگی کا سبق دے رہے ہیں جو ناکا میوں بی سے کا میاب بن کرنگلنے کا اشارہ دیتے ہیں۔ اگر آ دمی کے اندرنصیحت یلنے کا مزاج ہو تو دہ ا چنے قریب ہی ایسا ایک " پیھر " پالے گاجو خاموسٹس زبان میں اس کو وہی بیغام دے رہا ہو جو مذکورہ نوجوان کو اپنے بچھر سے ملاتھا۔

خودجاننا پڑتاہے ظالمس أف انلديا (۱۸ جولاني ۱۹۸۳) بين ايك دلچيپ قصيت الع بواري - بندستان ك ا یک لیٹر دجن کانا م درج نہیں 🔹 ) ۷۰ ۹۱ میں فرانس گئے ۔ یسرس میں ان کی ملاقات کی فرانسیسی لیے در سے ہوئی جو حکم ال گالسٹ یارٹی سے تعلن رکھتا تھا۔ اخبا رکی رپورٹ کے مطابق ہندستائی لیڈر اور فرانسیسی لیڈرکے درمیان گفتگوکاابک حصیحسب ذیل تقا:

"Is there anything in particular you would like to do in Paris." Asked the Gaulist.

"I am a great admirer of de Gaulle." replied the Indian visitor. "I should like to make a courtesy call on him." "But he is dead, sir."

"What? Nobody told me in India during the briefing." "They must have presumed you were aware of it. He died four years ago."

كاميابي يندره سال مي

ایک صاحب ایک بطری کے کارخانہ میں معولی ملازم تھے ۔ وہاں انھوں نے بیڑی کے کارویا رکے تمام «گر سیکھ لیے اور اس کے بعد اپنا الگ کام کرلیا۔ انھوں نے پانچ ہزار روپے سے اپنا کام متروع کیا تھا مسلسل محنت کے تقریباً کپ سال گزارنے کے بعد ان کا بہت بڑا کارخانہ ہوگیا ۔ ایک روز اپنے دوستوں سے اپنی کہانی بتاتے ہوئے انھوں نے کہا۔۔۔۔۔ جس طرح بجہ بند رہ سال میں جوان ہوتا ہے اسی طرح بزش بھی بند رہ سال میں جوان ہوتا ہے ۔ میں اپنی مو جود ہ حالت کا ایک دن میں بیخ گیا ۔ یہاں تک پینچنے میں مجھ کو بند رہ سال لگ کے ۔

حقیقت یہ ہے کداس دنیا ہیں "بندرہ سال" کنٹر کوئی کا ببابی ممکن نہیں ۔ نی الفورننائج کا لنے بر توسیق سب سے زیادہ تا در ہے دہ اللہ ہے ۔ مگراللہ نے اپنی دنیا کا نظام نی الفورنتائج کی بنیا دیہ نہیں بنایا ، صرف اس سے تاکدانسان کوعبرت ہو ۱ در وہ لاحاصل کوششوں میں اپنا دفت صفائع ند کرے ۔ خدا کی دنیا ہیں دات دن بے شمار واقعات مور ہے ہیں ۔ مگر سرب کچے حد درج قوانین کی بنیا دیر ہوتا ہے ۔ بہاں ایک گھاس بھی ایسی نہیں جونون فہمی کی زمین پر کھڑی ہے اور ایک چین گی سب سے زیادہ کرکے زندہ ہو، بھر یہ کیسے مکن ہے کدانسان کے بے خدا کا قانون بدل جائے ۔ کا میابی کی دامی ہے اور ایک چین گرمیں ہو جو مطلو بہ تعصد کے لئے قانون الہٰی کے تحت مقد رہے ۔ بھی اصول دنیا کی کا میابی کے لئے ہے اور ایک تین کی میں بنی سے معنی دہ کوست کی کھا کی تا ہوں ہو ہو تا کہ کھا کہ کھا ہوں ہو میں با کہ تھا ہو ہو مقائق کونظر انداز

متتقل اراده

کسی مفکر کا قول مے : " لوگوں میں طاقت کی آنی کی نہیں جننی مستقل ارادیے کی " یہ ایک داقعہ ہے کہ اکتر لوگوں کے اندر صلاحیت پوری طرح موجود ہوتی ہے ۔ گراس کا فائدہ دہ صرف اس لئے نہیں اٹھا یاتے کہ دہ استفلال کے ساتھ دیز تک جد وجہد نہیں کر سکتے ۔ اور کسی دافنی کا میابی کے لیے لمبی عبر وجہ یہ فی طور پر صروری ہے ۔ اگر آ ب اپنی کو سنستوں کا کوئی تھو س اور مغید نتیجب دیکھنا چا ہتے ہیں تو پہلے دن یہ وج ایجئے کہ آپ کو لبی مدت تک انتظار کرنا پڑ ہے گا۔ اگر آپ کے اندر انتظار کی طاقت نہیں ہے تو اپنے کو اپنے انتظار اتنی ہی زیادہ ترتی ۔

اگریم واقعی قوم کی تعمیر کرناچا ہے ہیں تو ہم کو تحقیلانی چاہئے کہ تم شاہ بلوط کا درخت اگانے السے ہیں ہند کہ کڑوں کی بیل جانے بیر ایک ایسا کام ہے جولازی طور پر لمبامنصوبہ چا ہتا ہے۔ نفوڑی مدت میں اس کو حاصل نہیں کیا جا سکتا ۔ اگر کوئی لیے ڈرایسے نعرے لگا تا ہے تو وہ یا تو اس کی سے دہ لوی کی دلیل ہے پااس کی استحصالی فرہندیت کی ۔ اور اگر کوئی قوم ایسی ہے جو کمیے انتظار سے بغیر این نعیر و ترتی کا قلعہ بنا نبایا دکھنا چاہتی ہے تو اس کو جان لینا چاہئے کہ ایسے تعرف نگا تا ہے تو وہ یا تو اس کی سے دہ لوی میں میں بنا ہو کہ بین میں مذکر ہوئی ہے کہ ایسے تعرف نگا تا ہے تو وہ باتو اس کی سے دہ لوی

## دوسوسال

۲۸ ۵۱ میں ایک انگریز اڈنبر اسے گلیسگوآیا۔ اس کے پاس دوسو پونڈ تھے اور ایک لکڑ می کا پریس۔ اس نے اس کے ذریعہ ایک اخبا رجاری کیا۔ ابتداڑ اس کا نام نظ گلیسگوایڈ ور ٹائزر (Glasgow Advertiser) یہی وہ اخب ارہے جو اب (Glasgow Herald) کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس کی موجودہ اشاعت رونہ اینہ چارلا کھ ہے۔ اس کے اجرار پر اب دوصد یا ں گزرچکی ہیں۔

اس کابانی جان مننز (John Mennon) ہر تم کے ناموانی حالات سے دوچارتھا۔ البتہ ایک جر کے الفاظ بیں ایک چیز اس کے پاس افراط کے ساتھ موجو دیتھی۔ وہ تھت اسٹ کا تھا ہ جوسٹ (Limitless enthusiasm) انھا ہ جوش اس کے لئے مرکم کا بدل بن گیا۔ اس نے ایک ایسے اخبار کی بنیا در کھی جود وسو سال سے سلسل جا ری ہے ۔ درمیان میں شرکار کے درمیان زبر دست اختلافات بھی پیدا ہوئے مگر وہ محمت اور صبر کے ساتھ طے کر لئے گئے۔

جواخبار دوسوسال پہلے لکڑی کے پریس میں ہاتھ کے علی سے چھاپا گیا نخاوہ آج تام کاتما م آلونٹیک منبینوں کے ذریعہ تیار کیاجا نامے۔ اس میں حروف کیوز نہیں سے جاتے اور مزطوحالے جاتے۔ بلکہ وہ لیزر شعاعوں کے ذریعہ پلیٹ پر منعکس ہوتے ہیں۔ کا غذاب آپ چھپ کر نکلامے۔ وہ ۱ پنے آپ مو تاہے۔ اس کے بعد اس کے بندل بنے بیں اور بنڈل کے اوپر بو پی تقیین پیٹا جاتا ہے۔ اور بھڑ ڈیپیچ ڈیپار ٹرنٹ میں پنجاو باجاتا ہے۔ یہ سب کیوٹر کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔ د سالت ان ٹریا تا ہے۔ اور تی ڈیپیچ ڈیپار ٹرنٹ مذہورہ انگریزی اخبار چوں کہ برابر دوسوسال سے جاری ہے۔ اس لئے بیکن ہوا کہ اس دوران مذہورہ انگریزی اخبار چوں کہ برابر دوسوسال سے جاری ہے۔ اس لئے بیکن ہوا کہ سری ک مذہورہ انگریزی اخبار چوں کہ برابر دوسوسال سے جاری ہے۔ اس لئے بیکن ہو اکس دوران مذہورہ انگریزی اخبار چوں کہ برابر دوسوسال سے جاری ہے۔ اس کے بیکن ہو اکہ اس دوران مزہونے والی تمام طباعتی اور اثناعتی ترفیس اس کی زاری کا جزار بن جائیں۔ وہ اس کی ترتی کے سے زینہ بنی چلی جائیں۔ اگر بالفرض وہ ابتدائی ۲۵ سال یا ۵۰ سال میں بند ہو گیا ہو تا تو دنیا میں ہر تو مرکن ترقیب ان ہو تیں مگر ند کورہ اخب ان ان تر قبوں میں حصر دار بنے کہ موجو د ہر ہوتی ۔

موجودہ دنیامیں کوئی کام " دو دن " میں انجام نہیں پاتا۔ اس کو کرنے کے لیے" د وسو سال " درکار ہوتے ہیں۔ مگر دوسو سلامنصوبہ کی تمیل کے لئے دوچیزوں کی ضرورت ہے۔ جوش عل اوراستفلال - ان دوچیزوں کے بغیر پہاں کوئی بڑی تر نی مکن نہیں ۔

## بارمان لينا

امریکہ کے ایک شخص نے اسم ۲۱۸ میں تجارت کی ۔ اس میں وہ ناکام ہوگیا۔ ۱۸۳۲ میں اس نے ملکی سیاست میں حصہ لیا مگرو ہاں بھی اس نے شکست کھائی - ۱۸۳۴ میں اس نے دوبارہ تجارت کی۔اس بارتھی وہ اپنی تجارت کو چلا نے میں ناکام رہا۔ اسم ۱۸ میں اس کے اعصاب جو اب دے گئے۔ سرم ۱۰ میں دہ دوبارہ سیاست میں داخل ہوا۔ اِس کوامید تھی کہ اس بار اس کی پارٹی اس کو کانٹر س کی مہری کے لیے نامزد کردیے گی۔ مگر آخر وقت میں اس کی امید پور می مذہوسکی ۔ اس کا نام بارٹی کے امید وارد سک فہرست بیں نہیں آیا - ۵۵ مامیں اس کو پہلی بارموقع ملاکر وہ سینٹ کے یسے کھڑا ہو۔ مگردہ الکشن میں ہارگیا۔ ۱۹۵۸ میں وہ دوبارہ سینٹ کے الکشن میں کھڑا ہوا اور دوبارهٔ شکست کھانی ۔ يه باربار ناكام بهون والأشخص ابرايام لنكن (٦٥- ١٨٠٩) تقاجو ٢٠ ٨ مايي امريكه كا صدرمنتخب ہوا۔ اس نے امریکہ کی تعمیر میں اتنا بڑا کام کیا کہ آج وہ نے امرکیہ کا معمار سمجھا جاتا ہے۔ ابرامام منکن کو ام یکه کی قومی اور سیاسی تاریخ میں اتنا معزز نام کیسے ملا اور وہ اسس ادینچ مقام تک س طرح نیہنچا، ڈاکٹر نارمن ونٹ نٹ ہیل کے الفاظ میں اس کاجواب یہ ہے كر \_\_\_\_ ده جانتا تقاكة شكست كوكس طرح تسليم كياجات :

حقیقت پسندی زندگی کاسب سے بڑار از ہے اور ہار ماننا حقیقت پسندی کی اعلیٰ ترین قسم - ہارمان کی کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس حقیقت واقعہ کا اعتراف کرلیں کہ آپ دوسروں سے آگن نہیں ہیں بلکہ دوسروں سے پیچے ہیں - بالفاظ دیگر، آپ جہاں فی الواقع ہیں دہیں نظری طور پر اپنے آپ کو کھڑا مان لیں - ہار ماننے کے بعد آدمی فور اُاس حیثیت میں موجاتا ہے کہ وہ اپنا سفر سنر دوع کرسکے ۔ کیونکہ سفر ہمیشہ دہاں سے منروع ہوتا ہے جہاں آپ فی الواقع ہیں نہ کہ وہ اس سے جہاں ابھی آپ پنچے ہی نہیں ۔

حقيقت ليسندى

باغ لكاف كاكام" باغ كانفرس "ف شروع نهي موتا- بكداس طرح شروع موتاب كهايك ايك بودي كوده حالات فرا، بم كيَّ جايئ جن مي و ٥ ابن ذاني ابجا وَك صلاحَيت كورر ديَّ كار للسئے اور درخت کی صورت میں تر ٹی کمرکے ہائے کے مجبوعہ کا جز 'رین جائے۔

یہی طریقہ ملت کی تعمیر کابھی ہے ، ملت کی تعمیر دراصل افرا دکی تعمیر کا نام ہے ۔ ایک ایک فردکو باشعور بنانا ، ایک ایک فرد کی چپی موتی فطری صلاحیتوں کو ببد ارکر سے اس کو حقیق انسان کے درجہ ہر پہنچا نا ، ایک ایک فرد کے انڈر یہ احساس پر بداکرنا کہ وہ دوسرے بھائیوں کے لئے مسل پنے بغيراب ترقياتى امكانات كوظهوريس لاف كى جدوج بركر ، اسي قىم كے كمل كا نام لت كى تعير ، اس <u>کے سواجو کچھ ہے وہ</u> بے فائدہ شوروغل ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھنہیں۔

بہ دنیا مفابلہ ک دنیا ہے۔ یہاں کھی ایسا نہیں ہونا کہ آ دمی کے لیے بےروک ٹوک مواقع کھلے ہوئے ہوں اور میدان بیں اس کا کوئی حربیت موجود پنر ہو۔ ایسا نہ میں اس زبین پرکسی کے لئے ہوا اور نہآج سی کے لئے ایسا، وسکتا ہے۔ زندگی حقبقة کر کاوٹوں کے درمیان سے اپنے لئے راستہ نکالنے کا نام ہے نہ کہ رکاوٹوں کی غیر وجو دگی ہی بے خون دخط دو ٹرتنے کا۔

تا رميخ كامطالعة جس طرح بيربتا تكسب كدانسان كوابني زندك كأأغاز مهيثير كا دثون اورمشكون کے درمیان کرنا پڑتاہے، اس طرح تاریخ پڑی نابت کرنی ہے کہ رکا وٹیں خواہ کتن ہی زیادہ ہوں، ہمینینہ ادمی کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ کھلا ہوتا ہے جس سے چل کر وہ اپن منزل پر یہنچ سکے گمریہ راستہ انحبیں لوگوں کے لیے سے جوراستہ کے سب د مقامات پر سر مذہ کرائیں بلکہ دوسر کے گوشوں بیں اپنے المح كوئى " دره" تلاش كر التح برط هجا بين-

بھرتار بیخ بہ بھی شاہت کرتی ہے کہ حاد شخوا ہ کتنا ہی بڑا ہو، اس کی تلافی کی صورت بھی انسا ن کے لئے ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ اس دنیا میں کوئی بھی قنت یاجا دنٹرانسان کے لئے اس اسکان کوختم ب نہیں *کر*تا *کہ* وہ دروبارہ زیا دہ بہتر منصوبہ کے ساتھ اپنے عمل کا آغاز کرے اور کھوئی ہوئی چیز کو دوبارہ نے اندازے حاصل کرلے۔

جوکچوکی دوسرے انسان کے پاس ہے وہی آپ تھی حاصل کر کیتے ہیں بشرطیکہ آپ اس راز کو جان بیس کیاس دنیا میں جو کچک کو ملتاً ہے حقیقت بندا زجد وجہد سے لما ہے رند تما وَک اورخوش خیالہوں ۔

دوسرون كالحاظ

کیپ بیل راجرس بولٹری کے عالمی شہرت یا فنہ اہم ہیں۔ پولٹری (مرغ بان) پر ان کی ایک منہور کتاب ہے۔ بر کتاب ان الفاظ سے نشروع ہوتی ہے: بڑے بیمایذ کی کامیاب پولٹری فار منگ بڑی حد تک ایک مزاجی کیفیت کا معامل ہے ۔ کوئی شخص جو چڑ لیوں اور جانوروں کے لیے شفقت کا جذبہ نہ رکھتا ہو وہ اس کام میں کا میاب نہیں ہوس کتا۔ پولٹری فارمنگ کے بیے سخست اور صبر آزما قسم کا روٹین کا کام (Routine work) بے حد صروری ہے ۔ یہ کام ان لوگوں کو بہت اکا دیے والا معلوم ہو کا جو ایک ہی کام کو ہر روز کر نے کے عادی نہ ہو، اور وہ بھی بغیر اس ام یہ کے میں اس میں انقطاع یا تعطیل کا دن آسکنا ہے د

Success is a matter of cooled decisions, without constant hovering and changing of the mind, acute observation, initiative, and unremitting attention to a vast amount of petty details.

A.C. Campbell Rogers, Profitable Poultry Keeping in India and the East, D.B. Taraporevala Sons & Co., Bombay 1959, p. 223

کامیا بی ایک تھنڈے فیصلوں کامعاملہ ہے، بغیراس کے کہ آدمی ادھر اُدھر مرطب یا ذہبن کو بد ہے ۔ گېرانۍ کے ساتھ متاہدہ ، ات دام ، اور جھوٹی حجوٹی تفصیلات کی بہت بڑی نغداد برمسلسل اور عرمنقطع توجر -

مرعن ان کے ماہر نے جوبات مرغبان کے لیے کہی ہے وہی عام زندگی کے لیے بھی صبح ہے ۔ جس طرح مرغیاں پالنے والاشخص صرف ۔ ابنی مرضی پر نہیں جیتا بلکہ وہ مرعیوں کی عا دات اوران کی صروریات کالحاظ کرتا ہے ۔ اسی طرح زندگی میں ہمیں دوسرے اپنا نوں کے مزاج اوران کے مفادات کی رعایت کرنا ہے ۔ دوسروں کی عزّت کر کے ہی ہم دوسہ ول کے در میان عزّت پاسکتے ہیں ۔ دوسروں کے لیے مفید بن کر ہی ہم دوسروں کو اپنے لیے مفید بنا سکتے ہیں ۔ اس دنیا میں ذاتی کا میا بی دراصل دوسروں کی کا میا بی سے مدد کار بنے کا نام ہے ، جولو گرف اپنے کو جانیں اور دوسروں کو زیا بی میں میں میں میں میں میں ہو ہے ہی میں ہیں ہو نہیں ہو سکتے ۔

موقع صرف ایک بار

کالی کی ایک برافی ایک براند استا دے ایک جملہ نے مجھے مہت متا ترکیا ۔۔۔۔ " زندگی صرف ایک بارلتی ہے " انھوں نے کہا۔ دہ اپنی زندگی برتبصرہ کر رہے تھے دریں بی ایس سی کرکے ملاز مت میں لگ گیا تھا۔ ایم ایس سی نہیں کیا۔ اب کتنے اچھے اچھے چانس میرے سامنے آتے ہیں۔ مگر میں ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ صرف اس لئے کہ مبرے پاس ماسٹرڈ گری نہیں۔ اگر آب کے پاس اعلیٰ لیاقت نہیں ہے تو آپ اعلیٰ مواقع سے فائدہ ا تھا نے سے بھی محروم رہیں گے "

بر تبصره ممار سامان کے تقریباً ۹۹ فی صدلوگوں پرصادق آتا ہے۔ ابتدائی عراضان کے لئے تیاری کی عرب سگر بیشترا فراد اس عرکو پوری طرح استعمال میں نہیں لاتے۔ دہ اپنے بہترین دقت کو سے مشاغل میں صابح کردیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور کام کرنے کا دقت آجاتا ہے۔ اب وہ مجبور ہوتے ہیں کہ کمتر تیباری کے ساتھ علی زندگی کے میدان میں داخل ہوجا ئیں۔ دہ چاہتے کے باد جود زیادہ ترقی نہ بیں کر پاتے - ان کو ساری عمراس طرح گزارن ہوتی ہے کہ اس دنیا میں ان کی صلاحیتوں کے لئے ہوا نہ کان مقدر تھا، اس سے بہت کم امکان تک دہ پہنچ پاتے ہیں۔ وہ محرومی اور نام می کہ او تقال ہے۔ ان کہ تو تا کہ کہ تریں ا گزارتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اسی حال میں مرجاتے ہیں ۔ دہ محرومی اور ناکامی کے احساس کے تحت زندگ

اگرآپ کمتر تیاری کے ساتھ زندگ کے میدان میں داخل ہوتے ہیں تو اس دنیا میں آپ اپنا تھر بور حصرتہیں پاسکتے، ادر جوایک بار محروم رہا وہ گویا ہمیشد کے لئے محروم رہا کیونکہ سے زندگ صرف ایک بار ملتی سے ، بار بار نہیں ملتی ر

پت مرایک کے لئے سخت ہے۔ مگر بیتر استخص کے لئے نرم ہوجاتا ہے جس نے اس کو توڑ نے کا اور ار فراہم کر لیا ہو۔ میں صورت ہر معاملہ میں بیش آتی ہے۔ اگر آپ لیا قت اور اہلیت کے ساتھ زندگی کے میدان میں داخل ہوں تو ہرجگہ آپ اپنا تق دصول کرکے رہیں گے۔ اور اگر لیا قت ا در اہلیت کے بغیر آپ نے زندگی کے میدان میں فدم رکھا ہے نو آپ کے لئے اس دنیا ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اپنی مفرو صنہ تق تلقی کے خلا ہے۔ فرا دو اختجاج کہتے رہیں ۔

ما حول سے امید نہ رکھنے بلکہ اپنی محنت اور لیافت بر تھردسہ کیجئے، آپ کو تبھی ما تول سے شکایت نہ بوگ ۔ ما حول کی شکایت در اصل ما حول سے زیادہ خو داپنی نالائقی کا اظہار ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے وہ مطلوبہ تیا ری نہیں کی تقی جوما تول سے اپنا تق دصول کرنے کے لیے ضروری ہے ۔

ج**ھوٹی بڑ**ائی

ایک صاحب کا قصہ ہے ۔ ان سے دا دا کامیب ب تاجر سے ۔ مگر بعد کو ان کی تجارت ختم ہوگئ۔ والد اور والدہ کا بچین میں انتقال ہو گھیب ۔ مذکورہ صاحب کے حصہ میں باپ دادا کا مال تو یہ آیا البتہ یہ احساس المفیس وراثت میں ملاکہ " میرے باپ دادا بڑے آدمی پنے ی

دہ ایمی نوبوان سے کہ انھیں معلوم ہواکہ قصبہ سے ڈاک خانہ میں پوسٹ مین کی جگہ خالی ہے۔ وہ درخواست دے کر پوسٹ مین ہو گیے۔ لوگوں نے انھیں متورہ دیا کہ تمہاری تعلیم صرف آسٹویں کلاس تک ہوئی ہے، تم کوسنستن کر کے ہائی اسکول کر ڈالو۔ اس محبعدتم آسانی سے مقامی ڈاک خانہ میں پوسٹ ما سٹر ہوجاؤ گے۔ اس سے ساتھ کچھ گھر کی کھیتی ہے۔ دولوں کو طاکر آس انی سے متماری حزورت پوری ہوتی رہے کی۔ مگران سے جعو ٹے فخر کی نف جات اس میں رکاوٹ بن گئی کہ وہ کسی کا متورہ ما نیں۔ مزید یہ ہواکہ بھوٹی بڑائی کے احساس کی بنا پر اکتر وہ ڈاک خانہ سے کارکنوں سے لرط جاتے ہے۔ یہاں تک کہ ایک روز مغون نے پوسٹ ماسٹر سے جھ کھراکہ کہ اور کام چھوڑ کر چلے آئے۔

پوسٹ آفس کی ملازمت جھوڑ ہے ہے بعد وہ بے کار پڑ ہے رہے ۔ ہنکوئی ددسراکام کیا اور ہ تعلیم حاصل کی ۔ آن کامتخلہ صرف یہ رہ گیا کہ اپنی فرضی بڑائی کے تذکر ہے کریں اور اس کے ذریعہ جھوٹی سکین حاصل کرتے رہیں ۔ ملازمت چھوڑ نے کے بعد کھیتی سے کام چیتا رہا جس کو وہ بٹائی پر دیتے ہوئے سکین حاصل کرتے رہیں ۔ ملازمت چھوڑ نے کے بعد کھیتی سے کام چیتا رہا جس کو وہ بٹائی پر دیتے ہوئے سکین حاصل کرتے رہیں ۔ ملازمت چھوڑ نے کے بعد کھیتی سے کام چیتا رہا جس کو وہ بٹائی پر دیتے ہوئے سکین حاصل کرتے رہیں ۔ ملازمت چھوڑ نے کے بعد کھیتی سے کام چیتا رہا جس کو وہ بٹائی پر دیتے ہوئے میں دوبارہ اس میں دکا وط بنا رہا کہ وہ اپنی غلطی تیلیم کریں ۔ وہ اپنے درشتہ دار دن کو اپنی بریادی کا ذمہ دار کھم اکر ان سے لڑ نے لگے ۔ مگر اس عز حقیقت پندا نہ رو یہ نے صرف ان کی بریا دی بین اضافہ کیا ہوں تک کہ ان کا ذہن نوازن خراب ہو گئے۔

موجوده دىنى حقيقتوں كى دنيا - يہاں حقيقت سے مطابقت كرے آپ سب كچير عاصل كريكتے ہيں۔ اور اگر آپ حقيقت سے مطابقت بند كريں تو آپ كو كمچہ بھى مہيں ملے كا۔ خداك اس ديني ايس جھو پڻ بڑائى سے زيا دہ بے معنى كوئى جيز مہيں ۔ يہ اں جھو پڻ بڑائى سے زيا دہ تب اہ كن يونى ذہنيت مہيں ۔



r,

¥, .

صبرايك مثبتكل

عام طور پرید سمجها جا تاب که صبرایک منفی عمل ب مگرید سراسر غلط فنمی ب دخیقت یه ب که صبرایک مذبت عمل ب بلکه ده منبت عمل کی بنیا دیم . کیول که صبر سے بغیر اس دینیا بیس کوئی منبت عمل نہیں کیا جا سکت ا رسول اللہ صلی اللہ علیہ دسلم نے اپنی زندگی کے آخری دور میں اطراف عرب سے رمیدوں اور باد شا ہوں نے نام دعوتی نطوط رواند کیم . آپ کا یہ عمل واضح طور پر ایک منبت عمل تھا ۔ عگر اس متبت عمل کی قیمت صبر تھی۔ اس سے پہلے آپ کو صبر کرنا بڑا ۔ اس سے بعد ہی بر مکن ہوا کہ وہ حالات بیب داہوں جن میں مذکورہ قسم کا منبت عسل انجام دیا جا سکے ۔

یہ ایک معلوم بات ہے کہ رئیسوں اور با دن ہوں سے نام یہ خطوط صلح حدید بیر سے بعد روانہ کیے گیے ۔ ظاہر ہے کہ یہ کام صلح عدید بیر سے بہلے بھی ہو سکتا تھا ۔ تجرآپ نے اس کو صلح حدید بیر کے بعد کیوں انجام دیا ۔ اس کی داعد وجہ یہ ہے کہ صلح حدید بیر سے بیلے آپ جنگ وقت ال سے حالات میں گھرے ہوئے تھے ۔ صبح وشام دشمنوں سے حملہ کاخطرہ لگار ہتا تھا اور آپ کی اور آپ سے سائقیوں کی ساری توجہ دفاعی کا مول میں خرج ہور ہی تھی ۔ ایسے عیر معت دل حالات میں حکم ایوں کے نام دعونی مہم کا منصوبہ بن از اور اس کی تعمیل کرنا عمل لا سخت دشوار تھا۔

صلح حديد بيد حقيقة مسلمانون اوران ك دشمنون ك درميان دس سال كانا جنگ معسا بده (No-war pact) تقاريخانچ صلح حديد بيرك بعد حالات بالكل معتدل بو يج راس كه بعد فوراً آب ف حكم انون كه نام دعوت نام بيني كامنصوبر بن يا اور اس كى تعييل فرمانى رجس كى تفصيل سيرت كى كتابون بين موجو دب -

حقيفت يدب كه صبر كه بغير كونى منبت عمل ممكن نهي . اكر آپ كو داعى بذلب تو مدعو ك الته نمام حجكر وں كويك طرفہ طور پرختم كرنا ہو كا - اكر آپ كومتواضع اخلاق اختيار كرنا ہے توا بنے سينہ كو تكبر كاقبر سان بنا ناہو كا - اگر آپ كو لوگوں كا خير خواہ بنا ہے تو اپنے اندر الحظنے والے حمد كے جذبات كو دبا نا ہو كا - اگر آپ لوگوں كے سلام انسان كرنا چاہتے ہيں تو اپنے اندر بسيدا ہونے والے انتقامى جذبات كو ذبح كرنا ہو كا -اور يہ سب وہ چيزيں ہيں جو صبر سے تعلق ركھتى ہيں - صبر كے بغيران كا حصول مكن نہيں ۔

فليظر ایک عالم نفسات کا قول ہے کہ جب کسی کی اناکومس کیا جا تاب تو وہ برتر انابن جاتا ہے اور اسكانيتجه يصفياد:

When one's ego is touched, it turns into super-ego, and the result is break-down.

عمير بن حبب بن حمان رضی النون نے اخر زمان میں اپنے بچ تے ابوجعف کو ایک لمبی نفیعت کی۔ اس نصیحت کا ایک حصہ صبر سن تقا- اس لسلے میں انحوں نے کہا : من لایوضی با تقلب ما یاتی بد السفیہ یوٹی جنوب نے کہا : ماں لایوضی با تقلب ما یاتی بد السفیہ یوٹی ما دان کے چھوٹے نئر پر راضی نہ ہوگا اس کو بالکٹیر (الطبوانی فی الاوسط) ان دونوں اقوال میں بد لے ہوئے الفاظ کے ساتھ ایک ہی بات کہ گئی ہے ۔ وہ یہ کہ موجودہ دینا میں لوگوں کے شرسے بچنے کی ایک ہی ہی ہے تھا تھ اور ہی کہ اپنے آپ کو لوگوں کو شرسے دور رکھا جائے۔

ہرانسان کے اندر بیدائتی طور پر ایک '' انا '' موجو دہے۔ یہ اناعام حالت بی سویا ہوا رہتا ہے اس کے شرے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی صورت صرف یہ ہے کہ اس کو سویا رہنے دیا جائے۔ اگر کسی کارروائی سے اس انا کو چھٹر دیا گھیا تو وہ سانپ کی طرح اٹھ کر کھڑا ہو جائے گا ادربھروہ ہرہ مکن فسا دبر پاکر سے گا جواس سے بس میں ہو۔

اجماعی زندگی میں بار بار الیا ہوتا ہے کہ سی نادان یکی فیادی آدی سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ اکثر حالات میں اس کا بہتر تن حل یہ ہوتا ہے کہ ابتدائی تکلیف کو بر داشت کر لیا جائے کیونکہ اگر ابتدائی معولی تکلیف کو بر داشت نہیں کی گیا اور اس کا جواب دینے کی کوشنن کی گئی تو فراتی نانی اور زیادہ مجود کا شخصی کا نہتیجہ یہ ہو گا کہ جس آدمی نے کنکری کی چو طے بر داشت نہیں کی تھی وہ مجبود کر دیا جائے گا کہ پتھ دوں کی ایش کو بر داشت کہ ہے۔

دوركاراتت

ترقی یا فتہ ملکوں میں ٹیلی فون کا نظام نہایت معیاری ہوتا ہے۔ اس سے برعکس غیرتر قی یا فت ملکوں میں اگرچہ ہر جگہ ٹیلی فون ہے مگر اس کا نظام درست نہیں۔ مثلاً ہندستان میں اگر آپ مت می ٹیلی فون کریں یا ایک شہر سے دوسرے شہر بات کریں توطرح طرح کی خرابیوں کا سامنا کر نابِٹر تا ہے۔ اس سے برعکس اگر آپ دہلی سے دندن سے کسی نمبر بر ڈائل کریں نو آپ کو فور الائن مل جانے گی اور دہایت صاف طور پر کفتگو ہو سکے گی۔

اس سلسلہ میں افریقہ کا ایک لطیفہ اخب ادمیں نظر سے گزرا ۔ افریقہ سے ایک ملک میں کسی عورت یے گوشت کی مقامی دکان پر شیلی فون کرناچا ہا کافی دبریک کوسٹ ش کرے ہے جو د اس کو منر نہیں الل اس عورت کی ماں دین میں رہتی تھتی ۔ اس سے بعد اس سے است دن سے ٹیلی فون پر اپنی مال کا تمبر ڈائل کیا ۔ پر نمبراس کو فور ًا مل گیا ۔ اپنی ماں سے بات کرتے ہوئے مذکورہ عورت نے ضمنًا کہا کہ وہ گوشت منگوانے کے بیے ایک گھنڈ سے گوشت کی دکان پر ٹیلی فون ملانے کی کوسشش کرد ہی تھتی ۔ مگر دبط قائم نہ ہو سکا۔ اس کی ماں نے کہا کہ احچیا میں بہر اں سے ملاتی ہوں ۔ چنانچہ اس کی ماں نے لب دند افرایقہ کی گوشت کی دکان کاٹیلی فون تمبر ملایا ۔ تمبر بلاتا خیر مل گیا ۔ افریقہ کی گوشت کی دکان کوجو بیعن ام مقامى ليلى فون سے بنيں بيون سكا سمت . وہ لندن سے شيلى فون سے بيون گيا -یہ بطیفہ زندگی کی ایک حقیقت کو بتا رہاہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ \_\_\_\_ کہجی دورکارا ⁄\_ ت ملاً زیادہ قریب ہوتا۔۔ بیشتر لوگوں کا جب ال یہ ہے کہ وہ منزل پر بہو پنچنے کے لیے مخصر اسنہ تلامیں کرتے ہیں ۔ وہ اپنے مطلوبه نيتبجه كوحاصل كرسيف يبيه وهطريقه اختتب اركرت مبي جو بظا مرجلد نيتجه كوس اسف لان والام و - مرمزل تک جلد بیو بخ کے لیے صرف " راستہ " کو دیکھنا کا فی نہیں ہے بلکہ " سواری " کو دیکھنابھی صروری ہے ، نیتجہ کو جلد حاصل کر بنے کا تعلق صرف ظاہری ال باب سے نہیں سے بلکہ بہت سے ان دو*اسرے* اسباب سے ہے جو دکھائی نہیں دیتے ۔ کبھی دورکار استہ زبادہ قریب ہوتا ہے اور قریب کا راکت تہ زیادہ دور بن جا تا ہے۔

اندراور پاہرکافرق

ابالو۔ « کے تین خلال مسافر ۲۵ دسمبر ۹۶ اکو بجرالکا ہل بین انترب تھے۔ زین سے چاند تک کاسفر کرنے بین ان امریکی خلاباز وں کو جودن بین گھنٹے گے اور انھوں نے تقریباً پانچ لاکھ سس مزارمیں کاسفر طے کیا۔ ان کے سفر کا سب سے زیادہ نازک لحہ دہ تھا جب کہ ان کا چھٹن وزنی جہاز ساٹھ میں کے فاصلہ سے چاند کا جکردگا کر دوبارہ زین کے قریب واپس پہنچا ۔

امری راکٹ جب زمین کی بیرونی فضایی داخل ہوا توزمین کی شش کی وجہ سے اس کی زخمار غیر عولی طور پر شره کر ۲۹ ہزار کیلومیٹر فی گھنٹہ ہو گئی۔ چاند کے مقابلہ میں اس کو سات گنازیا دہ توت شش کا مقابلہ کر تے ہوئے اپنا سفرچاری رکھنا تقار اس غیر عمولی دفتار کی وجہ سے خلائی جہاز انتہائی نو فناک قسم کی گرمی سے د دچار ہوا۔ کر کہ فضایی داخل ہوتے ہی خلائی جہاز مواکی رکٹ سے گرم ہونا ستر ورع ہوا۔ یہاں تک کہ دہ آگ کے انگار بے کی طرح سرخ ہوگیا۔ اس دفت خلائی جہاز کے بیر دنی حصہ کی تبیش تین ہزارتین سوسنٹی گریڈ (۲۰ ہزار ڈکری فارن پر

ین ہزارتین سوڈ کری سنٹی کریڈی حرارت میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا ۔ بھراس غیر عولی تعبّ میں تینوں حلائی مسافر کس طرح زندہ سلامت رہ کر دانیں آگئے۔ اس کی دجہ پتھی کہ حس حلائی جہاز کے اندر وہ بند تھے، دہ خاص طور پر اس ڈھنگ سے بنایا گیا تھا کہ دہ باہر کی شدت کو اندر نہ پہنچنے دے ۔ بچنا بخ سخت ترین گرمی کے با دجود اس کے اندر کا درجہ حرارت اس ڈگری سنٹی کریڈ سے آگے نہیں بڑھا ۔ باہر کا درجہ حرارت تین ہزادتین سو ادر اندر کا درجہ حرارت ۲۰ ۔

خلائی سفرکا یدوا تعدایت اندر شراستی رکھتا ہے۔ انسانی زندگی میں بھی بار بار ایسے خت مرصلے آئے ہی جب بیرونی ما تول انتہائی طور بر آپ کے خلاف ہوجاتا ہے۔ اس دقت حالات کی متذرت سے بچنے کی صرف ایک سبیل ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ آب اپنے اندرونی جذبات کو دبائیں اور اپنے احساسات پر خابور کھتے ہوئے اس کو معندل حالت پر قائم رکھیں۔ اگراپ ہوکہ آپ کے "اندر "بھی متدت کا دہی حال ہوجائے ہو آپ کے "با ہر" ہے تو آپ اپنے کو تباہ کر لیں گے۔ اس کے بوک اگران مذرب بھی متدت کا دہی حال ہوجائے ہو آپ کے "با ہر" ہے تو آپ با ہرکی "اگ " سے خوط رہیں گے اور بالا خرسلامتی کے ساتھ کا دیں حال ہوجائے ہو آپ کے "با ہر" ہے اندر داخل مذکر پر جائی کہ ایک مورند ایک محکن اندر کہ میں اور این حال ہوجائے ہو آپ کے "با ہر" ہے معندل حالت پر تعالم رکھیں۔ اگر ایک ہوکہ آپ کے "اندر ان بھی متدت کا دہی حال ہوجائے ہو آپ کے "با ہر" ہے معندل حالت پر تم کہ کہ ہو کہ آپ ایک مول ایک اندر کی متدت با ہر سے غیرت مراح کی مول کی حالت پر خائم رہے تو آپ با ہر کی "اگ " سے صوبا کر ہیں گے اور بالا خر سلامتی کے ساتھ کا میا بی کی منزل ہو بہتی جائیں گے۔ اندر داخل مندگ کا راز یہ ہے کہ آپ کہ اگر اندر کی مند کی اور دو خوب با یہ جائیں گے۔ اندر داخل میں ہو تو ہو تی ہو کہ آپ کے با ہر اگر آپ کے خلاات نفرت اور نوبن با پر ہو تو آپ اس ندر ای دیک ہو ہو ہو تا ہے ہو تو تا ہو کہ ہو تا ہو کہ بات کر دین آپ ہو تو تا ہو تو تا ہو تو تا ہو تا ہو کہ تا ہو تو تا ہو تو تا ہو کہ ہو تا ہو کہ ہو تا ہو تا ہو تو تا ہو تا ہو تو تا ہو تو تا ہو تو تا ہو تو تا ہو کہ تا ہو تو تا ہو کہ تا ہو کہ تا ہو تا ہو تا ہو تا ہو تو تا ہو تا ہو تو تا ہو تو تا ہو تا ہو تو تا ہو تا تا ہو تو تا ہو تا ہو تا ہو تا ہو تا ہو تو تا ہو تا ہو تو تا ہو تا ہو تا تا ہو تو تا ہو تا ہو تا ہو تا تا ہو تا تا ہو تا تا ہو تا تا ہو تا تا ہو تا ہو تا تا ہو تا

بصبري كاليتحه

۵۱ جوری ۲۸ ۹۱ کاواقد ہے۔ انڈین ایر لائنز کا ایک جہاز (فلائٹ منبر ۲۰۰۹) بینی سے دہلی کے بے اڈا۔ مگر من بہندرہ منٹ بعد وہ واپس ہوا اور دوبارہ نمبتی سے ہوا تی اڈہ پر از گی ۔ ۱س کی وج یہ ہوتی کہ یہ جہاز کس عکنکل سبب سے آدھ کھنڈ لیٹ ہو گیا تھا۔ جہاز جب اوپر فضا بیں بہو بچا تو اس سے ایک مسافر نے کیٹن سمٹ گرے نام ایک نوٹ بھیجا کہ وہ بتائے کہ جہاز کیوں آ دھ کھنڈ لیٹ روانہ ہو اہے۔ کیٹن نے مذکورہ مسافر کو کاک بیٹ میں بلایا اور وضاحت کرنے کی کوسٹ ش کی کہ سیٹ ہو بہا تو اس کے ایک مسافر نے وج کمی بھی ہو مارکر کہا کہ بین او جہتے بہت پائل د دیکھے ہیں :

I have seen many pilots like you.

اکتراییا ہوتا ہے کہ آدمی بیسمجست ہے کہ وہ اپنے مفصد کو حاصل کرر ہاہے ۔ حالاں کہ وہ اپنے مقص رکو کھور با ہوتا ہے ۔ وہ سمجتا ہے کہ میں اپنی مست زل کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہوں ۔ حالاں کہ اسب کی نیزی کا انحب ام صرف بیہ ہوتا ہے کہ وہ ابنی مست زل سے تمجھ اور دونہ ہوجائے ۔ رٹائمس آف انڈیٰ ، ہندستان ٹائمس ۲۰ جنوری ۹۰۹ ) کالا

جسي كاراز ایک مسلمان لیڈر نے وزیراعظم اندرا گاندھی کے نام ایک خط لکھا۔ اس میں انہوں نے بیشکایت کی کہ سلم اقلیت کے ساتھ مہندوست ان میں ظلم اور امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ انہوں نے دھمکی دی کہ اگراس صورت حال کوختم نہ کیا گیا تو ان کی یار ٹی ستیہ گرہ مشروع کر دیسے گی۔ اس کے جواب میں مسز اندر اگاندھی نے مکتوب نکارکو جوخط لکھا اس کاایک جملہ یہ تھا۔

No minority could survive if their neighbours of the majority were irritated.

کوئی اقلبت زندہ نہیں رہ سکتی اگراس کی بڑوسی اکثریت مت تعل ہو۔ (ہندوستان ٹائز ۲۱ فروری ۱۹۸۳) اگر بلکل غیر جانبدار ہو کر دیکھاجا تے تو وزیراعظم اندا گاندھی کا یہ جلہ صورت حال کی نہایت صحیح ترجما بن سے۔ نیز اس کے اندر مذکور ہ مت کہ کا تعققی حل بھی حصیبا ہوا ہے۔ موجو دہ دنیا میں ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ مختلف اسباب سے ایک دوسرے کے خلاف ناراضگی کے اسباب ہیدا ہوجا تے ہیں کوئی آگے بڑھ گر با ہے تو دوسروں میں اس کے خلاف حسد کا جذب ناراضگی کے اسباب ہیدا ہوجا تے ہیں کوئی آگے بڑھ گر با ہے تو دوسروں میں اس کے خلاف حسد کا جذب ناراضگی کے اسباب ہیدا ہوجا تے ہیں کوئی آگے بڑھ گر جا ہے تو دوسروں میں اس کے خلاف حسد کا جذب تواس کے خلاف غصر اور انتقام ، وغیرہ - اس قسم کے جذبات انتہائی عام ہیں اور دوہ ہر سما ن ہیں بلکہ ہر گھر میں موجو دہوتے ہیں مگر عام حالات میں دہ دلوں کے اندر چھے رہمیت ہیں۔ لوگوں کی روز مرہ کی مصوفیا تواس کے خلاف خصر اور انتقام ، وغیرہ - اس قسم کے جذبات انتہائی عام ہیں اور دوہ ہر سما ن ہیں بلکہ ہر گھر میں موجو دہوتے ہیں مگر عام حالات میں دہ دلوں کے اندر چھے رہمیت ہیں۔ لوگوں کی روز مرہ کی مصوفیا

سماجی امن در حقیقت اس کانام بہ کہ ان منفی جذبات کو دبار منے دیاجائے۔ اس کے برعکسس سماجی بدائمنی بیر سے کہ کونی نادان کر کے ان چھپے ہوئے جذبات کو مشتعل کر دیاجائے۔ یہ زندگی کی ایک اٹل حقیقت ہے۔ موجودہ مقابلہ کی دنیا ہیں کوئی معاشرہ حتی کہ کوئی خاندان اس سے خالی نہیں ہو سکتا۔ ایسی حالت ہیں زندگی کا داز حرف ایک ہے۔ وہ یہ کہ صبافرہ حتی کاطریقہ اختیار کر کے د بے موت جذبات کو دبار بنے دیاجائے۔ ان کو ہر قیمت پر ہررو بے کارا نے سے روکا جائے۔ زندگی کا یہی راز ہے جس کو ایک مفکر نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔ سے اس دنیا ہیں ہراہ می دیاجائے۔ ان کو ہر تو دیک ہے۔ وہ یہ کہ صبافرہ میں ایک ہے۔ د جو میں میں میں ایک میں دندان کو ہر تی میں ہوں کی کہ ہے۔ موجود کہ معاشرہ میں دیکھی ہوں کہ کہ کہ کوئی خاندان اس سے د بی میں میں میں دیکھی کا داز حسن کو ہوئی کہ میں ہوں کہ میں ہیں ہوں کہ ہوں ہوں دیکھی ہوں دیکھی ہوں کو دیکھی ہو کہ کوئی خاندان میں ہوں کے دیکھی کر کر کے د

صبر کی ضرورت

مغل حکمراں اور بگ زیب کواپنے والد نتباہ جہاں سے سیاسی اخلاف ہوا۔ ۸ ۱۶۵۶ میں اس نے شاہ جہاں کوتخت ہے بے دخل کرکے آگرہ کے قلعہ میں قب رکر دیا۔ اس عال میں شاہجہاں ۱۷۶۷ء میں س سال کی عمر میں مرکب ۔ اسیری سے زیابہ میں اس کی بہن جہ اس آرا رہمی تلعہ میں اس کے ساتھ تھی ۔ نتا ہ جهان آگره کے ملعہ سے تاج محل کو دیکھیے اکر تا تھا اور اشعار پڑ چنا رہتا تھا۔ د الشرار - سى مجدار ، داكتر ايح - س - رائ جود هرى اور داكتر كالى كنكر دنته ف ا پن مشترک تاب تاریخ مند (An Advanced History of India) یں سفاہ جمال کے آخری حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس نے مذہب میں اپنی تسکین کا سابان پالیا۔ اور صبر کا طریقہ اخذیار کرتے ہوتے اپنے آخری ایام اپنی پارسالڑ کی جہاں آر اے ساتھ عبادت اور مراقبہ میں گزار دینے پیاں تک کہ مرکسانہ He found solace in religion, and, in a spirit of resignation, passed his last days in prayer and meditation in the company of his pious daughter, Jahanara, till his death (p. 477). کهاجا تا ہے کہ ایک عرصہ کے بعد شاہ جہاں تبد کی زندگی سے گھرااٹھا۔ اس نے اور نگ زیب کو ایک مصرعه لکه کر بیجاج کامطلب به تعاکه یاتو، م کوما رواو پا دام دو با بچر، م کو آز ا د جهوژ دو، یا بکسشس یا دام ده یا از قف ٔ آزاد کن اور بگ زیب نے بھی اس کے جواب بیں ایک اور صرعد ککھ کرسٹ ہ جہاں کے پاس بھیج دیا ہو یہ تحاكم مورن بارچر باجب جال بين يجن بمائ تواس كوبر داشت سے كام لينا چا بنے : مرغ زیرکے چوں بدام افتر کو بایش ہوسکتا ہے کہ یہ داقعہ نہ ہو، صرف ایک لطبفہ ہو۔ تاہم یہ بذات خودایک حکت کی بات ہے . بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کی علطی یا کسی ما دنتہ کی بہن اپر ایک ایسی صورت حال میں بھین جاتا ہے جو اس *ے لیے ع*ام حالات میں بالکل نا قابل بر داشت ہوتی ہے۔ مگراب جہاں وہ میں گیاہے وہاں سے فوری طور پر بحلناعلاً مکن نہیں ہوتا۔ ایسی حالت ہیں گھباکر کوئی است دام کر ناسراسر نا دانی ہے ۔ جال ہیں پیضنے کے بعد حیر 🖞 اگر پیچ پر پیزا کے تووہ اور زیا دہ تھینتی جلی جاتی ہے ،اس طرح کسی نا زک صورت مال بیں بھنس جانے کے بعد آ دمی اگریے صبری کے ساتھ کا رروائی کرے تو وہ اورزیادہ اس بیں الجھ جائے گا۔ حکت کا بیاصول افرا د کے لئے بھی ہے اور توہوں کے لئے بھی۔

ردعل کے بغیر

ابک ہندی کہا و**ت ہے۔۔۔۔۔ چوٹ س**ے جوٹ نبد کی وائے گروہیں داس ۔ یعنی جوشخص لفظ کی چوٹ سہ سکے وہ اس قابل ہے کہ اس کو پیشیوائی کا درجہ دیا جائے اور دوسرے لوگ اس کے خادم بن کر رہیں۔

نفطکو*س کری*ظاہر ن<sup>ی</sup>ک کاخون بتہا اور نہ کسی کا ہاتھ پا وَل ٹوٹنا۔ مگریفط کی چوٹ کو بر داشت کر نا بلا شہہ کسی ادمی کے لئے مشکل نرین کام ہے۔ نغط کی چوٹ وہی شخص بر داشت کر سکتا ہے جس کے اندر گہرا کی ہو۔ جو ظاہری سطح سے اور پرا*نٹ کرچنہ و*ں کو دیچہ سکے۔

مشرکر شنامورتی (عمر ۹۰ مال) ، ہندستان سے منہور مفکر ہیں ۔ وہ نہایت عمدہ انگریزی بولیے ہیں ۔ چنانچہ ان کی تقریر وں میں انگریزی داں طبقہ ہزار وں کی تعد ادبیں شمر بکے ، موتا ہے ۔ ہند ستان سے علاوہ مغربی ملکوں میں بھی ان کی تقریر ہیں دل جیپی سے پی جانی ہیں ۔

تا ہم کرت نامورتی کو یہ نسکایت ہے کہ کوئی ان کے جبالات کو کل طور پر نہیں اپنا تا۔ مدر اسس کی ایک نفر بر بیں انھوں نے کماکہ ۵۰ سال سے بیں دینا بھر بیں سفر کرکے اپنے خبالات سینی کر رہا ہوں مگر لوگوں کے اندر کوئی علی حرکت پیدانہیں ہوتی " کیا آپ لوگ اپنے آپ کو بدل لیں گے " انھوں نے جمع سے سوال کیا، بھر خود ہی جواب دیا " آپ لوگ میر کی باتیں سن کر واپس چلے جایتیں گے اور بدست نور وبسا ہی کرتے رہیں گے جیبا اب نمک کرر ہے تھے ؟ دستے بچک لیے آپ ہم کوابن بات ساتھ اور بنتا ہے رہتے ہیں مٹر کرت میں میں میں نامی ہم آپ کا ساتھ نہیں کے ساتھ کہا :

Sir, have you ever asked a rose why does it bloom? جناب، کیاآب نے بھی گلاب سے پوچپا ہے کہ وہ کیوں کھلنا ہے ( ہندستان ٹائمس م م فروری م ۱۹۸) تنقیدی بات سن کراکٹر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی بچھرا ٹھتا ہے۔ مگرا بیسے موقع پر بچھر ناخو داپنا ہی نقصان کرناہے۔ اگر آپ مخاطب کی تبقید سن کر غفتہ ہوجائیں لو آپ صرف تیز وزند الفاظ بولیں گے۔ بیکن اگر ایسے موقع پر آپ اپنے جذبات کو سندھال میں تو آپ ایسی بات کہہ سکتے ہیں جو دل میں انرجائے اور مخاطب کو خا موسنس کر دیے۔

آسانی ہمیتنہ مشکوں کے بعداتی ہے

گرمیوں کے موسم میں گرد دغبار سے بھری ہوئی اُ ندھی جب اٹھتی ہے توبطا ہرا دیا معلوم ہوتا ہے کہ دہ معیبت کے سوا اور کچھنہیں۔ گردوس سے ماہرین ہوسمیات نے قراق م کر دیگیتانوں میں تحقیقات کے بود بتایا ہے کہ گرد بھری ہوئی اُ ندھیاں زمین برموسم کی سختی کو کنٹ ول کرنے کا ایک قدرتی ذریعہ ہیں۔ جب اُ ندھیاں چلی ہیں توان کی دجہ سے گردا تھ کر او بر جھاجا تی ہے ادر فضا میں ایک غلاف کی صورت بنا لیتی ہے ۔ اس طرح یہ اُ ندھیاں زمین کی سطح کو گرمی کی تیس سے محفوظ رکھتی ہیں۔ روسی سائن کی صورت بنا لیتی ہے ۔ اس طرح یہ اُ ندھیاں زمین کی سطح کو گرمی کی تیس سے محفوظ رکھتی ہیں۔ روسی سائن کی ایک قدارتی زمین کی سطح کو گرمی کی تیس سے محفوظ رکھتی ہیں۔ روسی سائن کی خلاف کی صورت بنا لیتی ہے ۔ اس طرح یہ اُ ندھیاں زمین کی سطح کو گرمی کی تیس سے محفوظ رکھتی ہیں۔ روسی سائنس دانوں نے مختلف الات اور جہاز دل کا اُ ندھیاں زمین کی سطح کو گرمی کی تیس سے محفوظ رکھتی ہیں۔ روسی سائنس دانوں نے مختلف الات اور جہاز دل کا استعمال کر کا ندھیوں کی خصوصیات کا مطالعہ کیا ہے ۔ ان کا کہن ہے کہ سخت گرمی کے دنوں میں بھی دیکیتان کی تیتی ہوئی سطح اس دقت تھنڈی ہوجاتی ہے جب گرد سے بھری ہوئی آ ندھیاں چابنا مشروع ہیں۔ گردک

قدرت کانظام کچواس طرح بنا ہے کہ ہرمفید دافتہ کسی ٹرمشقت عمل کے بید طہور بی آباب - یہ ایک سبق ہے جو بتا تا ہے کہ ہم حب اپنی زندگی کے بارے میں کوئی منصوبہ بنائیں تو اس حقیقت کو بھی طرد رسلسنے رکھیں کہ طلو بنتیجہ کو حاصل کرنے کے لئے ہم کو جدوجہ ہرکے ٹرمشقت دور سے گزر نا ہوگا ۔ موجودہ دینا کو اس کے بنانے والے نے اسی ڈھنگ بر بنایا ہے ۔ اور اس سے مطابقت کرے ہی ہم کوئی مفید نتیجہ برآ مدکر سکتے ہیں ۔ اگر ہم بیچا ہیں کہ ہم کو '' آندگی '' کی تعلیف نہ اعطانی بڑے اور اس کے بغیری ہمارے سردں پر تھنڈ ابادل سایہ کرلے توابی سے نتیجہ کو پانے کے لئے ہیں دوسری کا کنات بنا ٹی پڑے گار

اینی کمیوں کوجانے

وه برمعاب کی منزل میں تقا مگراس نے مثنا دی نہیں کی تھی ، اس لے کہ اس کو ایک آ میڈیل رفیقۂ حیات کی تلک کتی رلوگوں نے پوچھا : کیا آپ کو زندگی کھرکوئی اسی خاتون نہیں مل جو آ میڈیل رفیقۂ حیات بن کتی ہو۔ اس نے جواب دیا : ایک خاتون ایسی ملی تھی مگرشنکل پیٹی کہ وہ بھی اپنے لئے ایک آ میڈیل متو ہر تلامش کردی تی سے اور مذمتی سے میں اس بے معباد میربورا مذرا تر مسکا ر

لوگ عام طور پر دو سرول کی کمیوں کوجا ننے کے ماہر ہوتے ہیں اس لئے ان کاکسی سے نبا ہ نہیں ہوتا ۔ اگراد می این کمیوں کوجان بے تواس کومعلوم بوکہ وہ تھی اسی مبشری مقام برسے حباب وہ دوسر کو کھڑا ہوا پاہت ۔ اپنی کمیوں کا احساس آدمی کے انڈرتواض اور اتحاد کا جذب بیڈ اکرنا ہے ۔ اس کے برجکس اگر وَہ صرف دوسروں کی کمیوں کوجانت ابدنواس کے اندر تھمنڈ بدا ہو کا ادرکسی سے نباہ کر نااس کے لئے شکل بوطیے گا۔ نفسيات كامطالعه بتاتا بد ككسى ايك أدمى ميں سارى خصوصيات جمع تہيں ہوتيں كسى ميں كونى خصوصيت ہوتی ہے ادرکسی میں کوئی خصوصیت ۔ پھر شخص میں کوئی ایک خصوصیت ہوتی ہے اس کے اندر اسی نسبت سے كجهاد رخصوصيات بيدا موجاتي من جدكويا اس حصوصيت كالمنمني نيتحد موتى بين مثلاً ايك شخص اكربها در ب ند اسی نسبت سے اس کے اندر تردت ہوگ ۔ ایک تخص شریق بے تواسی سنبت سے اس کے اندر ترق ہوگ ۔ ایک تخص حسّاس ب تواسی نسبت سے اس کے اندر عصر ہوگا۔ ایک شخص ذہن ہے تواسی نسبت سے اس کے اندر تنقیدی ماده موگار ایک شخص عمی صلاحبت زیاده رکھتا ہے تو اسی نسبت سے اس کے اندر فکری استعداد کم موگ ۔ وغیرہ ايسى حالت ميں قابل عمل بات صرف ايک سمے رہم جس تخص کے "دوش پہلو" سے فائدہ اٹھا ناچا ہتے ہوں اس کے "تاریک بیلو" کونظراندازکریں۔ سیکَ واحد تکہ بیر ہے جس سے ہمکسی کی صلاحیتوں کواپنے لئے کا رآ مد بناسکتے ہیں ۔ مبال بیوی کے تَعلقات ہوں یا مالک اور ملازم کے تعلقات یا دکان دار اور شرکت دارکے تعلقات برجگهای اصول کوسامن رکھنے کی ضرورت سے۔اگریم کو "بجنول "لیناب توہم کو" کانٹ کوبھی بردا سنت کرناہو گا۔ حس سے اندر کا نظر کی بردائشت نہ ہواس کے لئے اس دنیا ہیں تھول کا مالک بنائعی مقدر نہیں۔ یہ ایک حقیقت سے کہ تنہا آ دی کوئی بڑا کام نہیں کرسکتا۔ بڑا کام کرنے کے لیے صروری ہے کہ مطلوبہ کام كى يشت برك أدميول كي صلاحيتي بول - أسى ضرورت ف مشترك سرمايد كي كمينيول كانصور بيداكيا ب يكن كمى آ دمیوں کا بل کر مقصد کی تمیل کے لیے جد وجہدکرنا اسی وقت ممکن ہے جب کہ اس سے افراد میں صبرا در وسعیت طف کاماده بوروه ایک دوسر کوبرداست کریں ۔ وه چوٹی چھوٹی باوں پر ایک دوسرے سے ندائجیں ۔ وه نانوش گوار باتوں کو یاد رکھنے کے جائے ناخوش گوار باتوں کو تھلانے کی کوششش کریں معیار ببندی بہت اچھی چز ہے مگر دب معیاد کا حصول ممکن نہ ہوتو حقیقت سیندی سب سے ہتر طرن عمل ہوتا ہے۔

صبري زمين ير

ہرى بھرى فسل تى سے كھيت ميں آئى ہے مذكر سونے يا ندى سے فرش بر ...... يەمدود معنوى ميں صف زراعت کی بات نہیں ۔ بلکہ بزرندگی کاعالم گیرفانون ہے۔ خدانے ہر چیز کے وجود بی آنے سے لئے ایک نظام مقررکر دیاہے۔ اسی خاص نظام کے تحت و ٥ چنر وجود میں آتی ہے کسی اور طریقۃ سے ہم اس کو وجو د میں نہیں لاسکتے۔

یہی اسانی زندگی کا معاملہ بھی ہے ۔ زندگی ایک ایسا امتحان ہے جوصبر کی زمین پر دیت بڑ تاہے ۔ زندگی ابک ایس صیح سری زمین براکنی ہے۔ خدانے ایدی طور برمقرد کر دیا ہے کہ زندگی کی تغییر صبر کی زمین پر مو اب قیامت تک ہی ہو ناہے ۔ ہم اس کی تعمیر سے لیے کوئی دوسری زمین نہیں بنا سکتے ۔

صبر من عنى چيز کانام بن وه سراسرايك منتبت رويد ب - صبر کامطلب ب سب بسوي سمج كركذرف كے بجلت سور جمھ كرا بناكام كرنا - جذبانى ردهل كى بجائے شعورى فيصله كے تحت ابنا منصو بنانا ۔ وقتی نا امیدیوں میں منتقبل کی امید کو دیکھ لینا۔ حالات میں گھر کر اے قائم کرنے کے بیا نے حالات سے اوير الظمررا ئے قائم کرنا۔

ابک بیج کو آپ سونے کی لیٹ میں رکھ دیں نو وہ اپن زندگی کے سرچیوں سے مربوط نہیں ہوتا۔ وہ زندگ کے اساب سے مجری ہوئی کا تنات میں بے اساب بناموا پڑا دہتا ہے۔ وہ اپچا کہ کا ادی صلاحیت رکھتے ہوئے اپجنے سے دم دہناہے۔

یہی حال انسان کابے۔ اگر وہ بے صبری کی حالت میں ہوتو وہ خداکی سرسبزو شا داب دنبا بس ابک تھنٹھ کی مانٹ دسو کھا ہوا پڑا دیے گا۔لیکن صبر کو اختیار کرتے ہی وہ اچا نک خدا کی زمین بیں این جردیں پالیام اور برط سے بڑھتے بالاخر بورا درخت بن جا تا ہے۔

جب آدی تقیقی عنوب میں صبر کا نثوت دیتا ہے تو وہ ہندوں کی سطح پر جینے سے بچائے خد اکی سط يرجين لكتاب دنياكى تنكبون سر كذر كروه أخرت كى وسعتون من ينتج جا تاب وه بده بعنى زندك کے مرحلہ سے بھل کر بامعنی زندگی کے مرحلہ میں داخل ہوجا تاہے۔ صبروالاانسان ی مون انسان ہے۔ اس کے لئے وہ آبدی انعام مفسدر کیا گیا ہے جس کا دوسرانام جنت ہے۔

انتقام بمي

ایک صاحب ٹرانسب ورٹ کا کام کرتے ہیں۔ ان کے پاس ایک گاڑی تفی جب کالانسن رسی طور بر دوسرے کے نام تفا۔ کچھ دنوں کے بعب داس آ دمی کی نیت خراب ہو گئ۔ اس نے چاہا کہ کاعن زیب قانونی اندراج سے فائر ہ انظاکر گاڑی پر قسبنہ کر لے پا اس کے معا وضہ بیں ان سے کوئی بڑی دست م حاصل کرے میرانپ ورٹ کے مالک کے سامنے حب یہ بات آئی تواس کے بدن میں آگ لگ گئے۔ وہ اپنے اس

اب اس کاذمن ہروقت ایک ہی سوچ میں رہتا۔ وہ بہکہ اس تحق کوکس طرح موایا جائے۔ انتقام کے جذبہ نے اس کے ذمن کوجرائم کا کار صن نہ بنا دیا۔ اس کو یہ اپنے کاروبار کی ترقی کی سن کرخی نہ اپنے گھر کو بنانے کی ساری من کر اس بات کی تقی کہ ند کورہ شخص کو کسی نہ کی طرح بلاک کر دیا جائے۔ اس حال میں چھ ماہ گذر گئے۔ بالآخر ایک ایسا واقعہ سیت آ یا جس نے اس کی زندگی کارخ بدل دیا۔ وہ انفاقاً ایک مقام برگیا ہوا کھت ۔ ایک مرک سے گذرتے ہوئے اس کے کان میں کچھ آ وازیں آ یہں۔ اس کو محسوس ہوا کہ پہل کوئی تقریر ہور، ی ہے۔ وہ جلسگاہ کی طرف مرکسا اور وہاں میچھ کر تقریر سنے لگا۔ نہیں۔ اس کو محسوس

انتقام بین سے پہلے سوچ لوکدا نتقت م کابھی انتقام میں جائے گا۔ تقریریک سادگ نے اس کو ابن طرف کی تھی لیا۔ وہ انتہائی خور کے ساتھ مقرر کی یا نیں سنتا رہا جو باریا زخت نف مثالوں کے ذریعہ اپنے نقطہ نظر کو داخت کر رہا تھا۔ تعریر کے بعد حب وہ جلسہ گاہ سے انھا تو وہ د دسر ا انسان بن چکا تھا۔ اس نے طریب کہ دہ انتقام کے ذہن کو ختم کر دسے گااور مذکورہ نتخص کے معاملہ کو خدا کے حوالکر کے اپنے کاروبا رکی نرتی ہیں لگ جائےگا۔ ٹرانبیورٹ کے ملک کو اب تک کام کرتے کا صوت "تخریبی ڈھالچہ " معلوم تھا۔ اب انھوں نے کا م

دوسرے اکثر لوگ جل دسم ہیں۔ کام کرنے کا ایک اور انداز بھی ہے۔ اور وہ ہے۔ سے دوسرے کے سیچھ دوڑنے کی بجائے اپنے بیچھ دوڑنا۔ مذکور ہنچص نے اب ای دوسرے طریفے کو پچڑ لیا۔ انھوں نے استمبر ۱۹۸۳ کی ایک ملاقات میں کہاکہ " اب وہ اپنے کو زیا دہ پرسکون بھی پاتے ہیں اور زیا دہ کا میاب کی "

ناگز سربرانی

منٹرڈی کے داس دہلی کے اعلیٰ ترین سرکاری افسران (Seniormost IAS officers) یں سے ایک سے ۔ دہلی کی ایک پوش کالونی «مدھوبن » میں ان کابہت بڑا مکان تھا۔ مگر ۳ اگست ۵ ۸۹ کو انھوں نے اچند کلے میں بچندا ڈال کر خودکتی کہ لی۔ ان کی اہلیہ مسز مینا داس ایک بے دن میں ان سے کم ے میں داخل ہو کیں تو ان کامردہ جسم جیت کے پنگھے سے بندھا ہوالٹ کا تھا۔ موت کے وقت مطرد اس کی عمر ۹ ۵ سے ان تھی ۔ وہ حال میں دہلی ٹورزم ڈولیمند کار بورلیٹن کے جیر بین مقرر ہوئے سے اور آئی اے ایس کے اسکیل کا آخری مثاہرہ پار ہے جند اس کے باوجو دمطرد اس نے کیوں نودکتی کہ کی ۔ اس سلسلہ میں ہم دو اخباروں کی رپورٹ سے چند جلے بہاں نقل کہ تے ہیں۔ بہلا افتباس ہند سے تان ٹا کس ہم اگست کا ہے اور دوسراط کس آن انٹر یا ہم اگست کا ہے :

A businessman friend of Mr Das said the deceased bureaucrat was dissatisfied with many of the postings he got. He said that Mr Das often used to say that he was always given insignificant and ordinary positions. He was also depressed because he felt that he was not being given his due in the Delhi administration.

جيلانگ نهد

A young man once came to a venerable master and asked, "How long will it take to reach enlightenment?" The master said, "Ten years." The young man blurred, "So long". The master said, "No, I was mistaken. It will take you 20 years" The young man asked, "Why do you keep adding to it". The master answered, "Come to think of it, in your case it will probably be 30 years'? اوبر کا اقتباس فلب کیلیو (Philip Kapleau) کے ایک مضمون سے لیا گیاہے - اسس کا ترجمہ بیہے : ایک بوجوان شخص ایک بارایک بزرگ استاد کے پاس آیا اور کہا : صاحب علم ينيني كينادقت لكحكا -" دس سیال نژ استاد نے جواب دیا ۔ " اتنی لمبی *مد*ت '' لوجوان یولا -استادنے کہا ۔''نہیں' مجھ سےغلطی ہوگئی۔ تہبارے بتے اس میں ۲۰ سال کی مدت درکار ہوگی۔ وجوان شخص نے یو جیا آپ مدت میں اضافہ کیوں کرتے جارہے ہیں " استاد نے جواب دیا ،"بات کو مسجھو ، تمہارے معاملہ میں غالبًا اس کو بہ سال لگ جائیں گے۔" (آرزی جنوری ۱۹۸۳) جو مقصد عام رفتار \_ ۱۰ سال یں حاصل ہوتا ہواس کو آپ دس دن یں حاصل کرنا چاہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اُب چھلانگوں کے ذریعہ اپنا سفر طے کرنا چاہتے ہیں۔اورچھلانگوں ا ورايد سفر بميشه اصل سفر كوطويل ترينا دينا - -چھلانگ لگانے والے کا انجام ہمینسہ یہ ہوتا ہے کہ دوکسی چٹان سے کراچاتا سے پاکسی کھڑیں جاگزتاہے۔اس کانیتبجہ بیر ہوتا ہے کہ اس کو تیچھے یوٹ کرکسی اسپتال میں داخل ہونا پڑتا ہے جہاں دہ مدت تک علاج کے لئے پڑار ہے۔ اگر وہ عام رفتار سے چلتا تو وقت پر اپنی منزل تک پہنچ جاتا۔ مگر حصلانگ نے اس کو پیچھے ڈال کر اسپ سے سفر کوا در لمباکر دیا۔ سی ام میں دیر لگاناجتنا غلط ہے اتنا ہی غلط یہ بھی ہے کہ آپ اس کوجلد پوراکر ناچ ایں ۔ مرکام کی تکمیل کا ایک وقت ہے اور صحیح تکمیل وہی ہے جواپنے وقت پر انجام پائے۔ دیر کرنا اگر سستی ہے توجلدی کرنا بے صبری ،اورخلاکی اس محکم دینیا ہیں دولوں بالآخر جہاں کیجنیج ہیں وہ بے انجامی کے سوا اور کچرنہیں۔



• · 

حوصله سناد

بوبل انعام یافتہ پر دفیسر عبد السلام فے جوری ۱۹۸۹ میں ہندستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا۔ اس سلسلہ میں ان کی تقریر وں کی ریود طیں اخب ادات میں آتی رہیں۔ ان کی ایک تقریر کی دیور ط يس حسب ذيل الفاظ شامل تحق :

Citing the example of South Korea, he said that about 15 years ago, the gross national product per capita there was equal to that of India. However, it was many times more now due to the efforts they had put. Prof. Salam said that a team from South Korea had come to Trieste, Italy, where he stays, and wanted to know how Nobel prizes were won. He said that it was a similar spirit which should be inculcated in the people of the third world.

The Times of India, January 16, 1986.

جوبی کوریا کی متال دیستے ہوئے پر دفیسر عبد السلام نے کہا کہ نقریبًا بندرہ سال بیہلے اس کی ادر بندستان کی تومی بید اوار نی شخص بر ابریتی ۔ مگر اب جنوبی کوریا کی کوششوں سے نیتجہ میں اس کی نی شخص قومی پیدا وار ہندستان سے کئی گنُاذیا دہ ہوچک ہے ۔ پر وفیسر عبد السلام نے کہا کہ جنوبی کوریا کی ایک یٹم ٹرلیٹ (اٹلی) آئ جہاں وہ دستے ہیں اور ان سے یہ جا ننا چا کہ نوبل انعام کس طرح حاصل کیے جاتے ہیں ۔ الحفون ہے کہا کہ ، یہی وہ روح ہے جو نیسری د نب کے لوگوں ہیں بید اکی جانی جا ہے ۔

تلاش کا بہ جذب ہی تمن ام نرقیوں کی بنیا دیے ، خواہ وہ فرد کی ترتی کا مع المہ ہو یا قوم کی ترتی کا مع ملہ ۔ اور نحواہ اس کا تعلق دنیا کی ترقیوں سے ہو یا آخرت کی ترفیوں سے ۔ م ترتی اخیں لوگوں سے بیے سے جوابیے اندر تلاکسٹ وسنجو کا کہمی رہ ضم ہونے والاجذبہ رکھتے ہوں ۔

نلاش کاجذب یہ بت اتا ہے کہ آدمی کے اندر جو دنہیں ببید اموا ہے۔ اور حبودتم مرقبوں کا قاتل ہے۔ جہاں جو دآیا وہاں نرقی کا عمل بھی لازمی طور پر دک جانے گا۔ جو دکی حالت ط دی ہونے کے بعد آدمی " مزید " کے شوق سے محروم ہو حب اتا ہے۔ اور حس سے مزید کا شوق دخصت موجائے وہ جہاں ہے وہاں بھی باتی نہیں دہے گا۔ بلکہ پیچے جانا سنہ درع ہوجائے گا ، یہاں تک کہ بالکل آخری صف میں بہو پنج جائے گا۔

ويتحج مستق

حصزت شفیق بلخی اور حصزت ابرا ہیم ا دہم دولوں ہم زما مذیقے ۔ کہاجا تا ہے کہ ایک بار شفیق بلخی ابسے دوست ابرا ہم ادہم کے پاس آئے اور کہا کہ میں ایک تجارتی سفر مرِ جارہا ہوں ۔ سوچا کہ جانے سے بہلے آپ سے ملاقات کرلوں ۔ کیوں کہ انداز 8 ہے کہ سفر میں کہ کم میںنے لگ جا ہیں گے ۔

اس طاقات کے چند دن بعد حضرت ابراہہم ادہم نے دیکھا کہ شفیق بلخی ددبارہ مسجد میں موجود ہیں۔ الحول نے پوچپا کہ تم سفر سے انتی جلدی کیسے لوٹ آئے یشفیق بلخی نے بتا یا کہ میں تجارتی سفر پر دوانہ ہو کہ ایک جگہ بہونچا وہ ایک غیر آبا دجگہ تھی ۔ ہیں نے وہاں بڑا و ڈالا ۔ وہاں میں نے ایک چرطیا دیکھی جو ارٹ نے ک طاقت سے محروم تھتی ۔ مجھ اس کو دیکھ کر تر سس آیا ۔ میں نے سوچا کہ اس ویران جگہ پر یہ چو یا این خوراک کیسے پاتی ہو گی ۔ میں اس سوچ میں تھا کہ اسے میں ایک اور چرطیا آئی ۔ اس نے ایک چرخ یا دیکھی جو ارٹ نے ک دکھی تھتی ۔ وہ معذور چرخیا کہ پاک دیکھ کہ تر سس کی چرخیا آئی ۔ اس نے ایک چرخ یا دیکھی جو او پر دیا کیسے پاتی ہو گی ۔ میں اس سوچ میں تھا کہ اسے میں ایک اور چرطیا آئی ۔ اس نے اپنی چو پنج میں کوئی جبر دیا دکھی تھتی ۔ وہ معذور چرخیا کے پاکس اتری تو اس کے چو پنج کی چیز اس کے سامنے گر گئی ۔ معذور چرطیا ای

یمنظرد یکھرمیں نے کہا سحان اللہ ۔ خداجب ایک چڑیا کارزق اس طرح اس کے پاس بہو نہا سکتا ہے تو محمد کو رزق کے بیے متہر در شہر کچر نے کی کبا صر درت ہے ۔ چنا نچ میں نے آگے جانے کا ادا دہ نزک کر دیا اور وہیں سے داپس چلا آیا ۔ یہ سن کر صرت ابر آ، سیسم اد ہم نے کہا کہ شفیق ، تم نے اپا، تج پرند ہے کی طرح بنا کیوں پند کیا ۔ تم نے یہ کیوں نہیں چا ہا کہ تمہاری مثال اس پرند ہے کی سی ہو جو اپنے فوت بازو سے خود بھی کھا تاہے اور اپنے دوسرے ہم جنوں کو بھی کھلا تا ہے ۔ سفیق بلی نے یہ سنا نوابر آ، پس ما دہم کا ہا تھ جو م لیا اور کہا کہ ابو اسحاق ، تم نے میری آنکھ کا پردہ ہے اور یہ اب

ایک ہی واقعہ بے ، اس سے ایک شخص نے بے ہمتی کا سبق لیا اور دوسرے شخص نے ہمت کا۔ اسی طرح ہر واقعہ ہیں بیک وقت دو بیہلو موجو د ہوتے ہیں ۔ بہ آدمی کا اپنا امتحان ہے کہ وہ کسی واقعہ کو کس زادیۂ نگاہ سے دیکھتاہے ۔ ایک زاویہ سے دیکھنے میں ایک جیز بری نظراً تی ہے ، دوسرے زاویہ سے دیکھنے ہیں وہی جیز اچھی بن جاتی ہے ۔ ایک دُرخ سے دیکھنے میں ایک واقعہ میں منٹی سبق ہو تاہے اور دوسرے رخ سے دیکھنے میں مبتی سبق۔ دیکھا



مشراً تنا ديوانگا ڈى (بنگلور) اس وقت كيمبرج ميں زيرتعليم تھ جب پندت ہوا برلال نہو و بان عليم كے لئے گئے ۔ ان كا اور نہر وكا بہت قربى سائة تفا . چنا بچہ ان كے بيٹے مشر ڈيرين الكادى كى پر ورش اس طرح ہوتى كہ دہ بچين سے نہروكے ند كرے سنت سے اور نہرد كى نى س كرتے ستے ۔ مشر ڈيرين انگا ڈى بعد كوفكم ا بيطرين گئے ۔ لا رڈ اٹن برو نے تقريب ہ ۲ كر ور دوئي كے خريق سے '' كا ندھى '' نامى مشہور فلم بن ان ہے ۔ ابت دائر جب اس فلم كے لئے كر داروں كى تلائ س ہوتى نوج ا ہرلال نہر وكارول اداكر نے الكے انحصر ڈيرين انگا ڈى كوموزوں سجھا گيا اور ان كوان كام كے لئے نتے برليا گھا ۔ مگر چوبا ہ بد ان ان كے بيائى كہ ان كا دى كان كا ام كر داروں كى تلائ س م دى نوج ا ہرلال نہر وكارول اداكر نے ك

This was six months after Darien Angadi had been given the part, during which he had worked hard to perfect his role.

د بر بن کورول دین کچه ماه بعب راییا مواجس کے دوران انھوں نے سخت محسّت کی تن کہ وہ دند م بیں معیاری رول اداکر سکیں ( ہندستان ٹائس ۲۰ استمبر ۲۹ ۸ ۹ ۱) میٹر و برین کو اس کا اتنا صدمہ مواکد انھوں نے حد دسمبر ۲۹ اکو خودکتی کرلی ۔ مند کورہ شخص نے کیوں خودکتی کرلی ۔ اس لئے کہ اس نے چھ مہینے تک محنت کرکے اپنے اندر جو صلاحیت پیدا کی تھی اس کو اس کا وہ استعمال نہیں طاجو اس نے چا ہا تھا۔ اس سے اس کے اندر بایوس پیدا ہوئی اور اس نے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا۔ مگر انسان اپن محنت سے اپنے اندر جو صلاحیت پیدا کرتا ہے ۔ وہ صلاحیت اپنی تعمیر آپ ہے ۔ اگر فوری طور پر اس کو اس کو استعمال کا موقع نہ ملے نہ میں دہ ایک محفوظ خز انہ اندر کر ایک میں معان کو اس کو اس کا موقع نہ ملے تو ہوں ہے ہو میں ان میں میں معان کر ہے ہو ہو کہ محفوظ خز انہ

ہے۔ اس کو بہ نہیں سجھنا چاہئے کہ اس کی محنت بے کارچلی گئی۔ اس کی محنت سے بیدا سندہ بیاقت بدستور اسس کے پاس موجو در ہتی ہے ا ورحب لد ہی آ دمی کوئی دوسے را موقع پالیتا۔ ہے جہاں وہ اس کو استعال کرکے اس کی پوری قیمن وصول کر سکے۔

امامست عالم كاراز

نومبر ۲۰ ۸ ۲ کی جارتاریخ سخی ۔ اسکاط لینڈ کے ایک ڈ اکٹر کے کرہ یں اس کا طازم داخل ہوا تو اس نے دیکھ کد ڈ اکٹر اور اس کے دوساحتی این کر سیوں سے گر کر فرش پر اوند سے مُتھ ہے ہوش پڑے ہوئے ہیں ۔ طازم نے سمجا کہ ان لوگوں نے تناید آج کو نی تیز قسم کی شراب پی لی ہ اس بنا پر ان کا بہ حال ہوا ہے ۔ اس نے ان کے کپڑے درست کیے اور خامونٹی کے ساعۃ باہر چلا گیا۔ مگربات دوسری تقی ۔ یہ در اصل سرحمیز سمیں (۰۰۸ - ۱۱۸۱) اوران کے دو اسٹ نٹ سے ۔ اخوں نے ان ان پنجم پر کلوروفادم کے اترات کا تجرب کردے کیے بہلی باداس کو سانس کے ذوئید اپنے اندر داخل کر لیا تا ان ان پنجم پر کلوروفادم کے اترات کا تجرب کردے کیے بیلی باداس کو سانس کے ذوئید اپنے اندر داخل کر لیا تا اس نے اپنے گاؤں کے اترات کا تجرب کر سات لڑکوں میں سب سے چیوٹا تقا۔ چار سال کی کر بیس اس نے اپنے گاؤں کے اسکول میں تعلیم نشروع کی ۔ اس نے نعیدم میں اتن دلچیں دکھ من کہ اس کا باپ اور جو بھا لی اس بر دراضی ہو گیے کہ خود انتہا لی صروری مصارف دیکھ کی اس کواعلی تعلیم سے لیے نشہر میں جیں ۔ اس طرح وہ اڈ نبرا یو نیورسٹی بہو پنا اور ڈ اکٹری میں اس وفت کی مب سے اونی ڈ گری دائیم ڈی یا حاصل کی ۔

د اکٹر سمبسن کو اپنے مطالعہ کے دوران معلوم ہواکہ کلورو فارم بیں بے ہوش کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس بے اس کی تنقبق ستر وع کر دی۔ وہ اس نیسے بر بیہ و نچا کہ آپریشن کے وقت اگر مریس کو وقتی طور بر کلور و فارم کے ذرایعہ ہے ہوس کر دیا جائے تو اس کو جبر بچا ٹر کی جیانک کیلی ف سے نجات دلائی جا سکتی ہے۔ اس نے اپنی تحقیق جاری رکھی یہ ان تک کہ خود اپنے آپ پر تجربہ کرکے بیت تابت کر دیا کہ کلورو فارم تو بے مزربے ہوستی کے بیے کا میاب طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح غریب نا نہائی کا یہ لڑکا انسان کو وہ جیز دے سکا جس کو ڈاکٹر برا دُن نے ان العت اظ بیں بیان کیا ہے۔ سے دکھی انسانوں کے لیے خدا کا ایک بہترین تحفہ ہ

---- one of God's best gifts to his suffering children.

جدید دنیا میں مغرب کی امامت کا دار اس سے اسی تتم کے باحوصلہ افراد ہیں جنوں نے اپنے آپ کو کھویا تاكه وہ انسانين كو ديں ۔ الفوں سے اپنے آپ كوخطرہ بس ڈ الا تاكہ وہ دوسروں كوخطرہ سے بچا سكيں ۔

ایک طریقیر پیچی ہے

بیولین (۲۱ ۸۱ - ۲۱۹) جب بیلی قید کے بعد حزمیرہ البا (Elba) سے بھا کا تواس کے ساتھ اس کے دفا دار سیاسیوں کی صرف ایک مختصر جماعت تھی۔ اس معز دل تاجد اد کے عزائم یہ تھے کہ دہ فرانس کے تخت پر دوبارہ قبصنہ کرے ۔ مگر سیلے ہی معرکہ میں اس کو فرانس کے ۲۰ ہزار جوانوں کا سامنا کرنا بڑا۔ نیولین دنیا کے انتہائی بہا درانسا نوں میں سے ایک ہے۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا کہ ابنی فوجی کمی کا لحاظ نہ کستے ہوئے حریف سے مگرا جائے ۔ جب دونوں فرنتی آ منہ سا سے ہوے نو دہ اکیلا با مکل غیر سلح حالت میں ابنی جما سے نظل اور نہا بیت اطینان کے ساتھ فرنتی مخالف کی صفوں کے معاصف ایف میں اس نے اپنے کوٹ کے بٹن کھو لے اور اپنے سینہ کو نشکا کہ دیا۔ اس کر بعد جذبا تی انداز میں اپنے مخالف سیا ہیں کیا کہ بنی میں ابنی جما در سے مگر اور اس نے معاد میں اس کی معنوں کے معاصف کو میں اور اس نے اپنے کوٹ سے بٹن کھو ہے اور اپنے سینہ کو نشکا کہ دیا۔ اس کے بعد جذبا تی انداز میں اپنے مخالف سیا ہیں جن میں سے اکثر اس کے ماقت دو ہے تھے ، خطاب کہ معال کہ ہے ہوں کے معاصف کو ایف سیا ہیں ہوں سے میں ایک رہا

" تم میں شے کون وہ سپاہی ہے جوابنے باب کے ننگ سیسنہ پر فائرکرنے کوتیاد ہو "

اس کا اتر بیه مواکد ہرطرف سے «تونی نہیں، کونی نہیں ، کی اوازیں بلند مونے لگیں۔ تمام سیامی مخالف جماعت کو چھوٹر کر نیولین کے چھنڈ سے کے نیچے آگئے۔ نیچہ ظاہر ہے ۔ نیولین اپنی بے سروسامانی کے با دجو دفائح موا ۔ اس نے ملک فرانس کے تخت پر دوبارہ قبصنہ کربیا۔ حالاں کہ اس دقت وہ جس بے سروسامانی کی حالت میں تھا، اس کے ساتھ اگر دہ فرانس کی فوجوں سے لرحیانا تومیدان جنگ میں شاید اس کی لائش ترط بتی مہوئی نظراتی ہ

ادی کے پاس کتنا ہی ساز دسامان ہولیکن خطرہ بیش آنے کی صورت میں اگر وہ گھرا ا تھے تو اس کے اعصاب جواب دے جائیں گے دہ اس قابل نہیں رہے گا کہ صورت حال کے پارے میں سوچے اور مقابلہ کے لیے اپنا منصوبہ بنائے - اس کے برعکس اگر وہ خطرہ کے دقت اپنے ذہن کو حاضرر کھے تو بہت جلدا لیسا ہو گا کہ وہ خطرہ کی اصل نوعیت کو سمجھ لے اور اپنے ممکن درائے کو بروقت استعمال کرکے کا میاب دیے۔

جرأت مندى احد اور اقب ال دو یوں ایک ہی شہریں رہتے تھے۔ احد بی اسے پاس تھا ۔جب کہ اقبال کی نعیم صرف آحظویں کلاس تک ہوئی کھتی۔ ایک بارا قبال کوایک سرکاری دفتریس جا نا تقاروہ و پاں جانے لگاتو احدیمی اس کے ساسمة جلاكيا به دونون مذكوره دفتريين بيهويني باحمد في ديكيب كه اقبال وبإن مسلسل انكريزي بول ر باسے ۔جب دونوں بام نیکھ تو احد نے کہاکہ تم بالک غلط سلط انگریزی بول رہے تھے ۔ بیں تو کہمی اس طرح بولینے کی ہمت نہیں کروں گا۔ اقب ال کو احد کے اس نبصرے سے کوئی شنرمندگی نہیں ہوئی ۔ اس نے ٹراغتماد کہے میں جواب دیا : غلط بولو ناکه تم صح بول کو ۔ ا تبال نے مزید کہا کہ تم اگرچہ بی اسے ہو اور میں کچھ بھی نہیں ہوں مگر دبکھ لیب کہ بیں انگریزی یولنے لگوں گا ادر تم تہم بھی نہ بول سکو گے۔ اسب واقعہ کو اب بیس سال ہوچکے ہیں۔اقبال کے الفاظ صد فی صدصیح تابت ہوئے احر اسم بھی وہیں ہے بھاں وہ بیس سال پہلے تقا گراقبال نے اس ترت بیں زبر دست ترقی کی۔ وہ اب ب تکلف انگریزی بولتا ہے اور بہت کم ایسے لوگ ہیں جواس کی گفتگو ہیں زبان کی غلطی پکر سکیں۔ اقت ال ال الس جرأت منداند مزاج ف اس كوبهت فائده بهونجايا - اس سے بہلے شہر بیں اس کی ایک معمولی دکان تھی۔ گرآج اسی شہر میں اس کا ایک بڑ اکارخارنہ قائم ہے « غلط بولوتاکہ تم صح بول کو » اس کے اپنے حق میں صد فی صد درست نابت ہوا۔ اقبال کے اس طریقہ کا تعلق صرف زبان سے نہیں بلکہ زندگی کے تمام معاملات سے سے موجودہ دنیایں وہی لوگ کامبیاب ہوتے ہیں جو حوصلہ کے مالک ہوں ، جو بے دھرک آگے بڑھنے ک ہمت کرسکیں ۔ جوخطرہ مول ہے کر است دام کرنے کی جرائت رکھتے ہوں ۔ اس دنیا ہیں غلطی کرنے والا ہی صبح کا م کرتا ہے۔ جس کو بہ ڈرا گا ہوا ہے کہ کہیں اس سے غلطی نہ ہوجائے وہ زندگی کی دوریں بیچے رہ جائے گا۔ اس کے بیے آگے کی منزل پر بیہو نچنا مقدر منہیں ۔

استاد کیغیر

ایک خاتون نے انگریزی ٹر حلی ۔ ان کے والدمولوی تھے۔ ان کے گھر میدانگریزی کا ما تول نہ تھا ۔ بینا نچہ ایم - اے (انگلش) ایھوں نے شکل تھرڈ نمبروں سے پاس کیا ۔ ان کو شوف تھا کہ ان کو انگریزی کھنا آجاے ۔ یہ کام ایک ا بچھ استا دے بثیر نہیں موسکتا تھا ۔ میکن ان کے گھرے حالات اس کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ کوئی استا درکھیں ا در اس کی مددسے اپنے اندر انگریزی ککھنے کی صلاحیت پیدا کریں ۔

گر جہاں تمام راستے بند موتے ہیں دہاں تھی ایک راستہ آ دمی کے لیے کھلا ہوتا ہے۔ مشرط صرف بر ب کہ آ دمی کے اندر طلب ہو اور وہ اپنے مقصد کے حصول میں اپنی پوری طاقت لگا دے ۔ خاتون نے استا دے مسئلہ کا ایک بنہایت کامیا ب حل لمانٹ کرلیا ۔ انھوں نے لندن کی تیمپی ہوئی ایک کتاب پڑھی ۔ اس میں انگریز مصنف نے بروٹی ملکوں سے انگریزی طالب علوں کو یہ شورہ دیا تھا کہ وہ انگریزی تھنے کی مشق اس طرح کریں کہ کسی اہل زبان کی میمونی کوئی کناب لے لیں ۔ اس کے بعد روز انداس سے چند صفحات نے کریمپی اس کا اپنی زبان میں نر تر ہم کریں میمون ہوئی کوئی کناب ایس ۔ اس کے بعد روز انداس سے چند صفحات ہے کریمپی اس کا اپنی زبان میں نر تر ہم کریں میموز ای بند کر کے الگ رکھ دیں ۔ اور اپنی تر تم ہوئی عیارت سے اپنی میں منتقل کریں ۔ جب ایسا کرلیں تو اس کے معدر دوبارہ کتاب کھولیں اور اس کی تھی ہوئی عبارت سے اپنی انگریز میں منتقل کریں ۔ جب ایسا کرلیں تو اس کے انھوں نے کوئی خلطی کی سے باطنی اظہار میں کو تا ہو کی جی ہوئی جس ایس کا این لائیں اور کریں کہ روٹی میں خود ہی اپنے مضمون کی اصلاح کریں ۔

خاتون نے اس بات کو بکڑ لیا۔ اب وہ روزانہ اس پڑمل کرنے لگیں۔ انگریزی انجادیا رسالہ باہمی کتاب سے انگریزی کا کوئی مضمون لے کروہ روزانہ اس کو اردومیں ترجمہ کرتیں اور بھراپنے ارد و ترجمہ کو دوبارہ انگریزی بین تقل کریں اور بھراپنے انگریزی ترجمہ کو اصل انگریزی عبارت سے طلاکر دیکھتیں کہ کہاں کہاں فرق ہے۔ کہاں کہاں ان سے کوئی کمی ہوتی ہے۔ اس طرح وہ روزانہ تفریباً دوسال تک کرتی رہیں۔ اس کے بعد ان کی انگریزی اتن اچھی ہوگئی کہ دہ انگریزی بی مضامین تکھنے لگیں۔ ان کے مصال تک کرتی رہیں۔ اس کے بعد ان کی انگریزی نے اکسپورٹ کا ایک کام متر درج کیا جس میں انگریزی خط وکتابت کی کانی ضرورت بڑتی تھی۔ حال کے ان کے مطال نے اکسپورٹ کا ایک کام متر درج کیا جس میں انگریزی خط وکتابت کی کانی ضرورت بڑتی تقی ۔ خانون نے انگریزی خط د تربان میں کیا وی تجربہ دوسری زبانوں میں بھی کیا جاسکتا ہے ۔

مارى دينياكى ايك تجميب خصوصيت يد ب كدان يوكى كاميابى تك يہنچ كے مبہت سے تمكن طريقے ہونے ہيں ۔ بجھ دردازے اگرا دمى كے اوپر بند موجائيں تب تھى كچھ دوسرے در دازے خطط موتے ہيں جن ميں داخل موكر دہ ابنى منزل تك پنچ سكتا ہے - بر ايك حقيقت ہے كہ موجودہ دنيا يوں سى تخص كى ناكامى كاسبب تميش سيت تبتى ہوتا سے بندكہ اس كے لئے مواقع كانہ ہونا ۔

• ۹۹ اک دلک بیمک کی بات ہے - میں اعظم گر مد کے ریلوے اسٹیش بر سکٹ خرید رہا تھا ۔ ٹرین بیدید فادم بر کھڑی تھی اور چیوٹنے کے قریب تھی کہ ایک دیم ای آدمی تحق لینے کے لئے آگیا ۔ اس کوجس مقام تک جانا تھا اس کا کرایہ چند روسیہ ہوتا تھا۔ اس نے اپنی بندھی ہوئی سمٹی کھڑکی کے اندر ڈال کر کھولی تو اس میں سب چیوٹی ریز گاری تھی ۔ بابو اس کو دیکھ کر گرڈ گیا اور بولا: روسیہ ہے آو ، اتنی سب ریز گاری ہم کب تک گئے تر ہیں گے ۔ محصر زیب دیم آتی بر رحم آیا ۔ میں نے تور آجیب سے نوٹ نکا لے اور اس سے کہ اکدتم یہ نوٹ لے لوادر ریز گاری محصر خریب دیم آتی نے میری بیٹ کش قبول نہ کی ۔ اس نے وحشت بھری نظروں سے میری طون دیکھی اور بچھ خریب دو ہم آتی نے میری بیٹ کش قبول نہ کی ۔ اس نے وحشت بھری نظروں سے میری طون دیکھی اور پھر خاموش سے ایک طون چلاگیا ۔ میں تیزی سے حمل کرٹرین پر سوار ہوگیا ۔ تاہم میری نظری اس دیم آتی کا ناکا م

دیہاتی آدمی نے میری بیٹ کش کیوں قبول نہ کی ۔ اس کی دجہ "سب ۔ اس نے سبحعا کہ میں اس کی مردری سے ، سبے ۔ اس نے سبحعا کہ میں اس کی کم زوری سے فائدہ اٹھا رہا ہوں اور ا بینے خراب سکوں کو اس کی دیز گا دی سے بدل لیڈا چا ہتا ہوں ۔ بیت جہ اس کے ذہن پر اتنا چھا یا کہ وہ اپنی دیز گاری سے ذہن پر ات اس کے ذہن پر اتنا چھا یا کہ وہ اپنی دیز گاری کو میرے حوالے کرنے پر آمادہ نہ ہو سکا یہاں تک کہ اس کی گاڑی اس سے چھوٹ تھی ۔

یہی آئٹ ہمارے سمائ کی عام حالت ہے ، ہرآ دمی دوسرے آ دمی کوسٹیدکی نظریے دیکھتا ہے۔ ہر آ دمی دوسرے کویے بھردسہ سمجھ رہا ہے ۔ اس کی وجہ سے پورے سماج میں ایک دوسرے کے خلاف بے اعتمادی کی فضا چھائی ہوئی ہے ۔ ہرآ دمی اپنے آپ کو میت سے ممکن فائدوں سے محروم کئے ہوئے ہے ۔ کیونکہ اکثر کام کرنے کے لئے کئی اُ دمیوں کا تعادن صروری ہوتا ہے ادر شبہات کی فضائے ایک دوسرے کے ساتھ تعادن کا امکان ہی ضم کردیا ہے ۔

شبہ سے شبہ مجم لیسا ہے اور اعتماد سے اعتماد بیدا ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی کو شبر کی نظر سے دیکھنے لگیں تو بواب میں اس کے اندریمی آپ کے خلاف شبہات پیدا ہوں گے اور دونوں کے درمیان فاصلہ بڑھتا چلاجا ے گا-اس کے برعکس اگر آپ اس کے ساتھ اعتماد کا معاملہ کریں تو اس کے دل میں بھی آپ کے بارے میں اعتماد پیدا ہو گا اور دونوں ایک دوسرے سے قریب ہوتے چلے جا دیک گئے ۔ بحد " انسان " ایک جسم کے اندر ہے دہی انسان دوسرے جسم کے اندریمی ہے ۔ مگر آ دمی اکثر اسس

برطانیہ میں جون سرم ۹ میں جزل الکشن ہوا۔ اس الکشن میں کسرویٹو پارٹی کامیاب ہوئی اور اس کی لیڈر کی جیٹیت سے مسز مار گریٹ تیسچر دوبا دہ برطانیہ کی وزیراعظم مقرر ہوئیں۔ اس کا میا بی کے بعد سنز تیسچر نے پہلا کام برکیا کہ مطرف انسب بم (Francis Pym) کو کو مت سے علیحدہ کردیا۔ مسٹر پم منز تیسچر کی ابنی پارٹی کے لیڈر تنے اور مسز تیسچر کی کین طیمیں وزیر خارج کے جمدہ بر تقے۔ پم منز تیسچر کی ابنی پارٹی کے لیڈر تنے اور مسز تیسچر کی کین طیمیں وزیر خارج کے جمدہ بر تقے۔ مسٹر پم ایک بہت اوپنے خاندان کے فرد ہیں۔ ان کو حکومت میں اعلیٰ مناصب حاصل در ہے میں۔ پیز سنز تیسچر نے کیوں ان کو کا بین سے علی ہو کیا۔ اس کی وج یہ تھی کر انکشن کے زبار نہ بی ایک تقریر میں مسٹر پم ایک بہت اوپنے خاندان کے فرد ہیں۔ ان کو حکومت میں اعلیٰ مناصب حاصل در ہے میں۔ پیز سنز تیسچر نے کیوں ان کو کا بین سے علی دہ کیا۔ اس کی وج یہ تھی کر انکشن کے زبار نہ بی ایک مسٹر پم نے ایک انہی بات کہہ دی جو مسنز تیسچر کو پیند نہیں آئی۔ مسٹر پم نے ایک انتخابی تقریر میں حزب اختلاف (الپز نیٹن) کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا لکو کی کھی حکومت معباری حکومت نہیں ہوتی۔ اس لیے ایکی حکومت خان کی کرنے کے لئے مضبو طرب اختلاف

A strong opposition is an indispensable ingredient of good government. (Because) no government is perfect.

مشركم كايد بيان منر تتيير محيلية ناقابل برداشت تقار الفوب في فورًامشر كم كو وزارت سے خارج كرديا. انسان کی یہ عام کمزوری ہے کہ وہ تنقید کور داشت نہیں کرتا۔ اس کمزوری کاسب سے بڑا نفصان برب که آدمی اچھے ساتھیوں سے محروم ہوجا تا ہے۔ کوئی اعلیٰ کام اعلیٰ قابلیت کے ساتقیوں کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور اعلیٰ قابلیت کے سائقیوں کوجوڑنے کی واحد تد ہیر یہ ہے کہ ان کی تنفیذوں کوہردا شت کیاجا ہے۔ کیوں کہ اعلیٰ ذہن کے لوگ اپنی ذہنی آزادی کو مقب کرکے بنیں رہ سکتے۔ اب اگر سربراہ وسیع ظرف کا آدمی ہے تو وہ اپنے ساتھیوں کی سنکری ازا دی اور ان کے اخباب نوبر انہیں مانے گا۔ اس طرح و ٥ البیت ام لوگوں کو ابنے ساتھ جوڑ ہے رہے گا۔ اس کے برعکس اگر سربراہ تنگ ذہن کا آدمی ہے تووہ ایسے لوگوں کی مست در مذکر سکے گا۔ اور اس کانیتجہ یہ ہو گا کہ اس کی جماعت تبیہ درجہ کے لوگوں کی لڑلی بن کررہ جائے گی جو نہ کسی اعلے کا مرکو کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور ىذاس كوشمصنے كى۔

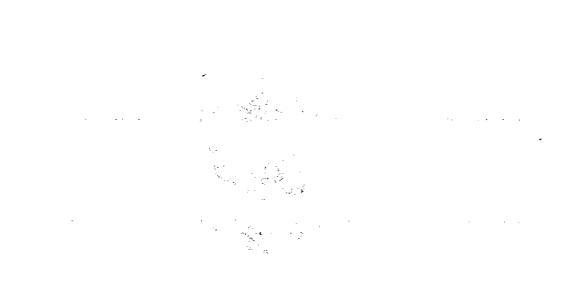
ابرایام ریکن ( ۱۸۹۵ - ۱۸۰۹) جدید امریکه کامعادے ، امریکه کی ساسی تاریخ میں اسب کو بہت نمایاں مقام حاصل ہے ۔ مگرینکن کو یہ کا میا بی اچانک نہیں ملی ۔ اس کامیابی تک پہو پنے کے بیے اس کو ناکامی کے اُن گنت ذبیت سط کرنے پڑ سے۔ لنکن کی زندگی کو ایک شخص سے چند الفاظ بیں اس طرح بان کیاہے :

مالوسي تهيس

This man had failed in business in '31. He was defeated in politics in '32, he failed once again in business in '34. He had a nervous breakdown in '41. In '43 he hoped to receive his party's nomination for Congress but didn't. He ran for the Senate and lost in '55; he was defeated again in '58. A hopeless loser, some said. But Abraham Lincoln was elected President of the United States in 1860. He knew how to accept defeat—temporarily.

ایک آدمی ۱۳ ۸۱ میں تجارت میں ناکام ہوگیا۔ اس نے ۱۳ ۱۸ میں سیاست میں شکت کھائی ۔ ۱۹۸۸ میں دوبادہ اس کو تجارت میں ناکامی ہوئی ۔ ۱۹۸۱ میں اس پر اعصاب کا دورہ پڑا۔ ۳۶ ۸۱ میں وہ الکش میں کھڑا ہوا گر ہارگیا ۔ ۸۵ ۸۸ کے الکشن میں اس کو دوبارہ شکت ہوئی ۔ لوگ اس کے بارے میں کہنے تکے کہ یہ شخص مجمی کا میاب نہ ہوگا ۔ گر یہی وہ شخص ہے جو ۲۰۸۱ میں ابرا ہا م مانکن کے میں کہنے تکے کہ یہ شخص مجمی کا میاب نہ ہوگا ۔ گر یہی وہ شخص ہے جو ۲۰۸۱ میں ابرا ہا م مانکن کے نام سے امر ملیکا ۱۱ وال صدر منتخب ہوا ۔ اس کی کا میا بی کا راز یہ تقا کہ وہ جا تا تقا کہ شکت کو کیسے تیلم کیا جائے ، عارض طور پر نہ کہ منتقل طور پر (ستمبر ۲۷ وا) کامیا بی ہمینڈ ناکا میوں کے بعد آتی ہے ۔ اس د سن میں فتح صرف اس تحص کے ہے ہیں کامیا بی کی اصل قیمت ہے ۔ جو لوگ یہ قیمت ادا نہ کریں وہ کبھی اس د نیا بی کا میا بی کی منزل کو مہیں ہو پنج سکتے ۔ اس د نیا میں کا میا بی کا راز صرف ایک ہے ۔ یہ کہ آپ ناکا می کو دوبارہ مہیں ہو پنج سکتے ۔





•

ٹو طن*ت* کے بعد

مادہ کی آخری اکائی ایٹم ہے جس طرح سماج کی آخری اکائی فرد ہوتا ہے۔ اگر ہم ایٹم کوتو شن میں کامیاب ہوجایئ توہم اس کو فنانہ بیں کرتے۔ بلکہ اس کو ایک نئی اور زیاد ہ مرضی توت میں تبدیل کر دیتے ہیں جس کا نام جو ہری تو انائی (Atomic energy) ہے۔ مادہ منجد تو انائی سے اور تو انائی منتشر مادہ۔ مادہ اپنی ابتدائی شکل میں جنتی فوت رکھتا ہے، اس کے مقابلہ ہیں اس وقت اس کی فوت ہوت بڑھ جاتی ہے جب کہ اس کے اٹھوں کو تو ڈکر جو ہری تو انائی میں تب بیل کردیا گیا ہو۔

معمولی مادی قوت اور جو ہری قوت میں کیافرن ہے، اس کا انداز ہ اس سے کیج کہ دوٹن کو ملایک ربل گاڑی کو سترمیل تک لے جانا ہے اور نوئیکن کروسین ایک موٹر کو پاپنخ سومیل تک دوڑانے کے لیے کافی موتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بارہ پونڈیورینیم حب جو ہری توانائی میں تبدیل کر دیا جائے تو وہ اس قابل ہو جانا ہے کہ ایک تیزر منت ار راکٹ کو دولا کھ چاہب ں ہزار میل کا سفر طے کراسکے ۔

ایسابی معاملہ سسماجی اکائی کا ہے جن کو انسان کہتے ہیں۔ انسان ترب '' ٹوٹر تا ہے '' تو وہ بے پناہ حد تک وسیع ، وجاتا ہے۔ جن طرح ما دہ ٹو شنے سے فنانہ ہیں ، وتا بلکہ اپنی قوت بڑھا لیتا ہے ڈ۔ ای طرح انسان کی سنی جب '' سن کست ''سے دوچار ہوتی ہے تو وہ ختم نہیں ، وتی بلکہ نئی سن دیر ترطاقت حاصل کرلیتی ہے۔

انسان پر شکست کاحاد خد گزر نااس کے تمام اندرونی تا روں کو چھیڑ نے کے ہم عنی ہے۔ اس کے بعد اس کے نمام احساسات جاگ الحظتے ہیں۔ اس کی چھپی ہوئی طاقت تیں اپنی ناکامی کی نلافی کے ایئے حرکت میں آجاتی ہیں۔ اس کے عزم وارا دہ کو مہیز تکھی ہے۔ اس کے اندر ہاری ہوئی بازی کو دو بارہ جینے کاوہ بے پناہ جذبہ ہید ابتو تاہے جو سیس رواں کی طرح آگے برط مقتاہے۔ اس کو روکنا کس کے بس بن ہیں ہوتا، حق کہ بچھریلی چانوں کے بس میں بھی نہیں ی

مادہ کے اندرایمی انفجار (Atomic explosion) الکوبہت زیادہ طاقت در بنادیتا ہے۔ ای طرح انسانی شخصیت کے اندر بھی بے ہی امکانات چھے ہوئے ہیں۔ یہ امکانات اس وقت بر روئے کار آنے ہیں جب کہ انسانی شخصیت کمی انفجارے دوچا رہوجائے۔ اس پر کوئی ایسا حادینہ گذرے جان کی شخصیت کو بھاٹر کر طم کر سے موال کے تا رول کو چھیٹر کر اسس کے سازچات کو کادے۔

كاميابي كاراز

ایک جاہل شخص ہندستان سے داق گیا۔ وہاں سے دہ دوسال کے بعد وابس آیا توایک ادمی نے یوچھاکہ کمتنا بسیہ کماکرلائے۔ اس نے کہاکہ میں زیادہ توہمیں کما سکا۔ پھڑھی کھاپل کر چاپس ہزاد دو بے لایا ہوں۔ آ دمی نے دوبارہ پوچھا کہ یہ بتاؤکہ میسیہ حاصل کرنے کاداز کیا ہے۔ اس نے جواب دیا:

بھائی صاحب، یس نے توبیجانا کہ من مارو کے تومنی پاؤ گے۔

منی د دولت) پانے کاراز بہ میں کہ آ دمی صبر کے ساتھ کام کرے ، اپنے ذوق پر چیلنے کے بجب است دوسروں کی دعامیت کرتے ہوئے جدد جہ کرے ۔ کیونکہ د ولت حاصل کرنے کامطلب دوسروں کی جیب سے دولیت نکالنا ہے ۔ بچھر اگر آپ دوسروں کی دعایت نے کریں گے تو دوسراشخص آپ کو یہ توقع کیوں دے گا کہ آپ اس کے جیب کی دولت نکال کرانی جیب میں ڈالیس ۔

دولت حاصل کرنے کاراز من کو مارنا ہے۔ اپنے ذوق بر چلنے کے بجائے دوسرے کے ذرق برجینا ہے۔ یہی بات دوسرے مقاصد کے لئے بھی صحیح ہے اور سی بات دینی مقصد کے لئے بھی ۔ اس دنیا میں آ دمی کو دوسرے مبہت سے لوگوں کے درمیان کام کر ناپڑ تا ہے۔ اپنے سے باہر سببت سے حالات سے مقابلہ کر کے اپنا سفرجاری کرنا ہوتا ہے ۔ اس لئے اس دنیا میں کوئی کا میا بی اس دقت نک مکن نہیں جب تک میر نہ ہو کہ آ دمی اپنے ذاتی خول سے باہر آئے ، دہ اپنی من مانی کار دائی کر نے کے بجائے دوسرے افراد اور خارجی حالات کی رعایت کرتے ہوئے اپنا راستہ نکا ہے۔ وہ اپنی من مانی کار دائی کر بے ساتھ دوسروں کو بھی شال کر ہے ۔

یہ ایک حقبقت ہے کہ اس دنیا ہیں آ دمی اپنے آپ کو کچل کر دوسرے کو پا آ ہے۔ خارجی تقاضوں کا اعتراف کر کے وہ خارج سے اپنا اعتراف کر دانے میں کا میاب ہوتا ہے۔ اپنے سے باہر کی دنیا کو کچھ دینے کے بعد ہی اس کے لئے یہ مکن ہوتا ہے کہ وہ باہر کی دنیا سے اپنے آپ کے لئے کچھ یا سکے۔

ناموافق حالات

یہ بات انسانوں کے لئے بھی صحیح ہے۔ انسان کے اندر بے شمار صلاحیتیں ہیں۔ یہ صلاحیتیں مام حالات میں سوئی رہتی ہیں۔ وہ ہب راراس دفت ہوتی ہیں جب ان کو جھٹکا لیکتے۔ جب دہ عمل میں آبس سی بھی مقام پر اس کامن اہدہ کیا جاسکتا ہے کہ جن خاندانوں میں آسو دگی کے حالات آجاتے ہیں اس کے افرا دیے صاور کم عقل ہو جانے ہیں۔ اس کے برعکس جن خاندانو ں کو چک حالات گھرسے ہوئے ہوں ان کے افرا دیں ہر قسم کی ذہنی اور کی صلاحیتیں زیادہ اجائر ہوتی ہیں۔

موجودہ زمان کے سلمانوں کو بینسکایت ہے کہ وہ اپنے احول میں عدم تحفظ کی صورت حال میں تبلا ہیں گروہ بھول جانے ہیں کہ اسلام کے استدائی دور میں محدا در مدینہ کے مسلمان اس سے کہیں زیا دہ عدم تحفظ کی صورت حال میں متبلا تھے۔ اگر عدم تحفظ کو کی «برائی " ہوتی توفقیت السّر کا رسول اور اس کے اصحاب کہیں زیادہ اس کے تق تھ کہ السُّر اعلی اس برائی ہے دور رکھے۔ مگرالسَّر نے الیانہیں کیا۔ بلکہ ان کو لسل عدم تحفظ کی صورت حال میں رکھا۔ ان کو اپن زندگ میں کم چی چین اور آسودگی دل کی ۔ جفیقت یہ ہے کہ دنیا کا نظام السُّر تعالیٰ نے جس ڈھنگ برنایا ہے وہ ہی جہ کے میں اور آسودگی دل کی ۔ متعدی کا ظہور ہو۔ متعدی کا ظہور ہو۔ متعدی کا ظہور ہو۔ متاریخ براتی ہے کہ اعلیں لوگوں نے بڑی بڑی تر تیاں حاصل کیں جو حالات کے اندر ایک متعدی کا ظہور ہو۔ متلا تھے۔ فذرت کا پی قانون افراد کے لئے ہے اور پی قوموں کے لئے۔

براكام ولیم بلیک (William Blake) فکہاہے کہ عظیم کام اسس وقت ہوتے ہیں جب کہ النان اور بهارشطتے ہیں ۔ کوئی عظیہ کم کام سرک پر دھم دھکا کرنے سے نہیں ہوتا ،

Great things are done when men and mountains meet. This is not done by jostling in the street.

ولیم بلیک کی بہ بات صد فی صد درست ہے ۔ بہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے کام کے لیے بڑا عمل درکار ہوتا ہے۔ یہ اڑوں کی کھن جڑھا نا کے بعد آدمی چوٹی پر بہونچتا ہے۔ سڑکوں پر متوروغل كرنے باجلسوں بیں الفاظ کے دریا بہانے سے کوئی ٹرامقصد کمچی حاصل نہیں ہوتا۔ حقيقى معنول ميں كونى برا انحب م يانے مح ي حزورى موتاب كم حالات كوانتها ى گہرانی کے سباحة سمجاجائے ۔ اینے وسائل اور خارجی امکانات کی بوری رعایت کرنے ہوئے منصوبہ بندی کی جائے۔ سفرست روع کیا جائے تو اس حقیقت کو بوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے كياجائ كراسة بي دوسر ببت س مسافر بحى موجود بي -

بچربیای صروری بے کہ آدمی ہروہ فربانی دے جو اسس کا مقصد اس سے تقاصا کمے کہیں وہ مال کی قربانی دے اور کہیں وقت کی کہیں وہ رائے کی فربانی دے اور کہیں جذبات کی۔ کہیں وہ دوسروں سے نمٹے اور کہیں وہ خود ایب احتساب کرے۔ کہیں وہ چلے اور کمیں تندید ہمان کے بادجود ڈک جائے۔

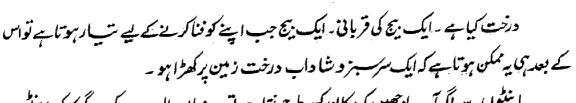
یہارٹ کی جڑھائی حببی محنت کیے بغیر کوئی بڑا کام انجام نہیں یا تا۔ ہر بڑا کام بڑی جد وجب یہ جام تلب الساكام جواً دمى كم يت كم بعد محم البين متنبت انترات بانى ركھ - ايساكام جومسنقبل کی نقتہ گری کرنے والاہو، ابسا کام جوتاد پنج کے ڈخ کو موڑ دیے، بے بناہ محنت جام اسے۔ ابسے کام کے بیے انتفاہ دانت مندی درکار ہے ۔ یہی وج ہے کہ اس قسم کا کام وہی لوگ کر پاتے ہیں جو فی الواقع بهمار کی جراحا کی جیسے عمل کا بنوت دیں۔ اس کے برعکس جولوگ سطر کوں بر تنور دخل کرنے کو کام سبھیں وہ مرف اجماعی کتافت میں اصافہ کرتے ہیں۔ وہ تاریخ کو کو ٹی حقیقتی تحفہ دیتے کی تو فیسف نہیں پاتے ۔

مشكلين بهيروبنا ديتي مين

ا دہایواسٹیٹ یونیورٹی (امریکہ) میں ایک ادارہ ہے حس کا نام ہے آفات د محادث کی تحقیق کا مرکز (Disaster Research Centre) یدادارہ سرم ۱۹۹۹ میں قائم ہوا۔ اب تک اس نے ایک سوسے زیادہ تعدا دمیں مختلف قسم کی بڑی بڑی انسانی آفتوں کا مطالعہ کیا ہے ۔ اس نے پایا کہ غیر عونی شکل مواقع پر انسان کے اندا غیر عول طور پر کچھڑی تو بس ابھر آتی ہیں جواس کو توادت کا شکار ہونے سے بچا تی ہیں۔ مثلاً ۲۰۹۱ میں ٹکساس میں زبر دست تسم کا ساحل طوفان آیا نگراس طوفان میں اس علاقہ کے صرف آ دھ طین لوگوں نے اپنا مکان چھوٹرا۔ - ہ فی صد سے زیادہ آبادی اپنے مکانوں میں جی رہی ۔ جب کہ اس طوفان کے آنے کی اطلاع چار دن سیلے دی جاچکی تھی۔ اے ماہی کیلی فیوزیا ساحل میں ایک مرت بڑا ڈیم کم ور ہو گیا جس سے ، یہ ہزار آ بادی کے لئے سنگیں خطرہ لاتی ہوگیا۔ نور کا میں نارک

In conclusion, the reality of events suggests that human beings are amazingly controlled and resilient in the face of adversity. Perhaps heroism—not panic or shock—is the right word to describe their most common behaviour in time of disaster.

انسان کواس کے بنانے دالے نے چیرت انگیز طور بر بے شمار صلاحیتیں عطا فرما کی ہیں۔ اسی بیں سے ایک صلاحیت یہ ہے کہ میں بربادی کے کھنڈر میں کھڑا ہو کر بھی دہ ختم نہیں ہوتا بلکہ این نئی تعمیر کا منصوب سوچتا ہے اور سبت جلد اپنے نقصا نات کی تلاقی کر لیتا ہے ۔ انسان کے اندر یہ فطری امکان ہم کو بہت بٹر اسبق دے رہا ہے ۔ کوئی فرد یا قوم اگر میں حادثہ کا شکار ہوجائے تو اس کو ماتم اور شکابت بیں ایک لمح حضائے نہیں کرنا چاہتے ۔ بلکہ خدا کی دی ہوئ صلاحیت کو بروئے کا رلاکر اپنے کو دوبارہ اٹھا نے کی کوشش میں مک جانا چاہتے ۔ عین مکن ہے کہ حالات نے جہاں آپ کی کہانی ختم کر دینی چا ہی تھی دہیں سے آپ کی زندگ کے ایک نئے شان دار باب کا آغاز ہوجائے ۔



قربابى

اینٹوں سے اگرآپ پوچیں کہ مکان کس طرح بنتا ہے تو وہ زبان حال سے یہ کہیں گی کہ کچہ اینٹیں جب اس سے لیے تب ارہو تی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہمیت سے لیے زمین میں دفن کر دیں ، اس کے بعد وہ جیز الجر تی ہے جس کو مکان کہتے ہیں ۔

یم صال انسانی زندگی کی تعمیر کام ۔ انسانیت کے مستقبل کی تعمیر اکس وقت ممکن ہوتی ہے جب کہ کم لوگ ایپنے کوبے مستقبل دیکھنے پر راصنی ہوجائیں ۔ ملت کی ترتی اس وقت ہوتی ہے جب کہ کچہ لوگ جانتے بوجے اپنے کوبے ترتی کرلیں۔۔۔۔قربانی کے ذرایعہ تعمیر ، یہ قدرت کا ایک عالمگیر قانون سے اس میں کبھی کو ن تب دیلی نہیں ہوتی ۔ قدرت کا یہ اصول مادی دینیا کے لیے بھی سے اور قدرت کا یہ اصول انسانی دنیا کے لیے بھی ۔

عمارت میں ایک اس کا گنبد ہوتا ہے ، اورایک اسس کی بنیا درگند ہم ایک کو دکھانی دیتا ہے سرگر بنیا دکسی کو دکھانی نہیں دیتی کیوں کہ وہ زمین کے اندر دفن رہتی ہے۔ گریہی مذ دکھانی دیسے والی بنیا دہے جس برلوری عمارت اوراکس کا گنبد کھ طاہوتا ہے ۔ قومی تعمیر کا معاملہ سمی یہی ہے ۔ قربانی یہ ہے کہ آدمی قومی تعمیر بیں اسس کی بنیا دینے پر راضی ہوجائے ۔

قربانی پر نہیں ہے کہ آدمی جو کشف میں آکراد جائے اور اپنی حبان دے دے۔ قربانی پر ہے کہ آدمی ایک بیجہ خیز عمل کے غیر منہور حصّہ میں اپنے کو دفن کر دے۔ وہ ایسے کام میں اپنی کو کشش صرف کرے جس میں دولت پاشہرت کی شکل میں کوئی قیمت ملنے والی نہ ہو۔ جو مستقبل کے بیے عمل کرے نہ کہ حال کے بیے ۔

کسی نوم کی ترقی اور کامپ بی کا انحضار ہمینہ اسی قسم کے افراد پر ہوتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں بوکسی قوم کے متقبل کی بنیا دینتے ہیں۔ وہ اپنے کو دفن کر کے قوم کے بیے زندگی کا ب مان فرا ہم کرتے ہیں ۔

## اسی خرج سے

ایک عالم کا واقعہ ہے۔ ان کی زندگی ایک تصنیفی ا دارہ میں گذری۔ وہ بہت سا د ہ طور پر رہے تھے۔ اپنی مختصراً مدنی ہیں بحی دہ ہراہ کچھ نہ کچو بچپت کرلیا کرتے تھے۔ ان کی صرف ایک لڑکی تھی۔ اس کی انھوں نے شادی کی تو شا دی میں کچ خرج نہیں کیا۔ ایک نوجو ان سے سا دہ طور پر نکاح پڑھایا اور اس سے بعد لڑکی کو زخصت کردیا۔ البتذانھوں نے رخصت کرتے ہو سے اپنی لڑکی اور داما دکوا یک چک دیا۔ یہ چک دس ہزار روپ کا تفاد انھوں نے کہا : یکی میرکی زندگی بھر کی بچٹ ہے جو بنیک میں جی تھی۔ اس رقم کو میں سے دی سے دوں ہے کا تفاد انھوں متار تاہم اس کے مقابلہ میں محصر یہ زیاد ہ ہے۔ نہ آیا کہ میں اس کو نقدتم کو گوں سے دوں اس کی تھی تیں ہو کہ انھوں

ار المركى اور داما دف بائم شور ه كياتوان كى تمجمين يه بات آن كماس دفم سكونى كاروبار شروع كيب جائے - چنانچه الفوں ف ايبا ،ى كيا - ابتدايں ان كوكا فى محت كرنى پڑى يعض اوقات بركے ت مراحل سلف آئے - مگروه متنقل مزاجى كے ساتھ اپنے كاروبار پر مجے دسمے - بالاً خرحالات بدلنا شروع ہوئے -ندكوره " دس ہزار" روپيد ميں بركت ہوئى اوروه لوگ چند سال كے بعد كا فى ترقى كركے - اب وہ اپنے مقام بر ايك باعزت اور خوش حال ذند كى گذار دسم بيں -

ننادی آ دمی کی زندگی کاایک بے حدسنجیدہ واقعہ ہے۔ وہ دھوم میانے کا دن نہیں بلکہ زندگ کی ذمہ داریوں کااحیاس کرنے کا دن ہے۔ اس دن ایک مرد اور ایک عورت اپنے کو گاڑھے اقرار دنسار ۱۲) میں با ندھتے ہیں۔ اس کا نقاضا ہے کہ نکاح کی تقریب سادہ ہو، وہ فضول نما نشوں سے بائک پاک ہو۔ اور اگر کسی کوخرچ ہی کرنا ہے نو اس خرچ کی ایک ایٹھی صورت وہ ہے جس کی مثال اوپر کے واقع ہیں نظر آتی ہے۔

اگر ہارے در میان اس قسم کار داج پڑ جائے توٹ ادی قومی تعمیر کے پر دگرام کا ایک اہم جزیری چائے ۔ ہر خاندان میں نہایت خامون کے ساتھ ترتی کاسک لہ چل پڑے ۔ قوم کے ادبوں روپے جو ہر سال چندون کے تماشوں بیں ضائع ہوجا نے ہیں، قوم کی تعبیکا ایک متلح ذریعہ بن جائیں۔ وہ قومی احتصادیا کے منصوبہ کاجز ربن حب ایک ۔ اور قوم اقتصا دی چیشت سے او پر اٹھ جائے تو یہ صرف ایک اقتصا دی د افعہ نہیں ہوگا بلکہ بے شمار پہلؤوں سے وہ قوم کی نرتی کے لیے مغیر موگا سے ب

خاموست ساتميه مسوام ویودیکانست (۲۰ ۱۹ - ۱۳ ۱۸) کوبیجاتی کی لاکسش تخلی - ده سفرکرتے ہوئے راس کماری کے ساحل پر پینچے - یہاں سمندر کے اندرتقر براایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چٹان ہے ۔ سو ا می ويو يكانت مندر مي تودير الرب اور نير كرچيان ك او ير ينجي - بهان انفون في دهبات كيان كيا اوراس کے بعد وابس کرہندو دھرم کے برچا رمیں لگ گئے۔ آ زادى بى بعداس جران بر " ويو يكانت دكىندر " قائم كياكيا ب- تقريباد وكرور روينك خرج سے ایک بہت بڑاسنٹر بنایا گیا ہے وب ہے وامیں محل ہوا ہے۔ اس کا خاص مقصد ہے انسان بنانا(Man making)افرا د کار کی فراہمی کے لیجاس سنٹرنے ایک بیب کی تقی، اس کے نتجہ میں در جنوں اعلی تعلیم یا فتہ افراد اور سینکروں نوجوانوں نے اپنی زندگیاں اس کے لیے وقف کر دیں۔ وہ اس ش یں تاحات کارکن (Life worker) بن تکئے۔ (ٹائمس آف انڈیا ، اجنوری م م ۱۹) الفیں میں سے ایک ڈاکٹرا پر کے آرنگ بندر ہیں۔ وہ امریکہ میں خرب لائی پر و انہ مرکز (Space Flight Centre) بین اعلیٰ عہد ہیر تھے۔وہ اس کو چوڑ کراب ویو کا نت رکیندر د كېزا كمارى ) مين مولى زېږگر اررې يې - ايغون نے كماكير يان ميں اپنے آب كوبے جگه محسوس تېپ سرتا- ایک سائنس دان کاکام سچانی کی تلاست ، اورمیری تلاش بدستورجاری ، بیلے یہ میکانیکل انجنیرنگ کے مبدان میں تقی اب یہ انسانی انجذیرنگ کے میدان میں ہے :

Earlier it was in mechanical engineering, now it is in human engineering.

It is indeed a rich life-rich in job satisfaction.

وہی قوم زندہ قوم ہے جس بیں اعلیٰ صلاحیت کے لوگ اس قسم کی قربانی دینے کے لیۓ نیا ر موجا میں۔ ۱۹۸

فتسربابي

۱۹۶۲ کا دا قعہ ہے ۔ مسٹرسر نین ایچ کا مدار کی عمر اس وقت ۲۹ سال تھی۔ وہ کلکنہ کے میڈیکل کالج ایپتال بیں اپنے ایک بیمارعزیز کو دیکھنے کے لیے گیے۔ وہاں اس وقت ایک مریض لایا گیا۔ اس کا آبرلیشن صنر وری تھا اور اس کے بیے فوری طور برخون (Blood transfusion) کی صرورت تھی۔ یہ اس آدمی کے بیے زندگی اور موت کامسًا بھا۔ مسر کامدار کا بلڈ گروپ اسے (A-Rh Positive) تفا۔ ان کوم یص پرترس آیا۔ اسخوں نے رصنا کارارہ طور پرخون کی پین کس کر دی ۔ ایک زندگی بجالی کری ۔

مٹر کا مدار کی عمر اب ۵۳ سے ال ہو حکی ہے یہ کلکتہ کے مذکورہ تجربہ کے بعد انھوں بے خون دینے کواپنامتقل مسلک بنالیا ۔ پیچلے ہوسال کے اندر وہ ایک سوبار رصا کارا نہ طور پر خون دے چکے ہیں۔ الفيس ريد كراس سوب أني في اعلى امتيان مح تمضي عطاكيه بي (ثائمَ أف اندُباع دسمبر ۱۹۸۵) د نیا میں ایسے لوگ بہت ہیں جو فوری جوسٹس سے بھڑک اکھیں اور لڑ کر ایناخون دے دیں۔ مگر ایسے لوگ بے عد کم یاب ہیں جو سوچے سمجھ ذہن کے تحت مستقل خون دیں اور زندگی کے آسٹ دی لمحات تک دیتے رہیں ۔

یہ دوسے ہوگ بظاہر حیوٹا کام کرنے والے لوگ نظراًتے ہیں۔ مگریہی لوگ ہیںجو دنیا میں بڑا کام کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو تاریخ سناتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی الفرادی قربانیوں کے ذریعے پوری قوم کو آگے ہے جاتے ہیں ۔ پہلی قسم کی قربان اگر اسپ ٹر بنا تی ہے تو دوسری قسم ک قربانی قوم تریب ارکرتی ہے ۔ پہلی قربان اگر حال کی تعمیر ہے تو دوسری فربانی مستقبل کی تعمیر ۔ ابک بڑامکان اچانک نہیں بنتا۔ سالہا سال تک ایک ایک اینٹ جوڑی جاتی سے، اس کے بعد وہ مجموعه تباربو تابيه جس كومكان كهتر مين . ايك تالاب اچانك نهيب بحرجا تا . بارش ايك عرصة تك بو ندبوند پانی اس میں بہونچا تی ہے تب ایک بھر اہوا تالاب وجو دمیں آتاہے۔ یہی معاملہ اسانی معاملات کاہے۔ اسان زندگی بیں کوئی بڑا دافتہ اس دقت ظہور میں آتا ہے جب کہ بہت سے لوگ اس کے لیے تیار ہوں کہ وہ اپنی تقور می كوت أو كولبي مت نك جمع كرين منكر النيان كاميا بي صابرانه عمل كانتيج ب نه كه وفني اقدام كانتيجه به

کامیایی کی قیمت ایک طالب علم کے سربرست کالج کے پرنسپل سے ملے ۔ " آپ لوگوں نے جو تعلیمی نصاب بنایا ہے وہ بہت لمباہے ۔ طالب علم کی عمر کا ایک بڑا حصہ صرف مرصف میں گزرجا تاہے » انھوں نے کہا " اس کاحل توبہت آسان ہے ، پرنسپل نے جواب دیا " وہ کیے " " آب مخضر نفساب بھی بنا سکتے ہیں ۔ اصل میں مدت کا تعلق اس بات سے ہے کہ آب طالب علم کے اندر کیا علمی معیار چاہتے ہیں ۔ قدرت کوت اہ بلوط (Oak) کا درخت الکانے میں سوبرس لک جاتے ہیں۔ مگرجب وہ ککرٹری کا درخت اگا ناچا ہتی ہے تو اس کے لیے صرف چھ مہینے در کا ر ہوتے ہیں۔ اگر آپ معمولی معیار چاہتے ہوں تو چند سال کی تعلیم بھی کا فی ہو سکتی ہے مگر اعلیٰ تعلیم یافتہ بناب کے بے تو ہر حال زیادہ وقت دین پڑ سے گا " یہی اصول زندگی کے تمام معاملات کے لیے سے رچیوٹی ترقی چیوٹی کو سنٹن سے مل سکتی ہے۔ لیکن اگر آپ بڑی ترتی چاہتے ہوں تو لازما آپ کو بڑی جدوجہد کر بن بڑے گی حجون کوشن سے کبھی بڑی کامیا بی حاصل نہیں ہوسکتی ۔ مرولڈ شرمن (Harold Sherman) نے اسی بات کو ان الفاظ میں کہا ہے :

Every worthwhile accomplishment has a price tag on it: how much are you willing to pay in hard work and sacrifice, in patience, faith, and endurance to obtain it.

ہر کامیابی سے ساتھ قیمت کا ایک پر چہ لگا ہوا ہے۔ اب یہ آپ پر موقوف ہے کہ آپ اس کو حاصل کمنے کے یے محنت اور قربان ، صبر ، یفتین اور بر داشت کی شکل میں کتنی قیمت ا دا کرنے کے یے تیار ہیں ۔ بازار میں آدمی کو وہ ہی چیز ملتی ہے جس کی اس نے قیمت ا دا کی ہو۔ اسی طرح ہر ترقی اور ہر کامیابی کی بھی ایک قیمت ہے اور آدمی کو وہ ہی ترقی اور وہ ہی کامیا بی ملے گی جس کی اس نے قیمت ا دا کی ہو۔ یہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم ۔





.

.

زيانه کےخلاف

شهر کی پوش کا یو نی میں ایک آ دمی آواز لگار ہا تھتا : برتن قلعی والا ، برتن قلعی والا

وه آواز لگاتا ہوا تمت م سٹرکوں برگھومتار ہا۔ مگرت ندار مکانات میں سے کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ دک ۔ ساری کا یو بی میں کسی سے پہل ان بھی اس کو کام مذملا ۔

کیا یہ تعصب کامعا ملہ تھا۔ کیا ظلم اور گھمنڈ کی وجہ سے لوگوں نے "برتن مت لمی و اے "کو کام نہیں دیا ۔ ہو سکتا ہے کہ " برتن قلبی والا "اسی طرح سوچتا ہو۔ وہ ایک جاہل آدمی تھا۔ اس کے باب دادا یہ کام کرتے تھے ۔ وہ نود چالیس ک ک سے یہ کام کر رہا ہے ۔ اس بنا براس کا ذہن " برتن مت لمی " بین انت گم ہو جبکا ہے کہ وہ اس سے باہر نکل کر سوچ نہیں سکتا۔ گر جو شخص " برتن قلعی "سے باہر کی حقیقتوں کو جانت ہو ، جو و سیع تر دائرہ بیں سوچ

سکے، وہ بہ آب ان سمجہ سکتا ہے کہ برتن قلعی والے کو کالونی میں کام مذیلے کی وجر کمیا تھی۔ سکے، وہ بہ آب ان سمجہ سکتا ہے کہ برتن قلعی والے کو کالونی میں کام مذیلے کی وجر کمیا تھی۔ اس کی سادہ می وجہ یہ تھی کہ قلعی کا کام تا بندے بیتیل سے برتنوں میں ہوتا ہے، جب کہ کالونی کے تمام مکانات میں اسٹین لیں اسٹیل کے برتن استعال ہور ہے تھے رکچر سیہاں برتن قلعی ولدے کوکام ملتا نوکس طرح ملتا۔

يتائے بغير

ایک انگریزی کتاب میں ایک دلچیب واقعہ پڑھا۔ اس کے الفاظ یہ تھے :

When Sir Charles Napier conquered Sind in 1843, his victory message to the Governor-General, Lord Dalhousie, read "Peccavi" which in Latin means, "I have sinned."

باتوں کو نبائے بغیر جاننا پڑتا ہے۔ جن لوگوں کے اندر یہ صلاً حیت ہو وہی کوئی قابل ذکر کام کرتے ہیں۔ اور حولوگ اس صلاحیت سے مروم ہوں وہ حرف نا دانریاں کرب گے اور اس کے بعد شکا یتوں کا دفتر لے کر بیٹھ جائیں گئے۔

د نيايي سب سے زياد ہ د د د د د د د د د د د د د د د د ب تسبت انسان وہ ہے جس کوا بیے ب تھی مل جائيں جو چپ کی زبان جانتے ہوں ۔ جوبو سے بغیر سنبس اور لکھ بغیر بیڑھیں ۔ جوسطروں سے گزدگر بین السطور یں چپی ہو ٹی باتوں کو جان لیں ۔

واقفيت كرتمي

مالكم وركب (Malcolm Forbes) كاليك بهت بالمعنى قول ب - اس في كما كد ستله كاحل ميش کر ناان لوگوں کے لیئے بہت آسان ہے ج سستلہ کے بارے میں بہت کم واقعیت رکھتے ہوں ،

It's so much easier to suggest solutions when you don't know too much about the problem.

The Sayings of Chairman Malcolm

انسان کی اجتماعی زندگی میں جب ایک مسئلہ پیدا ہوتا ہے تواس کی حیثیت ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کا نٹوں کے ڈھیریں آدمی کے دامن کا الجھ جانا۔ ایسی حالت میں اگر آدمی بے سوچے تصحیح کیپنے تان شروع مرد سے تو دامن اور زیا دہ الجھ جائے گا اور اگر اس سے نیکے گابھی تو بچھ طریکے گا۔ ایسی حالت میں ہی شہ ضرورت ہوتی ہے کہ بردانشست سے کام لیا جائے۔صورت حال کا پورا اندا زہ کرکے نہا بیت ہوت بیاری کے ساتھ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی جائے ۔ گریشخص دور کھ طرا ہو ا، ہو جب کو صورت حال کی نزاکت کا پورا اندازہ نہ ہو وہ ہے تکان

بولے کا اور جستہ صرچل نیٹ کر نا چلا جاتے گا۔

اجماعی نہ ندگی ایک بے صدبے چیدہ چنرہے۔ ابتماعی زندگ میں یہ کمن نہیں ہوتا کہ آدی س یک طرفہ کارروائی کرنے لگے۔ اجتماعی زندگ میں اپنی اور دوسروں کی قوت کے تناسب کا اندا ز ہ کہ نا پڑتا ہے۔ اجماعی زندگی میں یہ کوٹ ش کرنی پڑتی ہے کہ آخری حد تک دوسروں کے شکر ا کو سے پیچتے مہوستے اپنا مفصد حاصل کمیں اجائے۔ اجتماعی زندگی میں یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ فور ی طور پر کیا چنہ قابل حصول ہے اوروہ کب چنہ میں ہیں جس کے لئے ہیں انتظار کی پالیسی اختیار کرنا چاہتے۔

جس تعص کو اجتماعی نرندگی نزاکتوں کا احساس ہو وہ بیت بی طور پر اجتماعی نرندگی کے معاملہ یں بے حد ساس ہوجا سے گا۔ وہ تجویز بیش کرنے سے پہلے اس کے بارہ میں ہزار باد سوچے گا۔ اس کے بکسس جن شخص کو ند کورہ بالانزاکتوں کا احساس نہ ہو وہ بے یکان تجریز ہی پینٹ کرتے گا۔ اس کی بے سی اسس سے دماغ کو تجویز وں کا کارخانہ بنا دیسے گی۔

غلطاقسدا

يما (Lima) جنوب امريد كاليك شهر ب . يهان ايك غرب عورت الي جوار بجون كماته رمتى شى مقامى طور يروه كونى اجهار وزكار بافي من ناكام ر مى ماس ن منا معت كد شمالى امريم (USA) مهمت نوش حال لمك م- اس في حصول معاست ك لئ و بان جلف كا ارا ده كيا - مكراس كم پاس موائى جها زكاكرا به بنين تقا - اس في برتد بيركى كدا بي آپ كو ايك سوث كين مين سند كيا ا ور اس سوث كين كوكسى زيمى طرح بيما - لاس انجلس جان و الے مو اتى جم از بربطور برج سوار كرا و لي س جهاز لاس انجلس به جا - اس كامان حسب معول نكال كر محصوص تعام برلايا كر با و مي با كر ا پناسا مان لي ليت به مين بي بين تقا - اس كامان حسب معول نكال كر محصوص تعام برلايا كر با و مي بي كر تو اس كمان لي ليت بي ميرو اين مان مين كان مان حسب معول نكال كر محصوص تعام بر لايا كر بي ال ميرا دمي به بيان كر تو اس كمان مان لي ليت بي ميرو اين بي بين مين كان مان حسب معول نكال كر محصوص تعام بر لايا كر بي مي ميرا دمي بي لي

Detectives said the woman may have been crushed by the weight of other luggage.

دانسشر مندی کے ذریعیہ

کیا ٹیکن ہے کہ زندہ نئیر کا مطالعہ کھلے جنگل میں عین اس کے قریب میٹھ کر کیا جائے۔ اس طرح کہ آدمی اس کو چوئے اور اس کے جسم کے اعضا سرکا صحیح بیکانٹ کر سکے۔ بنطا ہر یہ ایک نامکن تی بات نظراً تی ہے۔ مگر غدانے انسان کو ہوعفل دی ہے وہ ایسی عجمیب دغریب ہے کہ وہ ہر نامکن کو مکن بنا سکتی ہے ، بشرطیکہ اس کو بیچ طور پر استعمال کیا جائے۔

امریکہ کے ایک ماہر جوانات جارج بی سٹیل نے اس نامکن کو مکن بنادیا۔ شار کو سٹیر ہر کی عادات وخصوصیات پر ایک کتاب کھنی تھی۔ چنا پند اس نے دوسال نک کھا جنگل میں زند ہ منٹیر وں کے بالک فریب جاکران کا مطالعہ کبا۔ اس نے اس قربی مطالعہ کے ذریعہ جنگل کے بادشاہ کے بارہ میں عجب عجب خطائق دریافت کے مثلا بہ کہ نئیر ہر نہا بت سست اور کا ہل درندہ ہے۔ بتیروں کے اکثر بیچ میں کہ مرجانے ہیں کیوں کہ ان کے ماں باپ این سنی کی وجہ سے اپنے بچوں کے لئے خوراک مہیا نہیں کرتے، وغیرہ۔

مسٹر سنسیلرکو کیسے یہ موقع لاا کہ وہ کھلے بنگل ہیں زندہ سنیہ کے بالکل پاس جاکر نئیہ کا مطالعہ دیں۔ جواب میر بعض کے ذریع میٹر نظیر نے ایسے کا رنوس نیار کئے جن میں گولی کے بجائے بے ہونن کرنے والی دوا بھری ہموتی تھی۔ اس بے ہوٹی کے کا رنو س کو مخصوص بندوق میں رکھ کر وہ داغتے تو وہ نئیبر کے پاکس پہنچ کر منطوں میں اس کو غافل اور بے ہوئی سک کر دیتی تھی۔ انھوں نے اس طریقہ کے ذریعہ تفر بباً ابک سو شہر وں کو بے ہوئی کی دواؤں کا نہ نیا کر بے حس کر دیا۔ اور جب وہ بے س ہو کر زمین برگر پولے نوان

انسان جس طرح جنگل کے خونخوار در ندول کوفیضہ میں کر بیتا ہے ،اس طرح وہ انسانی بستی کے مردم نما تہیڑیوں پر بھی فابو پا سکتا ہے۔ متسرط یہ ہے کہ انسانی تبییزیوں پر بھی خداکی دی ہوئی عمت ل کواسی طرح استعمال کیا جائے جس طرح اسے جنگل کے بھیڑیاوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔

ایک تخص آب سے میا عنبارے بڑا ہے اور آب سے اپنی بڑائی منوا ناچا ہتا ہے تو آپ اس کی بڑائی مان کر اسے " بے ہوسٹ " کر دیجے اور پھر اپن خاموش نعمیر میں لگ جائے۔اگر آب ایسا کریں نو بالآخروہ دفت آجائے گا کہ خود اسٹ کو وہ واقعہ ما ننا پر سے جن کا مطالبہ ان سے پہلے وہ آپ سے کرر ما تھا۔

خودجا نناير تاب

کونی اجتماعی کام اسی دقت شیخ طور برانجام پایا ہے جب کہ اس سے تعلق تمام لوگ اپنے حصبہ کا کام تھیک ٹھیک انجام دے رہے ہوں ۔ اجتماعی کام ہمیشہ مشترک ذمہ داری بر ہوتا ہے ۔ اگر ہر ایک اپنی انفرادی ذمہ داری کو ٹھیک تھیک اداکرر ہا ہو تو گاڑی کامیابی کے ساتھ جلتی رہے گی۔ اگر ان میں سے سی ایک نے بھی اپنے حصبہ کا کام کرنے ہیں کوتا ہی کی نو دہیں گاڑی ٹھپ ہوجائے گی کیونکہ کوئی شخص د دسرے کے حصبہ کا کام نہیں کرسکتا ۔

نیز بیکه ہریات بتائی نہیں جاسکتی۔ سبت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو متعلقہ تخص کو خود جاننا پڑتا ہے۔ شرخص کو اتنا ذہر دار اور باستور ہو ناچاہے کہ وہ بتائے بغیر پیجان لے کہ سی معاملہ ہیں اس کو کس قسم کا حصد ادا کرنا ہے یاکسی وقت خاص میں اجتماعیت اس سے کسی چیز کا تقا ضا کر رہی ہے۔ گو یا ایک فوجی افسر جب اپنے ساتھی سے " ٹینک " کے بارے میں پوچھے تو ساتھی کو وضاحت کے بغیر پر جاننا چا سے کہ پو چھنے والا جنگی ٹینک کے بارے میں پوچھ رہاہے نہ کہ پانی کے ٹینک کے بارے میں ۔

حالات کی رعایت

۹۹ بولانی ۱۹۹۱ کو دہلی ۔ احداً با دمیل حسب محول اپنے وقت پر رواند ہوتی ۔ مگرم سا ندائشین پر وہ چالیس منٹ لیٹ ہوگئ ۔ ٹرین جب محسب ند سے آگے ٹر حلی تو ڈرا تیور نے اس کوعام دفتار سے زیا دہ تیز دوٹرانا شروع کیا تاکہ وہ ۱ پنے مقررہ وقت پر احداً با دیہنے جائے ۔ ٹرین ڈنگر واسے دوکیلومیٹر کے فاصلہ پر تلی کہ ڈرائیور نے دیکھا کہ آگے کی پٹری میں کچفن پلیٹیں غائب ہیں ۔ اس نے فوری طور پر بر کی لکایا تاکہ ٹرین کو روک کرحاد نہ سے بچائے ۔ مگر تیز دوٹرتی ہوتی ٹرین اچا تک بر یک لگنے سے بے قابو ہوگئی ۔ آخن اور اس کو ساتھ ککی مہوتی ۲۱ ہوگیاں پٹری سے انجیس پڑی اور پوری گاڑی اپنی پٹری چھوڑ کر کنا دسے کھڈیں جا کری ۔ کان لوگ مرکھے اور مہت سے زخی ہوئے۔

اس واقع میں بیسبن ہے کہ آپ ایسا نہیں کرسکتے کہ حالات کو نظرانداز کر کے اپنی زندگی کی گاڑی بیز دوڑانا تروع کر دیں ۔ کیونکہ اس دنیا بیں صرف آپ ہی نہیں ہیں بلکہ دوسر سے بھی ہیں ۔ یہاں صرف آپ برسرگل نہیں ، یں بلکہ دوسر سے بھی برسرگل ہیں ۔ ایسی ایک دنیا میں است خص با قوم کا سفر کا میاب موسلتا ہے جو خارجی حالات کو اچھی طرح سمجھے ادران کی رعایت کرتے ہوئے اپنی گاڑی کو آگے مربھائے ۔ اگر بیطمت نہ برتی جائے تو را ستہ میں کوئی بھی غیر موافق دافعہ بیش آکر ہما رہے ساد سادے منصوبہ کو خاک میں طلاد سے گا۔

موجود ، ذماند میں سلمانوں نے بہت سے بڑے باقدامات کے اور سب ناکام ہوتے جلے گئے۔ اس ناکامی کی نوجیہہ ہرایک کے پاس صرف ایک ہے : " فلال کی سازش نے ان کے منصوبہ کو ناکام بنادیا " مگر یعذر صرف اس بات کا نبوت ہے کہ مذکور ، اقدام میں حالات کی پوری رعایت سائل نہ تھی۔ نوش فہمی کے تحت اپنی گاڑی دوٹرا دی گئ اور اس بات کا انداز ہ نہیں کیا گیا کہ آگے کی پٹری ہوایک دسمن موجود ہے بڑوفش بلیٹ نیکال کر ہماری گاڑی کو الیٹنے کا خفیہ منصوبہ بنائے ہوت ہے ۔

"گاڑی" خواہ عمل طور بر آپ کی ہو مگرجس " سٹرک " بر آب کو اپنی گاڑی دوڑانی بے وہ عمل طور بر آپ کی نہیں۔ برحقیقت نواہ کسی کے لئے کنتی ہی تکنح ہو مگر ہرحال دہ ہے اور بیمکن نہیں بکہ اس کو نظرانداز کرے کوئی شخص اس دنیا ہیں کا میاب ہو سکے ۔

بولوگ اس حقیقت کونظرانداز کریے اپنی زندگ کی گاڑی دنیا کی سٹرک پر دوٹرا نیس ان کے حصد پی کبھی منزل نہیں آتی ۔ مناحد چیز جواس دنیا میں ان کے لئے مقدر ہے وہ یہ کہ وہ اپنے ہراقدام کے بعب کہ ناکام ہوں اور بچرسی نہ کسی " مسازیش "کا انکشاف کرکے اس کے خلاف فریا د کریتے رہیں ۔

بهل**شعور بید ایس**ح

أغازت يبلي اختت م كا اندازه كرسيكي

حابیوں کا ایک فافلہ عار مراکود بھینے کے لئے روا نہ ہوا۔ غار مراجس پہاڑ کے اوپر واقع ہے دہاں تک سڑک جاتی ہے۔ آدم پہاڑ تک سواری سے جاتا ہے اور بھی وہاں سے پیدل پہاڈ پر چڑھتا ہے۔ قافلہ کے لوگ جب پہاڑ پر پڑ سے لگے تو کچر لوگوں نے احترام وتقدس کے جذبہ کے تحت سڑک کے پاس اپنے چیل آنار دے ۔ جاتے وقت شاہ کا وقت تھا اس لئے نظّے پاوُں اوپر جانے بیں کوئی خاص تکلیف نہ پس ہوئی ۔ مگر جب دہ لوگ دامپس لوٹے تو دو برہوچکی تھی ۔ بہاڑی کے سے را تھی تھے تھے تو بغیر چیل دانے لوگ سے ساتھ اس حال پس اور کہ ان کے بیروں پی چھالے پڑ گھے ۔ اس کی دوم سے بھر بیا کہ میں تھا ہو کے بھر ہے ہو تھا ہے تو کھر ہو کے بال کے تو تھا ہو کہ بھر بیا ہو ہو ہو کہ ہو ہو ہو ہو ہو کہ بیر ہو جاتا ہے اور اوپر جن میں تو ہو ہو کہ جب پہاڑی ہو کہ ہو ہو ہو ہو ہو ہو کہ ہو ہو ہو تھا ہو ہو ہو کہ ہو ہو ہو ہو ہو ہو کہ ہو کہ ہو ہو کہ ہو ہو ہو کہ ہو ہو ہو ہو ہو کہ ہو ہو کو کہ ہو ہو ہو کہ ہو ہو ہو ہو ہو کہ ہو ہو ہو ہو کہ ہو ہو کو ہو گو تھو ہو کہ ہو

سفر خواه ببازگا ہویا زندگ کا ، ہرایک کی کامیا بی کا ایک ہی اصول ہے۔ اور وہ یہ کہ سفر کے آغاز بین مفر کے اختتام کا پورا انداز ہ کرنیا جائے ہو شخص سفر کے شروع بیں سفر کے آخری حالات کا انداز ہ نہ کہ سکے اس کے حصہ بیں اکترایسی مشکلات آتی ہیں جو اس کے سفر کے مقصد کو بے معنی بنادیتی ہیں ۔ خدا کا بد خانون اتنا بے لاگ ہے کہ ایک مخلص آومی بھی اس قسم کی غلطی کرنے سے بعد اس کے انجام سے بی منہیں سکتا ۔ اگر وہ الجھی نیت سے ایک ایسا قذام کر بیٹے جس کے حاقب براس نے غورنہ کیا ہو تو اس وزیا بیں اس کے برے نتائے سے دہ بھی اس طرح د دیکھی ہے کہ ایک ہے کہ ایک شخص اس قسم کی غلطی کرنے سے بعد اس کے ان کے برے نتائے سے دہ بھی اس طرح د دوچار ہو کا جس طرح ایک ہوئے ہوئے مشکل ش

اقتصادي حمسك

ہوائی (Hawaii) بحرالکاہل کاجزیرہ ہے۔ اس کے ایک ساحلی مقام کا نام پرل ہار بر سیے۔ پرل باربر کو امریکی نے ایک فوجی بندر کا ٥ کے طور برتر تی دی ۔ یہ بحرالکا ہل بیں امریکیہ کاسب سے زیادہ مصبوط بحری اڈہ بن گیا۔ دوسری جنگ غطیم کے دوران ، دسمبر ۲۹ اکوجا پان نے برل ہار بربر بمبار ہوائی جہا زوں سے حملہ کمب ۔ اس وقت امریکیہ سے تقریباً ایک سوجنگی جہازیہاں موجو دیتھے۔ جا پائن بمباری بے ان بیں سے اکثر کو تیاہ کر دیا ۔ اس کابدلہ امر کبیہ بے اس طرح لیا کہ دواکست ۵۹۹ کو اس نے دوایٹم بم جابان پر گرائے جس ے نتیجہ بیں جاپان کے دواہم ترین صنعتی شہر بالکل تیا ہ ہو گیے۔ <sup>ی</sup>اہم یہ دولوں شہر رہیروشیما اور ناگاساکی) اب دوباره زیاده شاندار طور پرتعمیر کریسے کیے ہیں۔ ۱۹۳۵ میں وہ جاپان کی بربادی ک علامت سے ٨٥ ٨٩ يں وه حب يان كى غبر معولى ترقى كى علامت بب -د دسری جنگ غطیم کا خاتمہ جایان کی مکمل شکت پر ہوا تھا۔ مزیدیہ کہ امریکینے اس *کے اوبر* این نومی ا درسیاسی بالادستی قائم کرلی ۔ مگرجا پان نے چیرت انگیز طور پر اس کا بنوت دیا کہ وہ اپنے آب كوحالات مح مطابق بدل يسن كى صلاحيت ركمتاب - دوسرى جنَّ عظيم سريها ده بتخيارول پریقین رکھنا تھا مگر جنگ کے بعد اس بے خود ابنی مرضی سے متحابار الگ رکھ دیئے اور خانص پڑامن انداز ہیں اپنی نئی نغم برست روع کر دی ۔ جایان نے لڑا ٹی کے میدان کو چوڑ دیا جو اس سے لیے بند ہوگیا تقا ۔ اسبے تعمیر کے میدان کو اختیار کرلیا جو ابھی اس کے لیے کھُٹ لا ہو اتھا ۔ د دسری تدبیر پہلی ند بیرسے زیادہ کامیاب ہوئی ۔ جاپان صنعت وتجارت میں اس حد تک اسے بڑھ گیا کہ آج وہ دنیا کی دوسری سب سے بڑی اقتصادی طاقت سمجاجا تا ہے۔ امر کمیہ کے مقابلہ میں اس کا ٹریڈ سر لپس ، ۳ بلین ڈالر کے بعث در زیا دہ ہے ۔ جنگ کے فاتح امر کمیے کو مفتوح جا بان نے اقتصادیات کے میدان میں شکست دے دی۔ اس صورت حال سے امریکیہ کے لوگ بے صدید نیٹان ہیں۔ وہ جا پان کے موجودہ حمہ لہ کو

اقضادی برل باربر (Economic Pearl Harbour) کانام دیتے ہیں ۔ امریکہ میں ایک کتاب چیں ہے جواس دقت امریکہ ادر جاپان میں سب سے زیادہ بکنے والی کتاب بن گئی۔۔۔ اسپ کتاب کانام ہے، جایان تمنبر ایک (Japan – Number One)۔ اس کتاب میں دکھایا گیاہے کہ جا بان اور امر کمیہ سے درمیان تجارت میں جا با ن بہت زیا دہ أتم بره محسب ب اور عنقرب وه برطان بسه محمى أتح بره جامع والاب - برونى اثانة م اغتبار سے جاپان آج دینیا کی سب سے زیادہ دولت مندقوم ہے۔ اس کا بیرونی اثابة سر ۹۸ اکے أخريب ٢٧ بلين د الريخار ( طائم أف انديا ١٧- ١٧ جون ١٩٨٥) جابان نے اپنی فوجی شکت کو اقتصادی فتح میں کس طرح تبدیل کیا۔ جواب بہ ہے کہ اس کا رازيه تقاكه جاپان بے از سراف د باب سے ايب سفر سروع كيا جهاں حالات نے اس كو بہونجا ديا يقا۔ اس نے اشتعال سے بجائے صبر کاطریقیہ اختیاد کیا۔ اس سے مکراد کے میدان سے سط کر بڑامن مبدان میں اپنی نونوں کو استعال کیا۔ بچو امکان ہرباد ہو گیا تھا، وہ اس کا مزیا دی نہیں بب ۔ بلکہ جو امکان باتی رہ گیا ہوت اس بے ابن سے اری توجہ اس پر لگا دی ۔ خلاصہ یہ کہ جاپان ہے دوسروں کوالزام دینے کے بجائے اپنے آپ کو الزام دیا اوداس کے بعد نور ًا اس کی نبی تاریخ بننا ستردع ہو گئ جو اسب وقت تک مذ رکی جب یک دہ ہیل کی حد کو ىنەبىيوىخ كى ب ، آب اس دنیا میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ یہاں دو*سرے بہ*ت سے لوگ بھی ہیں۔ اور وہ سب برطيعة اورغالب بوسينى كوستسنن كردب يبي والسصورت حال كے مقابلہ ميں آپ كاطرىيت دو قم کا ہوسکتا ہے۔ ایک یہ کہ جہاں کوئی دوسرا آپ کو اپنی راہ بن حائل نظر آئے دہاں آپ اس سے لڑنانٹروع کر دیں۔ دوسراط لیتہ بہ ہے کہ ٹکراڈ سے بچ کراہنی متبت تعمیر کرنے کی کوست ش کریں ۔ تاریخ کا تجرب سبت تاب که اس دنیا میں صرف دوسراط ربقہ کامباب طریقہ سے۔ اس کے برعکس پہلا طریقیہ صرف بر بادی کاطریقہ ہے۔ سمندری جہا ذکو اگر چلتے ہوئے راستہ ہیں چٹان مل جائے

جهاد ب بيه منزل بريه وخينا مقدر مهي -

لوده اس سے كتراكم نكل جا تاب ۔ اور جوجهاز اس سے لاكر جا ناجاہے وہ دوط كرخم ہوجا تاب ۔ ايسے

جانے بغیر یولنا

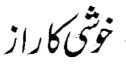
۲۲ دسمبر ۸۵ ۸۵ کا واقعہ ہے۔ میں تحجہ سائیوں کے ہمراہ دہلی کا زو (چرطیا کھر) دیکھنے گیا۔ مختلف جانوروں کو دیکھنے ہوئے ہم اس مقام پر پہونچے جہاں آہنی کٹہرے کے اندرسفید شیر رکھا گیا ہے۔ خوست قسمتی سے اس وقت شیرا پنے غارکے باہر مہل رہا تھا اور زائرین کو موقع دے رہا تھا کہ وہ اس کو بخوبی طور پر دیکھ سکیں ۔

میں کٹہرے کے پاس دوسرے زائرین کے ساتھ کھڑا ہوا تفاکہ ایک صاحب کی پرجوش آدانہ کان میں آئی۔۔۔ "سفید شیراب دنیا میں صرف یہی ایک ہے۔ مہاداجہ ریوا کے پاس دوسفید شیر سے جو العفوں نے آزادی کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا کو دے دیہے۔ ان میں۔۔ ایک مرحبکا ہے اور ایک باقی ہے جس کو ہم لوگ اس وقت دیکھ دہے ہیں یہ

مجے اس وقت تک اس سلسلہ میں زیادہ معلومات مذیقیں . میں ان کی بات سن کر آگے بڑھ گیا مگر چذ قدم چلا تقا کہ کٹم سے کے پاس لگا ہوا بڑا اسا بورڈ نظر آیا جس پر زو کے ذمہ داروں کی طرف سے سفید ستیر کے بارے میں تفصیلی معلومات درج تحقیق ۔ یہ معلومات دوزبانوں ( انگریزی اور مہندی ) میں تحقیق ۔ میں نے اس کو پڑھا ۔ اس میں بتایا گیا تقا کہ اس وقت دنیا میں کل ۹۹ سفید شیر پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ۲۵ سفید کی خرصا ۔ اس میں بتایا گیا تقا کہ اس وقت دنیا میں کل ۹۹ سفید شیر پائے جاتے ہیں۔ عین اس کے قریب ایک صاحب یہ اعلان کر رہے تھے کہ دنیا میں اس وقت صرف ایک سفید شیر پائے اور سے . اور یہ واحد شیر دہلی کے زوکی ملکیت ہے ۔

یہ ایک سا دہ سی مثال ہے جو یہ بنا تی ہے کہ لوگ حقیقتوں سے کتنازیادہ بے خبر ہوتے ہیں اس کے باوجود وہ حقیقتوں کے بارہ میں کتنازیادہ بولتے ہیں۔ آج کی دینیا میں یہ عام مزاح بن گیاہے کہ آدمی باتوں کی تحقیق نہیں کرتا۔ اس کے باوجو د وہ اس کو اپنا فطری حق سمجتا ہے کہ وہ ہرموصو عربہ بے لکان بویے ،خواہ اس کے بارے ہیں اسے کچھ بھی واقضیت یہ ہو ۔

کہنے سے پہلے جانیے ۔ انطہار رائے سے پہلے تحقیق کیجیے ۔ واقفیت کے بغیر بولنا اگرجہالت سے تو تحقیق کے بغیر الٹے ظام کرنا مترارت ۔ ادر دولوں کیسا ل طور پر برائی ہیں ۔ ان میں اگر فرق ہے تو درجہ کا ہے نہ کہ نوعیت کا سالا



بنی جهان آدمی بیوینے ، بلکه خومتی سفر کرنے کاایک طریقہ سے :

Happiness is not a station you arrive at, but a manner of travelling.

مرادمی خوشی کا طالب ہے ۔ مگرموجو دہ دسب میں کسی کو خوشی نہیں ملتی ۔ بد دنیا اس بیل بنائی می نہیں گی کہ یہاں ادمی ابنی خوت بوں کا گھر تعمیر کر سکے ۔ جو شخص خوشی کو اپنی مزل سمجھ وہ کبھی خوشی کو نہیں باسکتا۔ خوشی صرف اس کے لیے ہے جو خوشی کے بغیر خوت ں رہنا سیکھ جائے ۔ اگراد می یہ جان کے کہ اس دنیا ہیں عنم ناگز ہیہ ہے تو وہ عنم کے ساتھ رہنا سیکھ جائے گا۔ اس کو نقصان لاحق ہو گانو دہ فریا دو ماتم نہیں کہ سے گا بلکہ اس سے اپنے بیے سبق کی غذا حاصل کرنے گا۔ اس کی امیدیں پوری نہ ہوں گی تو دہ مایوسی میں مبتلا نہیں ہو گا۔ اس کا یہ شعور اس کے بیے سہارا بن جائے گا کہ اس ک دست میں کسی بھی اور کی تو دہ مایوسی میں مبتلا نہیں ہو گا۔ اس کا یہ شعور اس کے بیے سہارا بن جائے گا کہ اس د میں میں کسی بھی امیدیں بوری نہیں ہو تیں ، جا ہے وہ الم سب رہو یا غرب ، با دیتا ہ ہو با کو گی

توتنی ادرکامی بال سے اگرا دمی کو کمچه ملتاب نوع اور ناکامی بی کادی کو بہت کچه ملتاب بر عز ادر ناکامی کے تحربات آدمی کو سنجیدہ بناتے ہیں ۔ وہ اس کی سوچ میں گھرانی ہیں داکر دیتے ہیں ۔ ان کے ذریع ۔ سے وہ نے نے سبق سبکھنا ہے ۔ عم اور ناکامی کے تجربات آدمی کے پورے وجود کو بدل کر ایک نبا آدمی ہت دیتے ہیں ۔ اگر دنیا میں صرف خوشی اور کامی بی ہوتی تو دنیا سطی اور بے حس انکاؤل کا فر سبتان بن جاتی ۔ یہ دراصل عم اور ناکامی ہی سے جس کی وجہ سے دنیا کہ میں زندہ انسانوں سے خالی نہیں ہوتی ۔

زندگی کی تلخیاں آدمی کی زندگی کے بیے وہی چینبت رکھتی ہیں جو سونے چاندی کے بیے تپانے کی چینبت ہے ۔ متب نے کاعل سونے چاندی کو نکھار ناہے ۔ اسی طرح تلخ بخربات آدمی کی اسل لاح کرتے ہیں ۔ وہ بے چمک انسان کو جپک دارانسا ن بنا دسیتے ہیں ۔

برای کی جرط ولیم لا ( ۱۱،۱۱ - ۱۹۸۷) ایک مشہور انگریز مصنف ہے ۔اس نے اخلا قیات کے موصوع بر۔ ان از از المرتب الموائع محاسب من الله جب محمى ستروع موتى مد عزور سے شروع موت ہے۔برانی کاجب بھی خاتمہ ہوتا ہے نوانک اری کے ذرایعہ ہوتا ہے :

کہنے والے نے یہ بات اخلافی اعتبار سے کہی ہے ، مگر آسما نی سنے راحیت کی بات بھی بہی ہے۔ خدا کے نز دیک کمسی آ دمی کا سب سے بڑا جرم سنٹ رک اور عز ور ہے ۔ ہر چیز کی معافی ہو سکتی ہے مگرسن رک اور عزور کی معافی نہیں ۔

ایک انسان دور سرے انسان کے مقابلہ میں جو بھی ظلم یا فسا دکرتا ہے ان سب کی جرامیں کھلا یا جھپا ہوا عزورت مل رہنا ہے۔ عزور کی وجہ سے آدمی حق کا اعتراف نہیں کرتا، کیوں کہ وہ سمجت ہے کہ حق کا اعتراف کرنے سے اس کی بڑائی ختم ہوجائے گی۔ وہ بھول جاتا ہے کہ حق کونہ مان کروہ حق کے مقابلہ میں خود ابنی ذات کو برتر قرار دے دہا ہے۔ حالاں کہ اس دنب میں سب سے بڑی چیز حق ہے رنہ کہ کسی کی ذات ۔

جس آدمی کے مزاج میں عزور ہو وہ اس دنیا میں تحقیق کا میاب نہیں ہوسکتا ۔ کبوں کہ موجودہ دنیا میں کا میا بی کا اصل رازیہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو حقیقت وافعہ کے مطابق بن لئے۔ وہ وہی کرے جوازروئے حقیقت اس کو کرنا چاہمیے اور وہ رز کرے جوازروٹے حقیقت اس کو نہیں کرنا چاہیے۔

مگرمن رور آدمی کابرتری کامزاج اس کے بیے اس میں مانع بن جاتا ہے کہ وہ اپنے کو حقیقت کے مطابق ڈھالے۔ وہ چاہتا ہے کہ حقیقت خود اُس کے مطابق دطھل جائے۔ چوں کہ علاً ایسا ہونا ممکن نہیں ، اسٹ بیے ایسے آدمی کا اس دنیا میں کا میاب ہونابھی ممکن، نہیں ۔

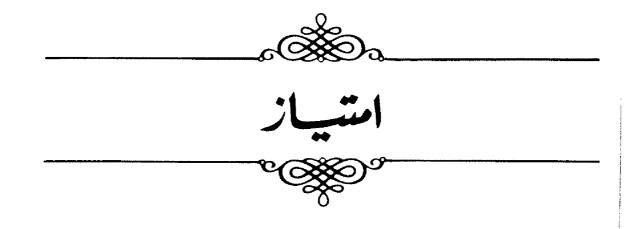
Evil can have no beginning, but from pride, nor any end but from humility (William Law).

كامباب تدبير

جیل سے فرار موجودہ نرمانہ میں ایک آرط بن گی ہے ۔ اخبارات میں اس کی مثالیں آق رہت ہیں ۔ اس سلسلہ کا ایک دل جیپ واقعہ وہ ہے جو ۲۱ می ۲۸ ۹۱ کو بیریس میں پیش آیا ۔ ترق یا فتہ مغرب ملکوں میں ہوا ٹی جہاز اور سیلی کا بطر عام استعال کی جیز بن تجبے ہیں ۔ وہاں کو ٹ شخص اسی طرح ایک سیلی کا بطر کرایہ پر نے سکتا ہے جس طرح ہند ستان جیسے ملکوں میں موٹر کا رکرایہ پر حاصل کی جاتی ہے ۔ مذکورہ تاریخ کو ایک ۲۰ سالہ عورت نے ایک تحب رق ا دارہ ایر کا نظین نظین حاصل کی جاتی ہو ٹی بی کا بطر کرایہ پر نے سکتا ہے جس طرح ہند ستان جیسے ملکوں میں موٹر کا رکرایہ پر حاصل کی جاتی ہو ٹی بیر بیس سے ایک بیل ماصل کی جاتی ہو ٹی بیر ہو جن موجود ۲۰ سالہ عورت نے ایک تعب رق ا دارہ ایر کا نظین نظین ماصل کی جاتی ہو تک ہو گرا ہے ہو کہ بیر کرایہ پر کا ۔ وہ خود اس کو اڑا تی ہو تک ہیر میں سے جیل (Air Continent) سے ایک سیلی کا بیڑ کرایہ پر بیا ۔ وہ خود اس کو اڑا تی ہو تک ہیر میں سے کر فر اد ہو گر کی ۔

اسس جیل میں ایک ۲۳ ساله شخص فید تھا۔ اس کا نام مائیکل واجور (Michel Vaujour) بتایا گیاہے۔ مسلح قزاقی کے جرم میں اس کو ۸ مارچ ۵۸۹۸ کو ۱۹ سال کی سزا ہو ن کھی۔ مسد کورہ میل کا بیٹر ساڑھے دس بجے دن میں اڑتا ہوا جیل کی فضا میں ہونچا۔ وہ اس کی ایک جیت براُز ااور مذکورہ فیدی کو بے کراڑ گیا۔ یہ پوری کارروائی صرف ۵ منط سے اندر کمل ہوگئ۔ جیل میں مسلح پولیں موجود محقی۔ گمریہ ساری کارروائی اتنی اچانک اور اس فدر چیز متو قع طور برہوئی کہ مسلح پولیں اس کے اوپر ایک فائر بھی ہز کر سکی۔ دِٹامُس آف انڈین اکبرلیں ۲۰ میں ۲۰ میں میں اور اور اس کی مسلح پولیں اس کے اوپر ایک فائر بھی ہز کر سکی۔ دِٹامُس آف انڈین اکبرلیں ۲۰ میں دور میں دی میں اور اور اس کی کہ مسلح پولیں اس کے

جب دوفزیقوں میں مقابلہ ہوتو اسس میں وہی فزیق کا میاب ہوتا ہے جومذکورہ قسم کی تدبیر اختیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ موجو دہ دنیا میں کا میابی کاراز بد ہے کہ حریف کوبے خبری میں بجر لیاجائے ۔ اچانک ایسا افدام محی جائے جس سے متعلق فزیق ثانی فوری طور پر کمپر زسوچ سکے۔ اس کو صرف اسس وقت ہو سن آئے جب کہ اس کے خلافت کا رروائی این کا میابی کی آخری حدیر بہو پخ چکی ہو ۔ مذکورہ مثال میں اس تد بیر کو ایک شخص نے مجر مانہ جارحیت کے لیے استعال کیا ۔ مگر جائز دف اع کے بیے بھی یہی تد بیر سب سے زیا دہ موثر تد بیر ہے ۔



\$

. . . . . . .

y

ایک کے بجائے دو

وليم دوم (١٩٩١- ٩٥٩) جرمنى كابا دشاه تحا- ابيغ باب شهنتاه فريدرك كربعد ٨٨٨ بين تخت بريبينيا وه اعلى تعليم يافته تحا- اس في جرمنى كونوجى اعتبار ست ترتى دينة مين كانى دل جسبي لى مكر اس كا فوجى التحكام اس كى شهنت اميت كوبچاف مين كامياب نه موا - ملكى حالات كريخت جمور نا بيرا - نومبر ١٩٩٨ مين وه حكومت جمور كر بالين شرط كي اورو بال خاموننى كر ساند زندگى گزار كرم كيا - اس كوجلاد طنى كى موت كوياس بات كاليك واقعاتى شوت تقى كه فوجى توت حمالات كى توالات كرفوت ترام م

سر، ہم کونس ایک کے بجائے دوخا سُر کرنے میریں گے

اس کا مطلب بہ ہے کہ زندگی بیں اصل اہمیت تعارا دکی نہیں بلک محنت اور کا دکر دگی کی ہے۔ آپ کا تریف **اگرن**عداد بیں زیادہ موتو آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنی محذت اور کا دکر دگی بیں اصّافہ کرکے کم تعدا دکے باوجود زیادہ تعداد بہغالب آسکتے ہیں ۔

دنیا میں ابنی جگہ بنانے کی دوصورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس اسامی کے لئے بی اے کی قابلیت کی شرط ہوا در بی اے دالوں نے درخواستیں دے رکھی ہوں، دیاں آب بھی بی اے کی ڈرکری لے کر پہنچ جا میں ادر جب آپ کونہ لیا جائے تو تسکایت کریں کہ کبوں آپ کے مفاہلہ میں دوسرے امید وارکو ترزیح دی گئی، جب کہ دونوں بیساں طور پر گریو بیٹ تھے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جہاں لوگ بی اے کی ڈرکہ یاں بیش کررہے ہوں دہاں آپ ماسٹرڈ گری لے کر بہنچیں، جہاں لوگ مطابق شرائط قابلیت کی بنیا دیر اپنا حق مانگ رہے ہوں وہاں آپ برتر از مشرالط قابلیت دکھا کر ابنیا حق مشیلہم کر ایک رہوں ہے ایک کہ بیا دیر ای بی دو ہیں ای بیش کر ہے کہ در ہو ہوں بی اسٹر دیں کر

یہی دوسراط لقیہ زندگی کا اصلی طریقہ ہے۔ تمام بڑی بٹری نرقیاں اور کا میا بیاں اسی لوگوں کے لئے مقدر ہیں جو برتر فابلیت لے کرزندگی کے میدان میں داخل ہوں ۔ جن لوگوں کے پاس صرف کمتر لیاقت یا برابر کی یہا قت کا سرمایہ ہو ان کے لئے صرف ایک ہی انجام مقدر ہے ۔۔۔۔ مقابلہ کی اس دنیا میں دوسروں سے پچھڑ جانا ادر اس کے بعد بے فائدہ احتجابی میں اپنا وقت صابح کرتے رہنا ر

ٹاپ کی جگہ خالی ہے

بجمسلم فوجوان بیطیم موت ایس میں باتیں کرر ہے تھے۔ ہرایک ما تول کی شکایت کرد ہاتھا ۔ دا ضل نہیں ہوتے، ملازمت نہیں ملتی ۔ کام نہیں ملنا دغیرہ ۔ ایک زیا دہ عمر کا تجربہ کاراً دمی بھی مجلس میں بیٹھا ہوا نظا۔ دہ خاموس سے سب کی بانیں سن رہا تھا۔ اُخریب اس نے کہا : آپ لوگوں کی شکایتیں بالکل بے جا ہیں۔ آپ دہاں جگہ ڈھونڈ رہے ہیں جہاں جگہیں تھری ہوئی ہیں ۔ ادر جہاں جگہ خال ہے دہاں پہنچنے کی کو ششن ہیں کرتے۔ آپ لوگ ادبنی لیا قت پیدا کیجئے ۔ تھراپ کے لئے مایوس کا کوئی سوال نہ ہوگا۔ کبونکہ عام جگہیں اگر چھری

ا متیاز کامیابی کا داز ہے۔ آپ طالب علم ہوں یا تاجر، آپ دکیل ہوں یا ڈاکٹر، آپ نواہ حس میدان یس بھی ہول، اپنے اندر انتیا زید اکرنے کی کو شش کیجے اور لقیناً آپ کامیاب رہیں گے۔ اگرآپ چو ہا کپڑ نے کا چھا پنجرہ ہی بنا ناجا نتے ہوں تولوگ نود آکر آپ کا در وازہ کھ کھٹا نامٹر وع کر دہ بی گے۔ لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ حس قسم کے پنجرے " بازار میں بھرے ہوئے ہیں اسی قسم کا ایک اور " پنجرہ " بناکر بازار میں بیٹے جاتے ہیں اور بھر شکامیت کرتے ہیں کہ ہما دا پنجرہ فردخت نہ ہیں ہونا۔ اگر آپ محنت کریں اور اپنے د ماغ کو استعمال کرکے امتیا دی پنجرہ بنا ٹیں تولیقیناً لوگ اس کو خرید نے کے لیے ٹوٹ پڑیں گے۔

ہرما حول میں ہمیش تعصب اور تنگ نظری موجود ہوتی ہے ۔ یہ بالکل فطری ہے ۔ گرت محسب اور تنگ نظری کے عمل کی ایک حد ہے ۔ اگر آپ اس حد کو بار کر جانب تو تعصب اور تنگ نظری موکر بھی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ گا۔ آپ کے منبرہ منی صدیوں اور آپ کے حریف کے ، من فی صد، توعین ممکن ہے کہ تعصب آپ کی راہ میں حال ہوجائے اور آپ کو نہ لیا جائے ۔ لیکن اگر اسیا ہو کہ حریف کے نبر، منی صدیوں اور آپ کے نبر، م فی صد تو تعصب اور تنگ نظری کی تمام دیواریں گرچا ئیں گی اور فیتین طور ہوتا ہے خریف کے معن ہے کہ تو میں کہ کی کہ م کا میں ار جن کے میں اور تنگ نظری کی تمام دیواریں گرچا ہیں گی اور نیوین طور ہو آپ کے نبر، م

معمونی جگہیں بھری ہوئی ہیں مگر ٹاپ کی جگہ خالی ہے ۔ بھر آپ کیوں نہ اس خالی جگہ بر بہنچنچ کی کوشش کریں جواب بھی آپ کا انتظار کر رہی ہے ۔ اگر آپ دوسروں سے زیا دہ محنت کریں ۔ اگر آپ عام معیار سے ا دنچا معبدار پیش کریں ۔ اگر آپ زیا دہ بڑھی مہدئ صلاحیت سے ساتھ زندگ سے میدان میں داخل ہوں تو آپ کے لیے برجگہ یاب روز کارمونے کا کوئی سوال نہیں ۔ ہرجگہ آپ کی حکہ ہے ، کیونکہ وہ اب تک کسی آ نے والے کے انتظار میں خالی بڑی ہوئی ہے ۔

کامیا۔ انسان لى أن كوكا (Lee lacocca) كى بيدائش ١٩٢٨ مين بوئ - ان م والدين بهت عزب تق اور وہ تلائش معاش میں اٹلی جھوڑ کر امریکہ جلے گیے ۔ آئی کو کانے محنت سے تعلیم حاصل کی اور انجنبرنگ یں ماسٹر کی ڈگری لی۔ تعلیم کے بعد مسٹر آئی کو کا کو فور ڈموٹر کمپنی میں ملازمت مل گئی۔ وہ ترقی کرتے رسے - یہاں تک کہ وہ فورڈ کمپنی کے پر بزیڈین سو گیے - اس کے بعد ہمٹری فورڈ دوم سے ان کا اختلات موليا. ٨ - ١٩ ين الفين فورد كمبنى جمور دينا برار آنى كوكاكوايك اوركمينى كى صدارت مل كمي جس كا نام كرسيل كاربوريش (Chrysler Corporation) سبع، بيكيني اس وقت بالكل ديواليه بيو كَيُ كَنَّى كَعَنْ. أَنْ كُوكا سية تين سال كى عبر معولى محنت سے اس كو كاميا بى كے ساتھ جلاديا۔ حتى كه اب وہ فخر كے ساتھ كہتے ہيں ، I am the company النی کوکانے اپنی سوائح عمری ککھی ہے جس کا نام ہے (lacocca: An Autobiography) اس نود لوست سوالخ عمری میں بہت سے قیمتی تجربات میں الحفول نے اپنے ایک تجربہ کو ان الف ظلمیں بیان کیاہے: The key to success is not information. It's people. And the kind of people I look for to fill top management spots are the eager beavers. These are the guys who try to do more than they're expected to ... کامیا بی کی کمبنی معلومات اور ڈ گریاں نہیں ہیں ۔ یہ دراصل افراد ہیں ۔ اور بیں اپنی کمبنی کے بڑے

عہدوں کے لیے جس قسم کے افراد کی تلاش میں رہتا ہوں دہ عمل کے سف کو لوگ ہیں۔ یہ وہ آدمی ہی جو اس سے زیا دہ کام کرنے کی کوسشت کرتے ہیں جتنی ان سے کرنے کی امپ دکی گئی ہو۔ د مما مکس آف انڈیا ۲۲ ستمبر ۱۹۸۵) امیدسے زیا دہ کام کرنا سجیدہ اور باعمسسل آدمی کی قطعی پہچان سے ۔ جولوگ امید سے

## خوداغمادي كاراز

حبيب بھائی (حيدر آباد) نے ۲ افروری ۲۵۸۵ کو اپنا ايک وافعہ سببان کيا۔ وہ بند سال پہلے يوروپ کے ايک سفر بر گئے تھے۔ اس سلم ميں وہ لوزان (سوئنز ر لينڈ) بھی گئے و إل انھوں نے ايک دکان سے ايک کيرہ خريدا - يہ کيرہ انھيں ہندستانی قيمت کے لحاظ سے پانچ ہزار روپتے ميں ملا۔ انھوں نے کيرہ لے ليا ۔ مگر معبد کو انھيں احساس ہو اکدانھوں نے علقی کی ہے۔ ان کو يوروپ سے وابسی ميں عمرہ کے لئے سعو دی عرب بھی جانا تھا۔ انھوں نے سوچا کہ سعودی عرب ميں بہ کيرہ تفريباً تين ہزار روپ ميں مل جات گا۔ بھر يہاں ہيں امس کو منہ کی قيمت ميں کيوں خريدوں ۔

اب انھوں نے چاہا کہ اس کیمرہ کو واپس کر دیں۔ مگرفور اُخبال آیا کہ حب میں دکان پر جاکر واپس کے لیے دکاندار سے کوں گانو دو پو پچھکا کہ کیوں واپس کررہے ہو۔ واپسی کو برحن نیا بن کرنے کے لیے مجھے کیمرے بیں کوئی نقص بن نا ہوگا۔ جنا نچہ انھوں نے ادھر ا دھر دیکھ کر بہ چاہا کہ کیمرہ میں کوئی خرابی دریافت کریں ناکہ اس کا حوالہ دے کر اپنی واپسی کو درست نیا بن کر سجیں۔ گرتان کے با وجو دیمرہ میں کوئی نقص نہیں ملا۔

تا ہم ان کی طبیعت اندر سے زور کر رہی تھی۔ چنانجہ وہ کیم ہے سے رو بارہ دکان پر گئے۔ دہاں کا ونٹر پر ایک خاتون کھڑی ہوئی تعلق ۔ انھوں نے کہا کہ بیکیم ہیں نے آپ سے بیہاں سے خرید التعلق اب بی اس کو واپس کرنا چا ہتا ہوں۔ حب الفوں نے یہ با ت کہی تو ان کی توقع کے خلاف خلاف خلاف نے ای بی اس کو واپس کرنا چا ہتا ہوں۔ حب الفوں نے یہ با ت کہی تو ان کی توقع کے خلاف خلاف خلاف نے واپس کو واپس کرنا چا ہتا ہوں۔ حب الفوں نے یہ با ت کہی تو ان کی توقع کے خلاف خلاف نے ای بی اس کو واپس کرنا چا ہتا ہوں۔ حب الفوں نے یہ با ت کمی تو ان کی توقع کے خلاف خلاف خلاف نے واپس کی وجہ دریا دن ہیں کی۔ اس نے صرف بیر پوچھا کہ آپ اپنی رقم ڈ الریں چا ہتا ہوں نے میں اس کو مواپس کی تو ان کی توقع کے خلاف خلاف خلاف نے واپس کی وجہ دریا دن نہیں کی۔ اس نے صرف بیر پوچھا کہ آپ اپنی رقم ڈ الریں چا ہت ہیں کی دو اس نے صرف بیر پوچھا کہ آپ اپنی رقم ڈ الریں چا ہت ہیں کی۔ اس نے صرف بیر پوچھا کہ آپ اپنی رقم ڈ الریں چا ہت ہیں کی دو اس نے صرف بیر پوچھا کہ آپ اپنی رقم ڈ الریں چا ہت ہیں کی دو اس نے صرف بیر پوچھا کہ آپ اپنی رقم ڈ الریں چا ہت ہیں کی دو اس نے صرف بیر پوچھا کہ آپ اپنی رقم ڈ الریں چا ہت ہیں یہ کی سے میں دو ایس کی در پر پہنچ ہے دو ہوں نے کہا کہ ڈالر میں ۔ خالوں نے اس کو مول کے اپنی کر ہو بنا دیا۔ دہ ہیں یہ یہ کی سے دو ایس کو مول کے کوئی ڈر پر پہنچ ہے دو ہاں نور ان کو مرکورہ ڈ الر دو سب کرد ہے گئے ہوں ہے کہ دو ہوں ہی کہ ہیں ۔

سؤتر رینڈ کے دکان دارنے کیوں ایہا کیا کہ کچھ کم بغیر فور ایمرہ واپس سے لیہا ، اور پوری قیمت لوٹا ری۔ اس کی وجہ پیٹی کہ اس کو اپنے مال کی کو اپٹی بر پور اجود سے تھا۔ اس کو یقین تخت سم میرامال چوں کہ معباری ہے اس لئے عنر ور کوئی نہ کوئی اسے خرید سے گا۔ خواہ ایک شخص اسے خرید بے یاد وسرانحص ہ

استحقاق يبدا يحيح ایم اے خان پائرسکنڈری کے امتحان میں ایتھے نمبر سے پاس موے تھے ۔ گرکسی دج سے وہ بردفت آگ داخله ندے سے پہاں تک کہ اکتوبر کا مہینہ آگیا ۔ اب بظا ہر کہیں داخلہ طنے کی صورت نہ تقی ۔ تاہم تعلیم کا شوق ان کو ہندوسائنس کالج کے پنسیل کے دفتریں لے گیا۔ « جناب، بیس بی ایس میں داخلدلدیا چاہتا ہوں» انھوں نے ہندو پرسیل سے کہا۔ « براكتوبركام بينه»، داخط بند يوجك بير، اب كيس تحادا داخله بوك » «برى جربانى بوكى أكراب داخله يولي، ورندمير ايوراسال سيكار بوجائ كا» « ہمارے یہاں تمام سیٹیں بھر حکی ہیں۔ اب مزید داخلہ کی کوئی گبخائش نہیں » برسيل أتى بي رخى برت ربا تقاكد بطابر ايسام مادم موتا تقاكد و مبركز داخلة بي الحكا ا در اكلا تجله طال علم كوشايديد سننابر المرد سنكر من مكر جاو " مرطاب علم ك اصرار بياس ف بددل س يوجها " تحمار ا ماكس كن بي " برسبيل كاخيال تحاكداس كح نمبريقي أمبهت كم بول کے - اس کے اس كوكہيں داخلد نہيں الدينا نخيطان علم جسب ابين خراب نيتجدكوبتائ كاتواس كى در واست كورد كريف ك لي معقول وجرباته أجلك كى ر كمرطالب علم كابواب اس کی امید کے خلاف تھا۔ اس نے کہا جناب ۵ م فی صدد : Sir, eighty five per cent. اس جمله في يرسيل يرجادوكا كام كيا رفوراً اس كامود بدل كيا- اس في كها "بيشو بيشو" اس كربيد اس فطالب علم کے کاغذات دیکھے اورجب کاغذات فتصدیق کردی کہ دافتی دہ پیاسی فی صد نمبروں سے پاس ہوا ہے تواسی وقت اس نے بھیلی تاریخ میں درنواست بھوائی ۔اس نے اِم اسے خان کونہ صرف تا چہ کے باد جودا بنے کالج میں داخل کربیا بلکه کوششش کرسکه ان کو ایک دخلیفه بھی د لوایا ۔

یمی طالب علم اگراس مالت میں پرنسیل کے پاس جا تاکہ وہ تھڑد کلاس پاس موتا اور پرنسیل اس کا داخلہ ند يت توطالب عم كاتاتركا بوتا - وه اس طرح لوثت كداس ك دل من نفرت ادر شكايت بعري بوتى - وه لوكول -كمناكه يرسب تعصب كى وجد يع مواسب مدورندميرا داخلد صرور مونا چام ي تقام داخله ند مل كى وجداس كاخراب نیتجد ہوتا نگراس کا ذمہ داروہ بندد کالج کومت ماردیتا۔ ما حول کارد عمل اکثر خود بھاری چالت کا نیخ بوتا ہے ۔ كمر بماس كوما حول كى طرف منسوب كرديتي بي تاكدا بين آب كوبرى الذمة ثابت كرسكين-

اگرادی نے خود این طرف سے کوتا ہی مذکی ہو، اگر زندگی میں دہ ان تیار یوں کے ساتھ داخل ہوا ہو جو زماینه نے مقرر کی بیں تو دنیا اس کو جگہ دینے بر محبور ہوگی ۔ وہ ہرما ہول میں اپنا مقام پیدا کہ بے گا، وہ ہربازار سے این پوری قیمت دصول کرے گا۔ مزید یہ کدانسی حالت میں اس کے اندراعلیٰ اخلاقیات کی پر درش موگی ۔ دہ اپنے تجربات سے جرأت ، اعتماد ، عالی وصلکی ، تنرافت ، دومروں کا اعتراف ، حقیقت بیندی ، ہرایک سے میسم انسانی تعلق کا سبق سیکھے گا۔ وہ شکایت کی نفسیات سے لبند ہوکر سوچے گا۔ ما حول اس کونسیلم کرے گا۔ اس لئے وہ نودیمی ماحول کا اعتراف کرنے پر محبور ہوگا۔

اس کے برعکس اگراس نے اپنے کواہل ثابت کرنے میں کو تاہی کی ہو۔ اگر دہ دقت کے معیار بر پورا نہ اتر تا ہو۔ اگر دہ کم تر لیاقت کے ساتھ زندگی کے میر ان میں داخل ہوا ہو تولاز ما دہ دنیا کے اندر اپنی جگر بنانے میں ناکام رہے گا۔ ادر اس کے نیچہ میں اس کے اندر جو اخلاقیات پیدا ہوں گی دہ بلا شبر سپت اخلاقیات ہوں گی۔ دہ شکایت ، جعنجلا ہٹ ، غصبہ جنی کہ جرمانہ ذہنیت کا شکار ہوکر رہ جائے گا۔ جب آ دمی ناکام ہوتا ہے تو اس کے اندر غلط قسم کی نفسیبات انجرتی ہیں۔ اگر چرا نہ ذہنیت کا شکار ہوکر رہ جائے گا۔ جب آ دمی ناکام ہوتا ہے تو اس کے اندر غلط قسم کی نفسیبات انجرتی ہیں۔ اگر جرا نہ ذہنیت کا شکار ہوکر کی دو بلا شبر سپت اخلاقیات ہوں گی۔ کے اندر غلط قسم کی نفسیبات انجرتی ہیں۔ اگر جرا دمی کی ناکا می کی دجر ہم بیشہ اپنی کمزوری ہوتی ہے۔ مگر ایسا بہت مورت حال کا حقیقت بیندا نہ تجزیر کرنے سے خاصر رہتا ہے۔ کتر تیا ری آ دمی کو بیک دومت دول کو جرم پڑھ ہرا ہے۔ درہ کا تخفہ دیتی ہے ۔ ہو۔ رہی صورت حال کا حقیقت بیندا نہ تجزید کرنے سے خاصر رہتا ہے۔ کتر تیا ری آ دمی کو بیک دومت دوقس کے نف دوسر دل کو جرم پڑھ ہرا ہے۔ درہ کا تخفہ دیتی ہے ۔ ہو۔ یہ صورت حال کا حقیقت ہے اپنے ایت اور ہونا کا می ادر دوسروں کے بار حیں ہے ماطور پڑ سکایت ۔ ہو۔ یہ صورت حال کا حقیقت ہیں اپنی آتی ہے۔ اینہ دو ماس آ دمی کے لئے نرم ہوجاتا ہے جو اس کو توڑ نے کا ادر ار دکھتا ہو۔ یہ صورت موں دیں ہیں آتی ہے۔ اگر یہ اقدت اور الم یت کے ساتھ زندگی کے میدان میں داخل ہوں ہوں تو

مور بې صورت مرمعالله مي بين اى جامد الراب ليافت اور الم يت فرندى فرندى فرمدان مي دامل مور موں لو آب ابنى داقى حيتنيت سر بھى زيا دەحق ابنے لئے دصول كرسكتے ہيں۔ " وقت "گزر نے مے بور بھى ابك اجنى كائ ميں آب كا داخلہ موسكتا ہے۔ ليكن اگرلياقت اور الميت مے بغيراً پ نے زندگى كے ميدان ميں قدم ركھا ہے تو اُپ كواپنا داختى حق بنى مندى ل سكتا ہے

گیس ینچ نہیں سماتی توا دیر الطمراب نے لئے جگہ حاصل کرتی ہے۔ پانی کواونچائی آگر شنے نہیں دیتی تو وہ نشیب کی طرف سے اپنا راستہ بنالیتا ہے۔ درخت سطح کے اوپر قائم نہیں ہو سکتا تو وہ زمین پھاڈ کراس سے اپنے لئے زندگی کامتی وصول کر لیتا ہے۔ پرطریقہ جوغیرانسانی دنیا میں خلات اپنے مراہ راست انتظام کے تحت قائم کردکھا ہے دہی انسان کومی اپنے حالات کے اعتبار سے اختیار کرنا ہے۔

ہرادمی جودنیا بیں اپنے آپ کوکامیاب دیکھنا چا ہتا ہو اس کوسب سے پیلے اپنے اندر کا میابی کا استحقاق ہیدا کرناچا ہے۔ اس کوچا ہے کدوہ اپنے آپ کوجانے اور کھر اپنے حالات کو سمجھے۔ اپنی قوتوں کو صبح ڈ معنگ سے منظم کرے۔ جب دہ ماحول کے اندر داخل ہو تو اس طرح داخل ہو کہ اس کے مقابلہ میں اپن اہلیت ثابت کرنے کے لئے وہ اپنے آپ کو پوری طرح مسلح کرچکا ہو۔ اس نے حالات سے اپنی اہمیت منوانے کے لئے صروری سامان کر لیا ہو۔ اگر یہ سب ہوجل کے قوامس کے بعد آپ کے علی کا جو دو سرالازمی نیتجہ سامنے آ کے کا دہ وہی ہوگا حس کا نام میں ای زبان میں کا میا بی ہے۔ (س ہو تو ہو او)

معمولی تدنبر سے

ایک ڈاکٹر نے مطب شروع کیا اور تھوڑ سے بی دنوں میں کامیاب ہوگیا۔ انھوں نے یہ خصوصیت دکھانی کہ وہ ہرآنے والے مربض کوسلام میں ہیں کہتے ۔ عام طور پر ڈ اکٹر لوگ اس کے نمتظرر ببتع بين كدم يصن ان كوسلام كري - يهان "داكثر نه نود مرتض كوسلام كمه ما شروع كرديا - يطريقه كامياب رما ادرجلدى ان كامطب نوب جلنے لگا رحالانكہ وہ باقا عدہ سند یا فتہ نہیں تھے مے دن " آر. ایم - یی"تقصه

ایک دکان دار نے دیچھاکہ گاہک کے پاس اگریکی نوٹ ، یں تو عام طور پر وہ میںے اور بیھٹے ہوئے نوٹ دکان دارکو دیتیا ہے ادر آچھے اور صاف نوٹوں کو بچاکر جبیب میں رکھتا ہے۔ اس سے دکان دا رئے سمجھا کہ گا کہ صاف نوٹ کو بیند کرتا ہے۔ اس نے گا کہ کی اس نفسیات کو استعمال كرن كافيصله كيا - اس في يداصول بنايا كه جب كونى كلك اس سے سامان خريد اور تميت اداکرینے کے لئے بڑانوٹ دیے گاتو وہ حساب کرتے دقت ہمیں ند کا کمک کو نئے اور صاف نوسٹ یوٹائے گا۔

دکان دارے بجس میں ہرطسوح کے نوٹ ہوتے۔ گرجب وہ گا کہ کو دینے کے لیے اینانجس کھولتیا تو پیانے اور پہٹے ہوئے نوٹوں کو الگ کرتا جا آبا اور بنے نوٹ چھا بنے کرکا کم کو دنیا۔ فنع نوط حاصل تمسف کے لیے اس نے یہ کیاکہ اپنے تمام پرانے نوٹے جمع کر کے اپنے بنیک کو دیے دینا اور اس کے بدلے بنیک سے چھوٹے نے نوٹ حاصل کر لیتیا۔ وہ نے نوٹوں کو اپنے جس کے پرانے نوٹوں ہیں بلادیتیا تاکہ گا کہ کے سامنے دونوں قسم کے نوٹ ہوں اور وہ دیکھے کہ اس کا دکان دار خس کے نمراب نوٹوں کو انگ کرتا جارہا ہے اور صاف نوٹوں کو بھانٹ چھانٹ کر اسے دے رہا ہے ۔ دکان دارکی به تدبیرنظا برحمولی اور به قیمت تھی ۔ مگراس نے گاہوں کوبیے حدمتنا ترکیا۔ دہ سمجھے کہ ان کا دکان داران کا بہت خیال کرتا ہے۔ دجبرے دھیرے اس نے ا**س ب**ولی تدبیر سے گاہکوں کے دل جیت لئے۔اس کی دکان اتنی کا میاب ہوگئی کہ ہر دقت اس کے سیماں جلیٹر لگی رہتی ۔ کامیابی کاراز بیر ہے کہ آپ اپنے اندر کوئی انتیازی خصوصیت پیداکریں ،آپ یہ نابت کریں

کہ آپ لوگوں کے ہمدر دبیں ریہ کام کسی معمولی تدبیر سے بھی ہوسکتا ہے، حتیٰ کہ محض جیند الفاظ بولنے یا . پرانے نوٹ کے بدلے نیا نوٹ دینے سے پی ۔ ۵۷

بے کچھ سے سب کچھ تک

بوتیخص کم فائدہ بیقناعت کرے گا وہ بڑے فائدہ کامالک بنے گا ۔۔۔۔۔ یہ ایک ایسا بے خطا اصول ہے جوابینے اندر ابدی اہمیت رکھتا ہے۔ آپٹ س معاملہ بس بھی اس کو آزما ئیں گے تقینی طور پر آپ کامیاب رہی گے۔

ابک شخص نے بازار میں چھوٹی سی دکان کھولی۔ وہ کیڑا دھونے کا صابن اور کچھ اور چیزیں بیچپا تھا۔ اس کی دکان پر بہت جلد بھیڑ لگنے گی۔ دن کے سی وقت بھی اس کی دکان گا کموں سے خالی نہ رہتی۔ اس کا راز بیتھا کہ وہ دورو بے کاصابن پونے دور دوبے میں بیچپا تھا۔ آ دمی اگرچا رصابن ٹرید سے توعام نرخ کے لحاظ سے اس کا ایک روبیہ نیک جا ناتھا۔ ایک آ دمی نے تحقیق کی توصلوم ہوا کہ پوٹے دور دیسے اس صابن کی تھوک قیمت سے دکان دار کو دہ صابن کا رخا نہ سے بی نے دور دوبے میں میں متا تھا اور اسی داد رہی ہے اس کا گا کموں کے با تھ فرو خست کردیتا تھا۔

اس آدمی نے دکان دار سے پو جھاکہ تم دام کے دام صابن بیچتے ہو۔ بھرتم کو اس میں کیا فائدہ ملتا ہے۔ دکان دار نے کہاکہ میری دکان براتنا صابن بحتا ہے کہ اس کی ۲۵ بیٹیاں دن بھر میں خالی ہوجا تی ہیں۔ میں ان خالی بیٹیوں کو ایک روبیہ فی بیٹی کے حساب سے ۲۵ روبیہ میں نیچ دیتا ہوں، اس طرح ہر روز میرے ۲۵ روبے نیچ جاتے ہیں۔ اس کے علادہ جب آدمی میرے میہاں سے صابن لیتا ہے تواکٹروہ کچھ مذکچھ دوسری جزیر سبھی خرید لیتا ہے، بیر فائدہ اس کے علادہ جب

بددکان دار دحیرے دحیرے ترتی کرنا رہا۔ اس کا نفع پیپے ۲۵ روپے دوڑ تقار تیچر ۵ دوپے روز ہوا۔ بچروہ سور دوپے اور دوسوروپے روز تک بیخیا۔ آ دمی نے بیسہ بچاکرا پنے بغل کی دکان بھی حاصل کرلی اور دونوں کو لماکرایک کافی ٹیری دکان بنا لی ۔ اب اس کا کار دبار ا در طرعا ۔ بیہاں تک کہ دس سال بیں دہ سنہ رکا ایک بٹرا دکان دارین گیا۔

یہ داقعہ بتانا ہے کہ موجودہ دنیا ہیں کا میابی حاصل کرنے کے امکا نات کس قدرزیا دہ ہیں۔ سخلی کہ بیہاں یہ بھی ممکن ہے کہ آ دمی آئ " بے نفع " کی تجارت شروع کرے اورکل وہ زبر دست نفع والا تاجرین جائے۔ آج وہ اپنے آپ کو " بے کچھ " پر داخی کرلے اورکل وہی دشخص ہوجو " سب کچھ " کا مالک بنا ہوا ہو۔ مگر دینیا کے ان بے حساب امکا نات کو اپنے حق ہیں واقعہ بنانے کی لازمی شرط صبرا درعقل مندی ہے جس بی ہوں ہے پاس صرف بے صبری اور نا دانی کا سرمایہ ہو اس کے لئے دنیا کے بازار میں کچھ نہیں۔

خصوصى صلاحيت

عرصه يوابس في ايك مضمون بإ هانتفا - اس كم مغربي معنمون تكارف ببت سے برّ ب لوگو ل سے حالات زیدگی کو پڑھ کریٹنعین کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ کون سی شنزک صغبت ہے جو کسی بڑے آ دمی کو بر ابنانى ب- الن اي تحقيق بعديما بالفاكد وه لوك جوكس برى تر فى محمقام كويسية بي ان من دوخان صغت يا كَ جاتى ب،

Curiosity and Discontent

يعنى تجبس اورعدم تناعت يتجسب تهيشه إن كوعل ميں مصروف ركمة مانفا اورعب دم قناعت نے اتھيں سی مقام پر کیے نہیں دیا۔ وللشائر (Wiltshire) كالمتيميثك الدوائز دسنرانية الشركير Mrs Anita Straker نے اسکونس کو لئے ۱۰۸ اصفحات برشتل ابک تعلیمی ربورٹ تیار کی ہے۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ موہوب اطراد (Gifted Children) کی صفات کیا ہوتی ہی۔ ریورٹ کے الفاظیں ان یں سے ایک خاص صفت بیرے :

Pupils who are impatient with anything that is second best, are probably gifted.

خودساز ، تایخ ساز

آدمی دوقسم سے ہوتے ہیں ۔ ایک خودساز ، اور دوسرے تاریخ باز ۔ خو د ساز آ دمی کی توجیات کا مرکز اس کی اپنی ذات ہو تی ہے ۔ اور تاریخ ساز آدمی کی توجہات کا مرکز وسیع تر اینا نبت ۔

خودساز آدمی کی سوچ اس کی ذاتی مصلحتوں سے گر دبنتی ہے۔ اس سے جذبات وہاں بھڑ کیتے ہیں جہاں اس سے ذاتی فائدہ کا کو بی معاملہ ہو۔اورجس معاملہ کا تعلق اس سے ذاتی فائد سے سے منہ ہو وہاں اس سے جذبات میں کو بی گری ہیں بیان ہیں ہوتی ۔

خود از آدمی اینے ذاتی نفع سے یہ مردوسہ ری چیز کو قربان کر سکتا ہے ، خواہ وہ کو ٹی اصول ہو یا کو ٹی قول وقرار ، خواہ وہ کو ٹی اخلاقی تقاصنا ہو یا کو ٹی انسانی تقاصنا۔ وہ اپنی ذات کے یہے ہر دوسہ ری چیز کو بھلا سکتا ہے ، وہ اپنی خوا ہشات کے یہے ہر دوسہ یہ تقاصنا کو نظرانداز کر سکتا ہے ۔

تاریخ ساز انسان کامع ملداس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ وہ اپنی ذات کے خول سے لنکل آتا ہے۔ وہ برتر مقصد کے لیے جلیت ہے۔ وہ اصولوں کو اہمیت دیتا ہے بذکہ مفادات کو۔ وہ مقصد کے لیے ترطبینے والاان ان ہوتا ہے مذکہ مفاد کے لیے ترطبینے والاان ان اوہ اپنے آپ میں دہتے ہوئے اپنے آپ سے جدا ہوجا تاہے۔

تاریخ ساز انسان بننے کی واحد سند ط خود سازی کو چیوڑ نا ہے۔ آدمی جب اپنے کو فن کرتا ہے اسی دفت وہ اس فابل بنتا ہے کہ وہ تاریخ ساز انسانوں کی فہر سنت میں متنامل ہو سکے ----- اس کے دل کو جھنلے لگیں بھر بھی وہ اس کو سہہ لے۔ اس سے معن د کا گھروندا لوٹ رہا ہو بھر بھی وہ اس کو لوٹے دے۔ اس کی بڑائی اس کی آنکھوں کے سامنے مثانی جائے بھر بھی وہ اس پر کوئی ردعل ظاہر نہ کر۔۔۔۔

تاریخ سازی کے بیے وہ افراد درکار ہیں جو خود سازی کی خواہتات کو اپنے ہا تھ ہے ذبع کر بے ہررا منی ہوجائیں ۔جو صرف اپنے فرائض کو یا درکھیں اور اپنے حقوق سے دستبر داری پر خو د اپنے ہا تھ سے دستخط کردیں ۔

ابک کردارا داکرنے کے لئے

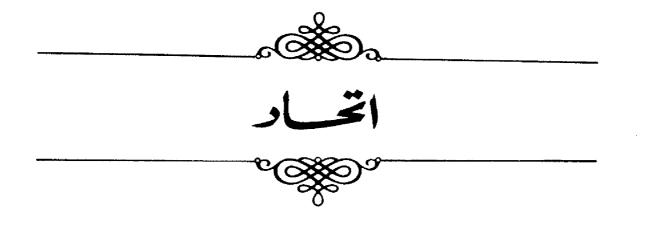
۲۲ ملین ڈالر کے خربج سے "گاندھی " سے نام پرایک فلم بنی ہے۔ میں میں مہاتا گاندھی کی زندگی کو دکھایا گیا ہے ۔ اس فلم کے بنانے والے ایک انگریز سرر خیرڈاٹن برو ہیں ۔ وہ بیں سال سے اس فلم کو بنانے کی کوشش کر کہے تھے مگر کا میابی نہیں ہور ہی تھی ۔ کوئی مود ی کمپنی اس میں سرایہ لگانے کے لیے تیارنہیں ہوتی تھی ، کیونکہ اس فِلم کے متعلق ان کاعا کہ خیال یہ بنھا کہ وہ باکل غیر نفع بخش (Totally uncommercial) ہوگی مگرین کنگسلے (Ben Kingsley) کے انٹی کامیابی کے سباتھ کاندھی کا پارٹ ا داکیا کہ یہ فلم آج کامیاب نزین فلموں میں شمار کی جاتی ہے۔ بن كنگسلے کے باب ایک ہندستان تجرابی ڈاکٹر تھے جنہوں نے ایک انگریز خاتون سے ننادی کی۔ان کا ابتدائی نام کرشنا بھبخی تھا ۔ بعد کوانہوں نے اپنا نام بن کنگسلے رکھ لیا۔بن کنگسلے کو گاندھی سے جسمانی مشاہبت کی بنا پراس فلم یں ہیرو کاپارٹ اداکر نے کے لئے چنا گیا تھا۔اس کے بعد انہوں نے طویل مدت تک سخت محنت کی ۔ بن كنكسل شومنك سے كافى بہلے مہندستان أت - انہوں نے اپنے سركو منڈايا تاكدان كاسر کاندهمی کی طرح گنجامعلوم ہو۔ وہ موسط تھے چنانچہ انہوں نے مسلسل کم کھا نا کھاکر اپنا وزن ہر کیاونگ کھٹایااور اپنے کو دبلابنایا۔سورج میں دیر دیر تک رہے تاکہ ان کا رنگ سانولا دکھانی دینے لگے۔ فلم کی کہانی کو پورا کا پورایا دکر ڈالا - انہوں نے اپنے کروکی دیواروں کو مہاتما گاندھی کی تصویر وں سے کردیا - وہ مہاتما کاندھی کی بابنج کھنٹ کی ڈکو منٹری کو دیکھتے رہے - وہ کاندھی کی طرح پاؤں توڑ کر بنیصَّنے پر قادر ہزیتھ ۔ چنانچہ انہوں نے روزارز دو گھنٹے کی یوکاورزش کرے ایپنے کو اس کاعا دی بنایا کہ و ہیاؤں توڑ کردیر دیر تک بیٹی ۔ اسی کے ساتھ انہوں نے روزانہ دو گھنٹے چرخا چلایا تا کہ وہ شوٹنگ کے وقت بالکل مہاتما کا ندھی کی طرح چرخاچلا سکیں۔ (بنوزہ دیک سار دسمبر ۱۹۸۶)

بن کنگسلے کوایک فلم میں خاص کرداراداکر ناتھا۔ اس کے لیئے انہوں نے انتی نیاریاں کیں ۔ طویل مرت تک سخت محنت کے بعد ہی یہ مکن ہوا کہ وہ یہ کر دارا داکرنے میں کامیاب مہد ں ۔ پھر بو لوگ اپنے کو خیرامت کہتے دیں ان کو تو تاریخ انسانی میں اہم ترین کر دارا داکرنا ہے۔کیا وہ کسسی تیاری کے بغیر یہ مشکل رول اداکر نے میں کا میاب ہو جائیں گے۔

ستمبر ۱۹۸۹ میس اول (کوریا ) میں دسویں ایتیانی کھیل (Ioth Asian Games) ہوئے اس ۱۹ روزه مقابله میں سا دیم کور باکومجوعی طور پرمیب سے زیادہ میڈل مے (Silver) (Gold) (Bronze) Total 94 222 82 46 China 93 55 76 224 S. Korea 58 76 77 211Japan 6 6 1022 Iran 5 9 23 37 India 4 5 9 Philippines 18 3 10 13 26Thailand 2 3 9 1 Pakistan اس نفتذ کے مطابق تین قوموں (جین ، کوریا ، جایان ) نے ۲۷۰ سونے کے میڈل میں سے ۲۴۵ میڈل حاصل کیے۔ ساد پیز کوریا کے مقابلہ میں ہند ستان بہت بڑا ملک سے، گراو پر کے نقبتہ سے ظاہر ہے کہ بندستان اس مقابلہ میں س او کھ کو دیا ہے بہت بیچھے دہا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے نئ دملی کے انگریزی اخبار انٹرین اکبیریس (۲) اکتوبر ۲۹۹) سے کلھا سے کہ کوریا والوں نے اسپنے کھلاڑیوں کو چینے سے ایک کمپیوٹر کا استعمال کیا اور ہرکھیل سے لوگوں کی ترببت پر ایک ایک ملین ڈالر خرج کیے۔ بیرتربیتیعمل دوسے ال تک جاری رہا۔ ہندستان نے اینا روایتی طریقہ 🖌 کوشش کرو، نواہ بإرجاد " اختیار کیا ، جواس کی بران بیاری ، علاقایبت اور اقربانوازی سے بھی بوری طرح خالی مذیخا :

The Koreans used a computer to select their athletes and spent \$ a million to train them for each discipline, for two years. India used familiar try-or-miss methods in which the old malady of parochialism and nepotism may not have been at a total discount.

دوسر منظول میں بر کوریا والوں نے اپنے کھلاڑیوں کا انتخاب ان کے ذاتی جو ہر کو دیکھ کر کیا۔ اور ہند تان میں کھلاڑیوں کا انتخاب زیا دہ نر تعلقات کی بنیا د پر کیا گیا۔ کوریانے بہت سے کھلاڑیوں کے بارہ میں صروری معلومات کم بیوٹر کے اندر بھر دیں اور بھر کم بیوٹر نے مشینی غیر جا نبد اری کے ساتھ جو فیصلہ کیا اس کو مان لیا۔ اس کے برعکس ہندستان میں انتخاب کی بنیا دید تھی کر یہ میرار شنہ دار ہے ، یہ مبر معلاق کا آدمی ہے۔ جہاں طریقہ میں اس قسم کا فرق بایا جائے وہاں بینجہ میں فرق بید انہوجا نالاز میں سے م



.

مل کرکا کرنا

شہد کی نیاری ایک بے حد محنت طلب کام ہے ۔ بہت سی مکھیاں لگا تار رات دن کام کرتی ہیں تب وہ چیز وجو دیں آتی ہے جن کو شہد کہا جاتا ہے ۔ اس کی دجہ یہ ہے کہ کسی ایک بچول میں اس کی مقدار بہت بھوڑی ہوتی ہے ۔ بے شمار بچولوں کارس جمع کیا جاتا ہے تب کہیں یہ ہوتا ہے کہ تشہر کر کا قابل لحاظ مقدار نیار ہو سکے ۔ ایک بونڈ ( نصف کیلو) شہد تب ارکر سے کے بے شہد کی مکھیوں کو مجموعی طور پر تعض او مت ت تین لاکھ میں کا سفر طے کہ نایڈ تاہے ۔ مشاہدہ بنا تا ہے کہ ایک کمھی کی عمر حیت د مہینے سے زیادہ نہیں ہو ت

یک دسته ک مسرح میں پر معلم و ساہر میں مسب مریک میں محمد ایک محمد پیک میں ایک مرجب سے دیا دیں ایک ہوں اس بیے کوئی ایک معمی تہنہ ایک پونڈ شہر تیا رہندیں کر سکتی منحواہ وہ اپنی عمر کا ہر کمحہ بھولوں کارس جمع کر نے میں لیگا دہے ۔

اس مشکل کاحل شہد کی مکھیوں نے اجتماعی کوست ش میں تلاش کیا ہے۔ یعنی جو کام ایک مکھی نہیں کرسسی اس بولاکھوں مکھیاں مل کر انجام دیتی ہیں۔ جو کام » ایک » کے بیے ناممکن ہے وہ اس وفت ممکن بن جاتا ہے جب کہ کرنے والے " لاکھوں " مو کیے موں ۔

بہ قدرت کاسبق ہے۔ اللہ تعالیٰ مے بیے یہ ممکن تحاکہ ننہد سے بڑے بڑے ذخیرے زمین پردکھ دیے جس طرح بیٹرول اور پانی نے ذخیرے بہت بڑی مقدار میں زمین پرجگہ جگہ موجو دہیں ۔ گرشہد کی تنب اری کو اللہ نے ایک بے حد بیچیدہ نظام سے والب ننہ کر دیا۔ اس چرت انگیز نظام سے اندر انسان کے بیے بیشمار سبق ہیں ۔ ان میں سے ایک سبق وہ ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

ان ن زندگی میں تمجیر کام ایسے ہیں جن کو ہر آدمی کم وقت میں اپنی ذاتی کو شنٹ سے انجام دے سکتا ہے ۔ مگر کچیر کام ایسے ہوتے ہیں جن کو کو نک شخص تنہا انجام مہیں دے سکت ۔ ایسے کام کو داقعہ بنانے کی داحب د ممکن شکل وہی ہے جو شہر کی کمھی کی مت ال میں نظر آئی ہے۔ یعنی بہت سے لوگ مل کر اسے انجام دیں ۔

تا ہم مل کر کام کرنا ہمینہ ایک قربانی کی قیمت پر ہوتا ہے ، اور وہ قیمت صبر ہے ۔ فرد کے اندر الطفے والے باعذب نہ جذبات کو کچلنا ہی وہ چرج ہے جواجتماعی عمل کو ممکن بناتی ہے ۔ اس قربا نی کے بغیر کہی اجتماعی عمل طہور میں نہیں آتا ۔



جب بھی بہت سے لوگ مل کر کوئٹ ش کریں تو لاز ماان کے درمیان طرح طرح کی شکایتیں اور بلحیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تسجی تعیسم میں کسی کو کم ملتا ہے اور کسی کو زیا دہ۔ کسی کو باعتب ارعہدہ او بنجی جگہ ملتی ہے اور کسی کو نیچی ۔ کسی کی کو ٹی بات دوسرے کے بیے تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے ۔ کسی کا کو ٹی عمل دوسرے کو اپنے مفاد کے خلاف نظر آتا ہے ۔ عزض بار بار ایک دوسرے کے درمیان ایسی باتیں ہوتی ہیں جو آپس کی تلخی بہت داکریں ۔ جو ایک کو دوسرے کے خلاف عضہ ، حید ، انتقام اور عداوت میں مبتلا کر دیں۔ الیسے موقع پر قابل عمل حل صرف ایک ہے ۔ اور وہ یہ کہ ہر آدمی ایک خود اصل حی میں بطر میں ہوتی ہیں ہوتی ہیں ہوتی ہیں ہوتی ہیں ۔ کی تلخی ہوتی ہوتی ہے میں کسی کو دوسرے کے دوسرے میں مبتلا کر دیں ۔

(Self-correcting machine) بن جائے۔ وہ اپنے اندر بید ا ہونے والے سیجان کوخود ہی کھنٹ ڈا کریے ۔ وہ اپنی شکایت کوخو دہمی اپنے اندر رفع کریے۔

خليفة دوم عمر فاروق شنة جب خالدين ولبيد كوسيد سالارى مح عهده سے معزول كيا تو فورى طور پر حضرت فالد مے دل بيں تنديد ردعمل بيد امو امكر بجراسى لمحه الحفول من يد كمه اپنة آپ كومطمن كر ببا كه تم جو كچير كرد سے متح خداست العام پالے كى اميد ميں كرر سے تقر بحرتم كو عمر سے خفا ہو ہے كى كيا حزورت س الحفول من حصرت عمر سے تسكايت كر بے كيا مايد ميں كر مسل مالات آپ كرلى م مالات العمول

اجتماع كمل

> Every activity in Japan is group activity, and not a springboard to individual glory and personal advertisement. The Hindustan Times, February 16, 1986

جاپان میں ہر سرگری اجتماعی ۔ رگری ہے۔ وہاں کوئی سرگرمی انفرادی عظمت یا شخصی اشتہ ر کا ذریعیہ نہیں بنائی جاتی ۔ جاپایتوں کی یہ خصوصیت ان کی قومی ترتی کا سب سے بڑاراز ہے ۔ زیا دہ برطی ترقی ہمیشہ اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کر زیادہ برطی نعب داد ایک دوسرے سے سا کھ مل کر کام کرے ۔ مل کر کام کرنے میں اصل دکا وق ہے ہے کہ افراد کی انفرادی شخصیت اس میں نہیں اسم تی ۔ جس قوم کے اف راد سی اپنی انفرا دی شخصیت بن سے کا مزاج ہو وہ قوم کمجی متحدہ عمل میں کا میں بنیں ہموسکتی ۔ اور اسی لیے وہ کوئی برطی ترتی بھی نہیں کر کتی ۔ برطی ترتی حاصل کر از یا دہ کہ دیت ہے آسان طریقہ اتحا دی ہے ۔ اتحا دایک کو کئی بنا د میت ہے، وہ کو شش کی مقد ارکو ہز ار گنا زیا دہ کہ دیت ہے۔

## أتحاد كاطريقه

African unanimity is only achieved by avoiding potentially contentious issues.

افریقی اتحا در ائے مرف اس طرح حاص کیا گیا ہے کہ انھوں نے اختلابی باتوں کو پر بینت رکھا (مماس آف انڈیا ۲۹ جنوری ۲۸ ۱۹۸) یہی موجو دہ دنیا میں اتحا دو اتفاق کا وا حدیقینی را ستہ ہے۔ انسانوں کی را میں تہینہ مخلف ہوتی ہیں ۔ یہ مکن نہیں کہ ہر معاملہ میں تام لوگ بالسکل منفق الرائے ہوجا بیں . ایسی حالت میں باہی اتحاد کی صورت صرف میہ ہے کہ اتحاد کی خاطر اختلاف کو بازو میں رکھ دیا جائے ۔ اختلاف کو ختم کر کے اتحاد قائم نہیں مونا ۔ اتحاد ہمینہ صرف اس وقت قائم ہوتا ہے جب کہ کچھ لوگ اپنے اختلاف کو ختم کر کے اتحاد خانم دُ النے پر راضی ہو حابتی ۔

متحبيدهل

اسیم انجن چلانے والا آدمی آگ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہی بیمان ہوتا ہے کہ وہ یا دی مجموعہ متحک ہوجب کوشین کہتے ہیں۔ اس طرح مل کر کام کرنے والوں کو بر داشت کی زمین پر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔جولوگ بر داشت کے لئے تنیبا رنہ ہوں وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کا محبن ہیں کریکتے۔

جب بھی کچھ لوگ با ہم مل کر کام کریں تو لازمالیا ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ ایک کے دل میں دوسرے کے خلاف شکایت کے جذبات بھڑ کتے ہیں۔ ایسا سبر عال ہوتا ہے۔ جمع ہونے والے لوگ انفرادی طور پر خواہ کتنے ہی اچھے ہوں گر ایک دوسرے کے خلاف اس قسم کے منفی جذبات لاز ماً پسید اہوتے ہیں۔ ان کی پیدائش کوکسی حال میں روکا نہیں جاسکتا۔ ایسی حالت میں متحدہ کو سُٹ اور شتر کہ کل کو کیسے مکن بنایا جائے۔ اس کی ایک ہی صورت

ہے۔اور وہ ہے اختلاف کے باوجود متحد مرہنا۔لوگوں کو شعوری طور پر اتسن بیدا ر ہو نا چا ہے کہ وہ ہر شکایت کو پی جائیں ۔ ہر جذبانی ردعل کو اپنے سینہ میں دفن کر دیں ۔ وہ اتحاد کو باتی رکھنے کی خاطر ہراخلانی بات کو ہر داشت کرنے رہی ۔



اسرایک کے سابق وزیر جنگ موت د ایان ( ۱۹۸۱ - ۱۹۱۵) نے این خود نوشت سوائح عمری The Story) of My Life میں لکھا تھا کی غیر تحرب جوہ چوٹے بڑے مسئلہ پر ایک دوسرے کرتے دہت ، ہیں ، اسرائیل کے لئے کوئی خطرہ نہیں پناسکتے۔

The Arabs, disunited and at odds with one another over every issue, big and small, present no threat.

اب ۱۹۸۷ کے نصف آخرین خود مطبق تنظیم (الفتح) میں اختلاف ا دربابمی فکرا وَشوع ہوگیا ہے۔ ببنان میں فلسطینیوں کی ناکامی سے بعد ان کے ایک بڑے طعقہ میں یاسر فات کی قیادت پر اعتماد اللہ گیا ہے۔ وہ ابو مولی سے جنڈ ہے کے نیچے یاسر سرفات کو فیادت سے ہٹا نے کے لیے اللہ کھڑے ہوتے ہیں۔ دوسری طرف یاسر فات فیادت کے منصب سے مشنے کے لیے تریت از مہیں ہیں۔ اس طرح فلسطینیوں میں دد گروہ بن گئے ہیں اور وہ آبس میں نوں ریز تصادم میں مصروف ہیں۔ ان حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے احبار داست کم کی پر سے سے اسرائیں کے دزیر خارجہ نیز اک شامر (Yitzhak Shamir) کا قول نقل کیا ہے۔ اس نے کہ اکم یہ اسرائیں کے قادی ایک ہے تعلیم کے درمیان اندر ونی جگڑ ہے، حلی کہ کہ میں یہ کہوں گاکہ یہ اسر ایک کے تا پر

I must say that it is good for Israel that there are domestic quarrels, breakups and divisions within the organization of the PLO.

واشتنكش يوسي في مزيدت كياب كدام ابرائيس محكم جنك محايك افسر في كماكه اسرائيل میں بدلیقتین کیا جاتا ہے کہ بنان کے شمالی اور مشرقی حصہ میں پاسٹر رفات کے خلاف بر صحی ہوئی بغاوت کا بہنیتجہ ہواہے کہ جنوبی لینان میں اسرائٹ کی فوجیوں براسیلین مملوں کی تعب داد کم ہوگئی ہے۔ اسرائیل کے تکم جنگ کے دوسرے افساس کے جواب میں کہا:

د ٥ لوگ خودا بنے درمیان مصروف میں ١ وریہ ہما دے سے بہت اچھا ہے ( گارجبن ، ٣ جولانی ١٩٨٣) د ٥ لوگ خودا بنے درمیان مصروف میں ١ وریہ ہما دے سے بہت اچھا ہے ( گارجبن ، ٣ جولانی ١٩٨٣) اسپ میں لڑنا کو یا اینا شمن آپ بنتا ہے ۔ یہ اس تخریک کام کو خودا بنے ما تھوں انجام دینا ہے جس کو دمن ا سینے ہا تھوں سے انجام دینا چا ہما ہے۔

اكتحب ربه

تحجرات کی ایک سلم برادری بے جس کا نام مومن برادری ہے ۔ عام طور پر اس کو جلیا برادری کہا جاتا ہے ۔ یہ ایک تجارت بیت ہرا دری ہے ۔ ان سے افراد مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ ممبئ میں یہ برادری تقریبًا ۲۵ مزار کی نقد اد میں آبا دہے ۔

تجارت سے آدمی کے اندر ایک مضوص کر داربید امہو تاہے ۔ یہ کر دار اس برا دری میں پوری طرح موجود ہے . مثلاً ، وہ طازمت کرنے کے بجائے اپنی محنت سے کما نا بیند کرتے ہیں . ان کی زندگی منہا بیت سا دہ ہو تی ہے ۔ حتی کہ شاویوں میں ان کے یہاں جہیز کا کوئی رواج منہیں ۔ وہ سیاسی جگڑوں سے بالکل دور رہتے ہیں ۔ ان کے درمیان باہمی اختلا فات د دسر سے مسلما نوں کی نسبت سے بہت کم بیدا ہوتے ہیں ۔ اور اگر کوئی باہمی اختلاف بید اموجائے تو وہ اپنے بڑوں کے فیصلہ بر راضی ہوکراختلاف ختم کر دیتے ہیں ۔ وہ اپنے اختلافی معاملات کے یہے کہی عدالت میں نہیں جاتے ۔

چلیا برا دری سے اس مزاج کی وجہ سے اس کو دینی فائدہ بھی مل رہا ہے اور دینیوی فائدہ بھی۔ اس سے مزاج کی سادگی ، حقیقت پندی ، بات کومان لینے ، کا نیتجہ یہ ہواکہ تبلیغی تحریک کو اس نے بہت جلد قبول کرلیا . تبلیغ میں شامل ہوسنے سے مزید ان سے اندر اعتما دا ورلیفین کی نف یات پیدا ہوئی ۔ دہ تی کی را وہ بس آ گے بڑھتے چلے گیے ۔

بليا برا درى كى مذكوره نفسيات كا دوسرا زبر دست فائده الحيس اتحاد كى صورت ميں ملا - اسس برادرى كے لوگوں كا يرحال ہے كہ وہ بہت جلد تجارتى شركت كو قبول كريستے ہيں - ان كى اكثر تجارتي آپس كمشترك سرمايہ سے جل رہى ہيں - ان كاايك آدى كيے كاكہ فلال ہوٹل دس لاكھ روپے ميں بك رہا ہے . آؤہم مل كہ اس كو تريدليں - اس كو نہايت آك فى سے سرمايہ لگائے والے افراد مل جائيں گے اور وہ مشترك سرمايہ سے ہوٹل كو تريدكر اس كو منظم انداز سے جلاتے رہيں گے اور ان كى مربع ان كى مربع

موجودہ زمانہ میں کوئی بڑاکام کرنے کے لیے بڑ*ے سر*مایہ کی صرورت ہوتی ہے ۔ یہ سرمایہ عام طور پر ۲ ۳۹ بینک فراہم کرتے ہیں۔ اسلام میں چونکہ سود کو جرام قرار دیا گیا ہے اس یے بہت سے ترقی لبند " بر کہتے ہیں کہ اسلام اقتصا دی ترقی کی راہ میں رکا وط ہے کیوں کہ اقتصادی نرقی بینک کے سودی قرصنوں سے ہوتی ہے اور سودی قرصنہ پر کاروبار کرتے کی اسلام میں گنجائش نہیں ۔ بمبنی کی چلیا برادری اس الزام کی عملی تر دید ہے ۔ چلیا برادری کا منونہ بنا تاہے کہ اقتصا دی عمل سے لیے سودی مالیات لازمی نہیں ہیں ۔ یہاں سودی مالیات کا ایک برل موجود ہے ۔ اور وہ ہے

متارکتی مالیات ۔ لیعی حصہ داری کی بنیا د پرمت ترک سرمایہ فراہم کرنا اور اس کے ذریعہ سے کئی آدمیوں کامل کر کاروبا رکرنا ۔

یہ وہی جیزے جس کوموجو دہ زمانہ میں کو آپریٹوسسٹم کہا جاتا ہے۔ حقیقت بہ ہے کہ کو آپڑیو نظام سودی نظام کا اسلامی بدل ہے۔ گر کو آپر ٹیو نظام کے تحت اقتصا دی عمل جاری کرنے کے لیے ایک لازمی مت مطلب میں اور دہ ہے اتحا دکا مزاج ۔ چلیا برا دری میں یہ مزاج پوری طرح پایا جاتا ہے اس لیے ان کے درمیان تجارتی مشارکت کا میں اب ہے۔ عام مسلمانوں میں یہ مزاج موجود نہیں ، اس لیے ان کے بہاں تجارتی مشارکت کی نہیں بائی جاتی ۔

اتحاد واتفاق ایک الیی جبز مے جو ہراعتبار سے مفید بے ، دین کے اعتبار سے بھی اور دنیا کے اعتبار سے بھی ۔ مگریہی وہ سب سے قیمتی چیز ہے جو آج مسلما بوں میں سب سے کم پالی جاتی ہے ۔

زندگی یں سب سے زیادہ اہمیت قومی مزاع کی ہوتی ہے ۔ قوم کے اندر اگرتھیری مزاج ہو تو اس کاہر معاملہ اینے آپ درست ہو تاجلا جائے گا۔ اس کے اندر وہی قبادت ابھرے گی جو داقعہ سیج قیادت ہو۔ عیرصالح قب دت اس کے اندر این زمین نہ پاسکے گی۔ اس سے افراد کسی مفید کام کے بیے نہایت آسانی سے متحد ہوجا ہیں گے ۔ دوسری قوموں سے اسٹ کا عیر صروری نکر او ابسے آپ حتم ہو جائے گا۔

قومی مزایق کے صالح ہوئے برہی قوم کی تمام ترقبوں کا انحصار ہے۔ اور اگر قوم کا مزاج بگڑا ہواہو تو ایسی قوم کو بی جبز بربا دی سے مہیں بجب سکتی ۔ اگر آپ کو قوم کی اصلات کر بی ہو تو اس کے مزاج کی اسب لاح کر دیکھے ۔ اس کے بعد نمام چیز دن کی اصلاح اپنے آپ ہوجائے گی ۔

آنجاد کی قیمیہ میں

آج ہزادمی اتحا دیربول رہا ہے۔ ہزا دمی اتحا دیرلکھ رہا ہے۔ مگرکہ پی بھی اتحا دقائم نہیں۔ اس کی دجر یہ ہے کہ ہرچزکی ایک قیمت ہوتی ہے۔ اسی طرح اتحا دکی بھی ایک قیمت ہے۔ لوگ اتحا دکی باتیں کرتے ہیں مگراتحا د کی قیمت دینا نہیں چا ہتے، یہی وجہ ہے کہ ہیں اتحا دفائم نہیں ہوتا۔

اتحاد جب ٹوٹتا ہے توکیوں ٹوٹتا ہے ۔ اس کی وجہ صرف ایک ہے ۔ اور وہ ہے ، اپنے اندر پیدا ہونے والے بے اتحادی کے جذبات کوٹتم نذکرنا ۔ یہ دنیا دا دا لامتحان ہے ۔ یہاں مختلفت دبوہ سے ایک دوسرے کے خلافت جذبات پیدا ہو ہے ہیں ۔ ان جذبات کو اگر آپ اپنے اندرکچل دیں تواتحاد قائم رسے گا۔ادراگران جذبات کونہ کچیس تو وہ خلا ہم ہو کر اتحاد کو پارہ پارہ کر دیں گے۔

کیمی ایک اّ دمی کو دوسرے اَ دمی سے تسکایت ہوجاتی ہے۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص آپ کو اپنے مفادکی راہ میں حال نظر آتا ہے۔ کبھی دوسرے کی ترتی کو دیکھ کر اس کے خلاف حسد کاجذبہ سینڈ میں جاگ اٹھتا ہے۔ کبھی فخرا ورغر در کی نفسیات کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ دوسرے کو ذلیل ادریے قبمت کرکے نوشی حاصل کی جائے ۔

اس قسسم کے تمام مواقع آ دمی سے ایک قیمت مانگتے ہیں۔ یہ قیمت کہ وہ اتحادا درتعلق کی فضا کوباتی رکھتے کے لیے اپنے آپ کو دبائے ۔۔۔۔ وہ شکایت اور کمنی کو ہرداست کرے۔ وہ اپنے مفادکی ہر با دی ہر راضی ہوجائے۔ وہ دوسرے کی ترقی پرنوش ہونے کا موصلہ پیدا کہ۔۔ وہ گھمنڈ کے جذبات کوتواضع کے جذبات میں تبدیل کرہے۔ یہ پتحقی قربانی اجتماعی اتحا دواتفاق کا واحد دا ڈہے۔

اس تسسم کے مواقع کا بیش آنا لازمی ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ موجودہ دارالامتحان میں ایسے مواقع بیش نہ اکیس ریم مواقع در اصل اتحادیا جاتحادی کا فیصلہ کریتے ہیں ۔ آدمی اگرایسا کرے کہ دہ اتحاد کوتوڑنے والے جذبات کو اپنے سیسندیں دبائے تو وہ معاشرہ کے اندر اتحاد کو باقی رکھے گا۔ اگر وہ ان جذبات کو خل سم ہونے کے لئے کھلا چھوڑ دے تو معاشرہ کے اتحاد کو بربا دکر دے گا۔

دوسروں سے ندل طیفے کے لیے اپنے آپ سے لڑنا پڑتا ہے۔ چونکہ لوگ اپنے آپ سے لرطنے کے سلے تیار نہیں ہیں ، اس لیے دوسروں سے ان کی لڑا کی بھی ختم نہیں ہوتی۔

أتحسيادكاراز

چرد باگھر بیں سیکڑ وں لوگ موجو دیتھ ۔ کوئی تھلے سبزہ پر بیٹھا ہوا کھاپیار ہاتھا ۔ کوئی طرح طرح کے جانور وں کو دیکھ رہاتھا۔ کوئی اِ دھر اُدھر بے فکری کے ساتھ گھوم رہاتھا۔

انتے میں د حالانے کی آواز آئی اورای کے ساتھ یہ خبراڑی کہ ایک نئیرا پنے کم پرے سے با ہراگی ہے۔ یہ سنتے ہی تمام لوگ بیرونی گیٹ کی طرف مجاگے ۔ جولوگ اب تک" مختلف " نظراًر ہے تھے، دہ سب کے سب " متحد " ہو کہ ایک رخ پرچل پڑے۔ ہزمہ کی مختلف سرگر میاں ختم ہو کرایک نقط پر مزبکن ہوگئیں ۔

بہ ایک شال ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سطر ی شدت خوف دایوں کے تعدد کو ختم کرویتا ہے۔ ایسے وقت میں ہرا دمی ای ایک چنر کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے جو سب سے زیادہ قابل توجہ ہے۔ مرادمی ای ایک چیز سے ڈرنے لگتا ہے جو سب سے زیا دہ ڈرنے کے قابل ہے۔ مرادمی کا حیال ای ایک چیز کی طرف لگ جاتا ہے جس کی طرف دو سرے آدمی کا حیال لگا ہوا تھا۔

التحرى قابل لحاظ چیز ، میشدایک ، موتی ہے۔ آخری چیزیں تعدد نہیں۔ لوگوں کے درمیان اختلاف اس لیے ، موتا ہے کہ لوگ آخری چیز ، کر نہیں ، وتے۔ آدمی کے اور چب سند بدترین اندلین کہ کیفیت طاری ، موتی ہے تو دوسرے اور تنبیرے درجہ کی تمام چیزیں اپنے آپ حذف ، موجاتی ہیں۔ اس وقت لازماً ایسا ، وتا ہوتی ہے کہ تمام لوگوں کی توجہ «آخری اہم ترین چیز» کی طرف لگ جاتی ہے۔ اس سے کم درجہ کی تمام چیزیں خود بخود حذف ، موجاتی ہیں۔ اور جہاں آخر سے پہلے کی تمام چیزیں حدث ، موجاتی و ہاں انحاد سے میں میں موجود ، موجاتی ہے۔ اس میں م موجاتی ہیں۔ اور جہاں آخر سے پہلے کی تمام چیز ، کی طرف کگ جاتی ہے۔ اس ان کا درجہ کی تمام چیز ، موجاتی ہو

اخلان اس صورت مال کانام ہے کہ لوگوں کی نظریں آخری اہم ترین چیز برلیگی ہوئی نہ ہوں۔ اسس لیے اتحاد کی واحد کا مباب تدبیر یہ ہے کہ لوگوں کی نظرین کم اہم یا غیر ہم چیز ہم چیوں سے مٹا دی جائیں کی ملک پرشن محمد کے وقت ہی چیز ہوتی ہے۔ چنا پنہ ایسے موقع پر پوری فوم محد ہوجاتی ہے۔ فترین کے خطرہ سے نر یا دہ بڑا خطرہ خدا کی پڑو کا خطرہ ہے۔ اس لیے جس فوم می خدا کا ڈر پیدا ہوجائے وہ لازمی طور پر دنیا کی سب سے زبا دہ متحد فوس بن جائے گی ۔

مطالعہ نتا تا ہے کہ ذخمن نے خطرہ سے دقت جانور بھی تحد ہو جاتے ہیں ۔خطر اک سیلاب میں کمتا ا دربلّ باینولا اور سانپ دونوں ایک جگہ چپ چا پ ہیٹھے ہوئے دیکھے گئے ہیں ۔ تگریبر اتحاد کی حیوانی سطح ہے۔ انسانی اتحاد وہ ہے جو خدا کے خوف اور آخرن سے من کہتے ہیدا ہو ۔ بیہ دوسرا اتحا د زیادہ اعلی ہے اور زیادہ یا تداریمی۔

شكامات

ہندستان کا زادی سے پہلے کا و اقعہ ہے۔ دیہات کے ایک آدمی شہر آئے ادر اپنے ایک ملاق قی سے بہاں منیم ہوئے۔ ان کی خبافت کے لئے گھر کے اندر سے خربوزہ بھیجا گیا۔ ایک بڑی بلیٹ میں خربوزہ کے ساتھ چھری رکھی ہوئی تقی۔ اضوں نے حب اس کو دیکھا توسخت حیران ہوئے۔ انھوں نے کہا، میری مجھ میں نہیں آتا کہ خربوزہ اور چھری کا کیا جوڑے ۔ حتیٰ کہ انھوں نے خربوزہ کھلتے بغیر اسے لوٹا دیا۔

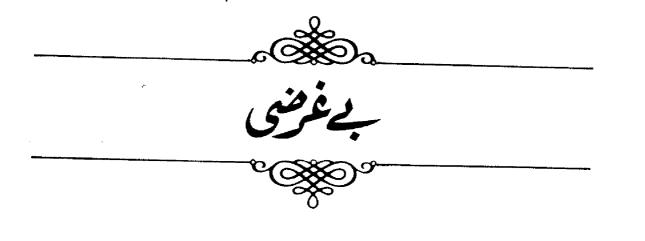
بعد کوایک تنحص نے پوچھا تو انفوں نے بنایا کہ ہم تو بہ جانتے ہیں کہ خربور ن کھانے کا طریقہ ہہ ہے کہ دونوں ہا نف سے دباکر اس کو توڑا اور کھا گئے۔ پھر پرچھری کس لئے۔ ہیں نو اسے ٹونا ٹوٹ کاسمجھا ، اسس لئے میں نے اسے ہنیں کھایا ۔

اسی قسم کاایک اور واقعہ مذکور ہن تخص کے ساتھ رات کو بیش آیا۔ رات کو جب ان سے سونے کے لیے بستر بچپایا گرب توان کے بستر پرایک تکیکو تھا۔ وہ رات بھڑ تکیہ کو دیکھتے رہے اور سور پر سکے - بعد کو اس سے بارے میں انھوں نے بتایا کہ بین تو یہی تمجھا کہ اس کے اند رمال ہے۔ میری تبجھ میں پنیں آتا نظاکہ میں اس دہ گم ٹھری "کی رکھوالی کروں پاسو کوں ۔

اکنز ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو دوسرے کے بارے بین شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس کے خلاف سخت برہم ہوجا نامے - اپنے طور مربر وہ یہ مجتنا ہے کہ اس کی نشکایت اور برہمی بالکل بجا ہے -حالانکہ اس کی وجہ صرف اس کا ناقف علم ہونا ہے ۔ پوری صورت حال سے بے خبری کی بنا پر دہ بطور نو د ایک رائے فائم کر لینا ہے ادر اس پر شکرت سے قائم ہوجا تا ہے ۔ حالانکہ اصل واقعہ کے اعتبار سے اس کی نشکا بت کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

اس برائی سے بچنے کی ترکیب فرآن میں یہ نہا تک گئی ہے کہ جب بھی کوئی بات سنونو اس کی تفین کر لو۔ اگرا دمی واقع تُرسی یونو وہ دویں سے کوئی ایک رویہ اختیار کرے گا۔ یاتو سی ہوئی بات کو تعلادے کا اور اس کا کوئی چرچا نہیں کرے گا۔ اور اگر کسی وجہ سے وہ اس کا تذکرہ کر ناچا ہتا ہے تو سب سے پہلے وہ تنعلقہ شخص سے اس کی تحقیق ن کر سے گا۔ اور تحقیق کے بعد جو بات ساسے آئے گی اس کو مان لے گا تحقیق کے بغیر نسکا بیتوں کا چرچا کر ناجتنا علط ہے ترائی غلط پر بھی ہے کہ تحقیق کے بعد تحقیق کے بعد تعلقہ شخص کے اس کو اس کی تحقیق شخص کے اس کی تحقیق کے بعد جو بات ساسے آئے گی اس کو مان لے گا تحقیق ت کے بغیر نسکا بیتوں کا چرچا کر ناجتنا علط ہے اتنا ہی غلط پر بھی ہے کہ تحقیق کے بعد تھی آ دمی اپنی کر اے جب ر تاہ متعلقہ شخص کے اس کی تحقیق کر اور واس کو مسل کے بعد تحقیق کے بعد تعلقہ تو اس کو مان سے گا تحقیق ت تعلق کر ہے ۔ متعلقہ شخص کی تر دید کہ بود و دو اس کو مسل دہرا تا ہے ۔

بيكارجا ؤبكوك شری ہر دیو سنگھ المست ( ۸۳ ما – ۱۹۲۷ ) انگریزی ا در پنجابی نہ بان کے شاعر تھے۔ وہ اکتر سا دہ مثالوں میں بڑی گہری باتیں کیا کرتے تھے۔ شری المست جی نے ایک بار اینا ایک گیت سایا۔ یہ گبت بنجابی زبان میں تھا۔ اس گہبت میں موٹر کارکے برزوں کو خطاب کیا گیا تھا۔ شاعر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تھا کہ اے پر زو، تم اپنے انجن کے ساتھ جڑھے رہو۔ اسی میں تمحاری قیمت ہے۔ اگرتم اپنے انجن سے الگ ہو گئے تو یا در کھو کہتم اس دنیا ہیں بے کار لوے کے بھا قربکو گے۔ بتمثیل بہت بامعنی ہے ۔ ایک مشین کے اندر بہت سے برزے ہوتے ہیں ۔ مسر ا پر زے کی اہمیت اپنی مشین سے جڑ ہے رہے من میں ہے ۔ مثین سے جرط کرا ک پر زہ انجن کا حصبہ ہوتاہے۔ مجموعی اعتبارے وہ انجن کہا جاتا ہے۔ لیکن پرز ہ اگراپنی مثبین سے الگ ہوجائے تووه این ساری ایمین کلودےگا۔ اب وہ کبا ژخانہ کا حصہ ہوگا نہ کہ شین کا حصبہ اب اس کی قیمت '' لوہے '' کی ہوجائے گی جب کہ اس سے پہلے اس کی میت مشین کی تھی ۔ یہی معاملہ انسان کا ہے۔ انسان اپنے پورے مجبوعہ میں شامل ہونو و چنطیم تر محبوعہ کا جزیر ہے۔ متحد ہونے کی صورت میں ایک فرد کی بھی وی قیمت ہوجاتی ہے جو پورے طبوعہ کی قیمیت م، مگرجوفرداتخاد کے بند<del>ھن سے الگ ہوجائے و ہست ایک فرد ہے ۔ اس کی مث</del>ال اس یرزہ کی سے جوابنے آنجن سے الگ ہوگیا ہو۔ ایسا برزہ کبا ڈخانہ بیں جاکر لوہے کے بھا و بحمايه - اسی طرح فرد اپنے مجموعہ سے الگ ہو کہ اپنی قیمت کھو دیتا ہے۔ یرزہ کوائجن کاجز مبنے کے لئے اپن انفرادی ستی کھودین پڑتی ہے۔ اس طرح فرد کو بھی متحدہ مجبوعہ کاجزیر بننے کے لیے اپن انفرا دیت کو کھونا پر تاہے۔ یقیناً فرد کے لیے یہ ایک بھاری قیمت ہے۔ مگراس دنیا میں کو نک بھی چیز قتمیت دیئے بغیر نہیں ملتی۔ فرد کی تسب کین کے الم یہ کا فی ہے کہ اس نے اتحا د کی جو قیمت دکاتی اس سے بڑی چیز اس نے اپنے لئے پالی . " ہو یا " اگراین انفرادیت کو کھوکر" متین " کا درجہ حاصل کرلے تو یہ اسس کے لئے کھونا ہنیں ہے بلکہ وہ سب سے بڑی چیز یا پنا ہے جس کی وہ اس دنسیا میں تمناکر سکتا ہے۔



•

----

نفرت کی تیزاب مغرب کے ایک ماہرنفسیات کا قول سے کہ نفرت کی مثال ایک قسم کے تیزاب کی سے ۔ ایک عام برتن بیں اس کور کھاجا بے تو وہ اینے برتن کو اس سے زیا دہ نقصان پہنچائے گا جتنا اس کوحس پر وہ تیزاب ڈالاجانے والاسے ر

Hatred is like an acid. It can do more damage to the container in which it is stored than to the object on which it is poured.

اگرآب کوکسی کے خلاف بغض اور فرض تہ ہوجا ہے اور آپ اس کو نقصان بہنچانے کے دریے ہوجا ہیں نوجہاں بک آپ کا تعلق ہے ، آپ کے سینے میں نورات دن ہروقت نفرت کی آگ بھڑ کتی رہے گی۔ مگر دوسرے شخص پر اس کا انٹر صرف اس وقت بہنچ پا ہے جب کہ آپ بملاً اس کو نقصان بہنچانے میں کامیا ب ہوگئے ہوں۔ مگر ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ آدمی سی کو وہ نقصان بہنچا سے ہواس کو وہ پہنچانا چا ہتا ہے۔ نفرت کے تحت کل کرنے والے کا منصوبہ بیشتر حالات میں ناکام دہنا ہے ۔

مگر جہاں تک نفرت کرنے والے کا تعلق ہے، اس کے لئے دو میں سے ایک عذاب ہر حال میں مقدر ہے۔ جب تک وہ اپنے اُنتقامی منصوبہ میں کا میاب نہیں ہوا ہے اُنتقام کی آگ میں جلتے رہنا اور اگر بایفرض کا میباب ہو جائے تو اس کے بعد ضمیر اس کا بیچھا کرتا ہے۔ وہ اپنے حریف کو قتل کرکے نود بھی اپنے چین کو ہمین ہے لئے قتل کر نتیا ہے۔ اُنتقام کے حیون میں اس کا انسانی احساس وبا رہتا ہے مگر جب حریف پر کا میبابی کے نتیجہ میں اس کا اُنتقامی جوش تھنڈ اپٹر تابے تو اس کے بعد اس کا ضمیر جاگ اُس کا اُل

فوجداری کے ایک دسی نے ایک بار راقم الحرون سے کہا کہ میر اسابقہ زیادہ ترایسے لوگوں سے بیش آتا ہے جن توتس کا الزام ہوتا ہے ۔ مگریں نے اپنی زندگی میں جتنے بھی قاتل دیکھے سب کو میں نے پایا کہ قتل کے بعد وہ اپنے قتل پریشیمان تھے ۔ وفتی جوش میں اکرا تھوں نے قتل کر دیا گر جب جوسش تھنڈا ہوا تو ان کا دل اتفیں ملامت کرنے لگا - میں ہر مجرم کا حال ہے ۔ کوئی مجرم اپنے کو احساس جرم سے آزاد نہیں کر پاتا ۔ جرم کے دبعہ م ہر مجرم کا سینہ ایک نفسیاتی فیدخا نہ بن جاتا ہے جس میں وہ سلسل سزا بھگ تا رہتا ہوا تو ان کا دل اتفیں منفی کا رروائی سب سے سلم اپنے خلاف کا روائی ہے منفی کا رروائی کا نقصان آدمی کی اپنی فرات کو ہر مجرم کا میں ہے جہ دون میں جاتا ہے جس میں دہ سلسل سزا بھگ تا رہتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ منفی کا رروائی سب سے سلم اپنے خلاف کا رروائی ہے منفی کا رروائی کا نقصان آدمی کی اپنی فرات کو ہر محرم کا رہتا ہے خواہ دہ دوسروں کو پہنچے یا نہ پہنچے ۔

مزاج لی اہمیت

ٹوائیٹا موٹر کمپنی جاپان کی ایک کاربنانے والی کمپنی ہے۔ پچھپے تقریباً ۳۰ سال میں کام کا ایک دن صائع کے بغیر اس نے اپنا بیداداری عل جاری رکھا ہے۔ یہ صرف ایک مثال ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جاپان میں صنعتی ترتی کی آتنی تیزرفتاری کی دجہ کیا ہے۔ امریکہ کی جنرل موٹر س کاربور شین ادر فورڈ موٹر کمپنی دنیا کی سب سے بڑی موٹر ساز کمپنیاں بھی جاتی ہیں۔ مگر امریکہ کی ان کمپنیوں میں سالانہ پیدا وار کا اوسط ٹی مزدور گیارہ کاریں ہیں حسب کہ جاپان کی ذکورہ موٹر کمپنی میں سالانہ بیدا دار کا اوسط فی مزد ور سب کاریں ہیں۔

جابان کی اس نیم مولی صنعتی ترقی کا راز اس سے مزدور ہیں ۔جابانی مزدور کا تعمیری مزاج جابان کی سب سے بڑی دولت ہے ۔ سب وجہ سب کہ جابان میں اگر چہ کو کلہ ، لو ہا ، بٹرول اور دوسری دھاتیں باتو بالکل بیدا نہیں ہوتیں یا سہت کم بیدا ہوتی ہیں اس کے با وجو دجابان کی صنعتی ترتی کی رفت ار دنیا ہیں سب سے زیادہ ہے رجابانی مزدور کے مزاج میں وہ کون سی بات ہے جو جاپان کے لئے سب سے بڑی دولت ین گئ ہے۔ ایک میصر کے الفاظ میں وہ حسب ذیل ہے :

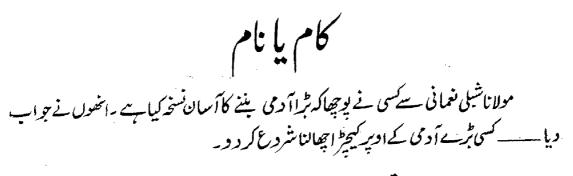
> A national spirit of compromise and co-operation and a willingness to endure short-term setbacks for the long-term good of the nation, company or a family.

جاپانیوں کی برقومی میرت کہ وہ ہمیت مصالحت ا درتعا دن کے لیے تیار رہتے ہیں۔ قوم یا کمینی یا خاندان کے دسین تر مفا د کی خاطر وہ دقتی نفضان کو سہنے کے لئے راضی ہوجاتے ہیں۔ ( ہند سیتان ٹا تمس ۲۵ اگست ۱۹۹۱) ۲۵ کسی قوم کی تعمیر میں سب سے اہم چیز اس کے افرا د کا مزاج جے ۔ افرا د کا مزاج اگر مکر اہوا جاتو توم کو تباہ ہونے سے کوئی چیز بہیں بچاسکتی ا در اگر افرا د کا مزاج درست ہے تو ایسی قوم ضرور کا میاب ہو کر میں ہوتی ہے خواہ اس کے دشمنوں کی تعداد کتن ہی زیا وہ کی مزاج کا مزاج اگر مکر اہوا توم کی تعمیر میں افراد کا درجہ وہی جاتوں کی تعداد کتن ہی زیا وہ کی مزاج جاتے ہیں ہوئی عمارت میں ایک بی اعتبار عارت ہوتی ہے کوئی بھی حادث اسے گرا سکت ہے ۔ اس کے برطن جاتے ہیں ہوئی عمارت موں کی تعمیر میں افراد کا درجہ وہی ہے جو کسی عمارت میں ایندوں کا ہے۔ کچی ایندوں سے بنی ہوئی عمارت موں کی تعمیر میں افراد کا درجہ وہی ہے جو کسی عمارت میں ایندوں کا ہے۔ کچی ایندوں سے بنی ہوئی عمارت موں کی دو اس پر پورا بھرو سرکیا جاسکت ہے ۔ وہ سیلاب اور طوفان کے علی الرغ زمین پر کھڑی رہتی ہے ۔ ہر ایک بے اعتبار عارت ہوتی ہے ۔ کوئی بھی حادث اسے گرا سکت ہے ۔ اس کے برعکس جو عمارت بی ہی ہوئی عمارت

اپنے لیے کچھ دوسروں کے لیے کچھ

The smell of the diesel fuel alone is an affront and a health hazard.

سر چر ڈ ڈابن سگریٹ اور س کے تاجریں۔ یہ دونوں چیزیں وہ ہیں جو دھواں نکال کر فضا خراب کرتی ہیں۔ وہ ساری زندگی دھویں کا کاروبا دکرتے دہے۔ یہ دھواں حب تک دوسروں کے گھریں پہنچ رہا تھا اعض اس کی خرابی کا احساس نہیں ہوا۔ گرامک بارحب اتفاق سے وہ ان کے اپنے گر کے اندر پہنچ گیا تو وہ چینخ اسٹے۔ مرآدمی اپنے لئے کچھ چاہتا ہے اور دوسرے کے لئے کچھ اور بلانسہ ہیا انسان کی سب سے بڑی کمزوں ہے۔ ۲۹۹



اصل یہ ہے کہ کام کی دقسیں ہیں۔ ایک کام وہ ہے جو معروف میدانوں میں ہوتا ہے، دوسرا وہ جو غیر معروف میدان میں کیاجاتا ہے معروف میدان میں زور دکھانے والااً دمی فور اً لوگوں کی نظروں کے سامنے آجاتا ہے ۔ اس سے برعکس غیر معروف میدان میں محنت سے اوٹی کو نہ تہرت ملتی ہے اور نہ مقبولیت ۔ جس چیز کاعوام میں چرچا ہوا س سے ساتھ اپنے کو ملانے میں آپ کا چرچا بھی بڑھے گا۔ اور جس چیز کاعوام میں چرچا نہ ہوا س کے ساتھ لینے میں آپ تھی چرچے سے محروم رہیں گے ۔

اگرآپ کسی سلمتخصیت کے خلاف ہو نے لگیں کسی مشہور معاملہ کو اپنانش اند بنائیں کہ کی کو رت سے نکرا کُر مشروع کر دیں رکوئی عالمی عنوان کے کر حبسہ حلوس کی دھوم مچائیں توفور اُ آپ اخباروں کے سفر اول میں چھپنے لگیں گے رکوکی کے درمیان آ پ برترجہ رے مشروع ہوجا ہیں گے ۔ آپ بہت سے لوگوں نے خیالات کا مزح بن جائیں گے ۔ آپ حبسہ کا اعلان کریں گے تو بھیڑی بھیٹر و ہاں جمع ہوجائے گی ۔ آپ جہندے کا مطالبہ کریں گے تولوگ آپ کو روب پر میں تول دیں گے۔

لیکن اگرآ ب خاموش تعمیری کاموں میں ابنے آپ کولمکا ئیں۔ "گنبد " کے بجائے " بنیاد" سے اپنے کام کا آغاز کریں۔ انقلابی پوسٹر تھیا پنے کے بجائے خاموسش جد وجہد کو اپنا شعا رہنا ئیں۔ ملت کا تھنڈا بلند کرنے کے بجائے فردگی اصلاح پر محنت کریں۔ سیاسی منگامہ چھٹرنے کے بجائے غیرسیاسی میدان میں اپنے کومشغول کریں، تو چرت انگیز طور پر آپ دکھیں گے کہ آپ کے گرد ندسا تھبول کی بھٹر ہے اور ند پیندہ دینے والوں کی قطاریں۔ آپ کا نام ند اخباروں کی سرخیوں میں جگہ پار ہا ہے اور ند پڑیں ہے اور ند کے ڈائس کی زمینت بن رہا ہے۔

مگریم دوسراکام کام ہے۔ اسی کے ذراج کمی تقیقی نیتجہ کی امید کی جاسکتی ہے۔ اس کے برعکس بہلاکام کام کے نام پراستحصال ہے ۔ اس سیتحضی قیا دیمی توصر در حمکتی ہیں مگر قوم اور ملت کو اس سے بچھ ملنے والا مہیں ہے ۔ ایک اگر کام ہے تو دوسراصرت نام ۔

تعبيركافرق

" تم" - معنى عربي زبان يس" المحقو" - يس اور قم ايران - إيك شهر كانام بعى ب- وايك برانالطيفه ب كرست مرقم - فاصنى صاحب كوان - حاكم كاليك حكم نامه ملاجس بيس عربي زبان ميس برتحرير تقا: يا قاضى قم لقل سنبت فقه - استجمله كالفظى مطلب ببر ب كدا - قم - قاضى ، ابنم بور حقم بوركيم اس لي المحو (ابناعبده جيور دو) يدحكم نامه جب فاضى قم كوملا تواس في كمها: " قتلنى حت الامير للقافية) راميركى قافيد ليندى في محص مار دالا)

قاصی صاحب کی نظر قم پر گھی ، سنبت پر نہیں گی ۔ اگر وہ سنبت کے لفظ پر غور کرتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ان کوعہد ہ قضا سے ہٹانے کی اصل دجہ ان کا بڑھا پا ہے نہ کہ قم کا قافیہ ۔ امبر کو اس میں بڑھا پے کے سبب سے اس ذمہ دارا نہ منصد سے ہٹا کہ کسی دوسرے جواں سال آ دمی کو وہاں رکھنا تھا۔ یو محض اتفاقی بات تھی کہ وہ سنہ قم کے قاصٰی تھے اور اس بنا پر حسن تعبیر کے لئے اس نے اپنے سکم کے لئے ندکورہ الفاظ است مال کر لئے ۔ اگر وہ قم کے بجائے کسی اور شہر کے قاصٰی ہوتے تب بھی وہ اس میں معزول کرتا ۔ البتہ اس صورت میں اس کے حکم کے الفاظ دوسرے ہوتے ۔

جب بھی ایک بات کمی جائے تو اس کا کوئی جزئراصلی ہوتا ہے اور کوئی جزئر اتفاق ۔کوئی جیسیز اصل مقصود کلام کے طور پر آتی ہے ادر کوئی اتفاقاً کلام کا جزئر بن جاتی ہے ۔ آ دمی کسی کلام کی حکمت کو اسی وقت سمجھ سکتا ہے جب کہ وہ الفاظ کے اس فرق کو ملحوظ رکھ کر کلام کا مفہوم متعین کرے ۔ اس کے بیکس اگروہ اس فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو وہ سحنت غلطی کر ہے گا ۔ وہ بنل اہر کلام کو تسمیق ہوئے بھی کلام کونہیں سمجھے گا۔ وہ نہ کہنے والے کے سانٹھ انصاف کر ہے گا اور نہ خود ا بنے ساتھ ۔

مذکورہ قاضی صاحب اننے نادان نہیں ہو سکتے کہ دہ اس راز کو نہ سمجھ سکیں ۔ یہ دا قعب اگر دوسر سنخص سے متعلق ہوتا تو وہ فوراً اس کوجان لیتے ۔ مگر معاملہ ان کی اپنی ذات کا تھا اس لیے وہ اس کی حقیقت تک نہ پہنچ سکے ۔ جب بھی کو ئی آ دمی نفسیاتی پیچید گی میں مبتلا ہو تو وہ حقیقت پسندا نہ انداز میں سوچ نہیں پاتا اور اس بنا پراصل معاملہ کو سمجھے میں اس طرح ناکام رہتا ہے حس طرح قاضی صاحب ناکام رہے ۔

ق آنع منهُ

ابک صاحب نے اپنی زندگی کا آغاز معمولی ملازمیت سے کیا تھا ا در اب ان کا کانی ٹراکا روبار ہوچکا ہے ، انھوں نے ایک ملاقات میں کہا : '' جب میں دوسورو پیہ کا ملازم تھا تو میں اپنے کوسور دیسے کا آ دمی بچھتا نھا ، اب جب کہ میراکار دبار دوکر ورر دیسے تک پہنچ چکا ہے نئب بھی میں اپنے کوصون ایک کرور روپیہ کا آ دمی بچھتا ہوں '' سسسے یہ وہی چیزے جس کو مذہب کی اصطلاح میں قناعت کہا جاتا ہے ۔ اس قناعت کانفلق انفرادی معاملات سے بھی ہے اور اجتماعی معاملات سے بھی ۔

یہ بات جو ایک آدمی نے سا دہ طور برکمی ، سمی زندگی کی کا میابی کاسب سے بڑا دا نہ ہے۔ اکتر حالات میں ادمی صرف اس لئے ناکام دم تلب کہ وہ اپنے بارے میں زیادہ اندازہ کرلیتیا ہے ، دہ اپنی تفتق استعدا دسے زیادہ بڑا افدام کر دیتا ہے ، دہ سکم " پرقن عت نہ کرتے ہوئے " زیادہ "کی طرف دوڑ بچرتا ہے ۔ آدمی اگر مذکورہ تا جرکے اصول پر دہ تو وہ مجھی ناکامی سے دوچار نہیں ہو سکتا ۔

جوادی زیا دہ خرب کی استطاعت رکھتے ہوئے کم خرب کرے دہ میں اقتصادی بحران کا شکار نہیں ہو کا مجرادی دد ڈرنے کی طاقت رکھتے ہوئے آہت ہے جا اس کے ساتھ میں یہ حادثہ پیش نرائے گا کہ دہ داستہ میں تھک کر بیٹھ جائے مجواب خالف بردار کرنے کی پورسین میں ہوتے ہوئے صبر کرجائے دہ کھی اپنے مخالف سے شکست نہیں کھا سکتا ہو بڑے کام کے قابل ہوتے ہوئے اپ کو چھوٹے کام میں لگا دے دہ کچی اپنی کو شستوں کو رائگاں کرنے دالاثابت نہیں ہوگا۔ جو ساسی معت بلا کی جو آدائی کا موقع رکھتے ہوئے نی رساسی کام میں اپنے کو شنوں کرنے دالاثابت نہیں ہوگا۔ جو ساسی معت بلا کے بعد بالا خراس کے حصہ میں بی دو جی اس کا میں اپنے کو مشغول کرنے دالاثابت نہیں ہوگا۔ جو ساسی معت بلد میں میں نگا در دو دہ کچھی پنی کو مشتوں کو رائگاں کرنے دالاثابت نہیں ہوگا۔ جو ساسی معت بلد تو مل کا موقع رکھتے ہوئے نی رساسی کام میں اپنے کو مشغول کرنے دالاثابت نہیں موگا۔ جو سیاسی معت بلد کے بعد بالا خراس کے حصہ میں جو جیزائے دہ صرف احتمان اور فرباد ہو۔ جس کے لئے شہرت کا میدان کھلا ہوا ہو مگر دو ہ این کو گھنے ہوئے نی رسان کام کر میں اپنے کو مشغول کرنے دو کا یہ انجام کو ہی نہ ہو گا کہ پُر شور عمل مو مگر دو ہ اپنے کو گم نامی کے میدان میں کام کر کے دو خور ان کان کر میں دی کے شہرت کا میدان کھلا ہوا

الك شخص كاقول ب : دور ي برا فائده كى خاطر قريب ي محيوث فائده كو قربان كباجا سكتاب :

Present short interest can be sacrificed for the larger long range gain.

اس میں شک نہیں کہ بیترتی کا بہت اہم اصول ہے رکڑ اس اصول کو دہی لوگ برت سکتے ہیں جو دور تک سوج كرافدام كرنا جانين مذكه فورى طور يرتع شرك كراته هر بون .



ایک لطہفہ ہے کہ کسی دکیل صاحب نے قانون کی پریکٹس میں کافی میپ یہ کمایا تھا۔ جب ان کی وفات کا وقت ایا توانہوں نے وصیت نامہ لکھوایا ۔ اپنی وصیت میں انہوں نے کہا تھا کہ میری ساری د ولت اور جائداد میرے مرنے کے بعب د پاگل لوگوں میں تفست بیم کردی جائے۔ کسی فی اس کارخیر کی وجہ پوچھی تو وکیل صاحب نے جواب دیا : میرے پاکس جو کچھ ہے دہ پاکلول ہی سے تو مجھے ملا ہے ۔ یہ ایک حقیقت بے کر "قانون "کاکاروبار پاکل انسانوں کے دریعے دینا میں قائم ہے۔ اً دمی انتقام سے جوسٹ میں اگر کسی کو قست ل کر دیتا ہے - کوئی شخص کسی کی جائد اد ہوت کر لیتا ہے کونی حسد اور بغض کا شکار مہو کرکسی کو پریشان کرنا چاہتا ہے اور اپنے آپ کو بے سِ پاکر اس کوعدالت کے سنگنجہ میں الجھانے کے لئے اسٹ کے اوپر جھوٹے مقدمے قائم کرتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے ذریعہ وکیلوں کی تجارت قائم ہے۔ اس قسم کے لوگ اگر جیاب کو عاقل اور ہوئٹ پار سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ بد ترین قسم سے پاکل ہیں ۔ عام پاکل صرف اپنے لیے پاکل ہوتے ہیں ۔ متحریہ ہو شیار پاکل اپنے ساتھ ساری انسانیت کے لیتے پاکل ہیں ۔ ان کی اخری سزا اگر چہ خدا سے پہاں ملے گی ۔ مگر اکثرایب موتا ہے کہ موجودہ دینا میں بھی بالآخر وہ عبرت ناک انحام کا شکار ہوتے ہیں جس ان ان کوانہوں نے اپنے پاکل پن کاست کار بنانا چا ہا تھا، وہ توحت اک مدد سے محفوظ رم تناب - مگربه لوگ خود اسس گرش سے میں داخل کر دیتے جاتے ہیں جہاں وہ دوسے روں کو داخل کرنا چاہتے تھے۔ ہر آدمی جو کچھ کرتا ہے اپنے فائدہ کے لیے کرنا ہے۔ اپنا فائدہ انسان کا سب سے بڑامعبود

مرادی جو مجیر کرتا ہے ایک قائدہ کے لیے کرنا ہے ۔ اپنا قائدہ انسان کا سب سے برط معبود ہے ۔ آدمی اگر معتدل حالت میں ہونو وہ کبھی جان ہو جو کرایسی کاروائی ہنیں کر یک ، جو اس کوخود این نقصان کی طرف نے جانے والی ہو۔ مگر عفلہ اور انتقام وہ چیزی ہیں جو آدمی کوا ندھا کر دیتی ہیں ۔ وہ دوسرے کی خد میں ایسی کاروائیاں کرنے لگتا ہے جس کا نقصان بالا خرخو داسی کوا طفا نا برطے ۔ ایسی ہر کاروائی بقدینی طور پر پاگل بن ہے ۔ معروف پاکل اگر طبی پاکل ہوتے ہیں نوابسے لوگ نفسیا تی پاکل ۔

غيرهيقي اضافه

ایک مغربی ملک کے ایک ادارہ نے ایک است تہار شائع کیا۔ اس کوایک خاتون کارکن کی ضرورت تھی۔ ادارہ کو خانون کے اندرجومختلفنے صفات درکا رتقیں ان میں سے ایک صفت اس کا خاص اور تعین مت رسمی تھا۔

اشتہار کی اشاعت کے بعد ادارہ کے پاس بہت ی درخوات یں۔جاپنج ہوئی توایک خاتون تمام مطلوبہ او صاف بی غیر معول طور پر پوری ہوتی جل گئی۔تمام ت کے معاملہ میں وہ نامنطور کر دی گئی اس کا قد مطلوبہ لمبائی ہے آ دھائی کم تھاجس کو اس نے اپنے جوتے کی ہیل میں آ دھا پنج اونچائی کا اصافہ کرکے پوراکی تھا۔ جوں نے لکھا:

غیر نار مل ہونا ہر حسال میں نا فابل تیول ہے۔ نواہ وہ قد کے آدھ اپنج کم ہونے میں ہو یا ہی کے آدھانچ زیادہ ہونے میں ۔

یہ جھوٹاسا واقعہ زندگ کے ایک فالون کو بتا تاہے۔ یہ فالون کہ عبر حقیقی چیزیں اضافہ حقیقی چیزیں کمی کا بدل نہیں ہے ۔ اگر آپ کا اپنا" جسم" چھوٹلا ہے تو" ایٹیج" کو ادنچا کرکتے آپ کمبی ملب ری کا مقام حاصل نہیں کریتے ۔

جب می آدمی زندگی دوڑیں پیچے ہوجاتے تواس کی وجہ ہمیشہ اپن کوئی کی ہوگ۔ آدمی کو جائے کہ وہ اس کمی کو جانے۔ وہ اپن ساری توجہ اپنی کی کو دورکرنے میں لگا دے۔ اپنی کمی کو دورکرکے دوبارہ آ دمی اپنے کھوٹے ہوئے مقام کو حاصل کر سکتا ہے۔ گر دوسری با توں پر سنگا مسکھر اکرکے وہ صرف وقت کو ضائع کر تاریبے گا۔

اگر آپ کارکردگی میں کم ہوں تو مطالبات میں اضاف آپ اس کی تلانی نہیں کر سکتے ۔ اگر آپ منصور بہت دی میں کم ہوں نوشور وغل میں زیادتی ہے آپ اس کی تلانی نہیں کر سکتے: اگر آپ معنوبیت میں کم ہوں تو آپ الفاظ میں اصاف ہے اس کی تلافی نہ ہیں کر سکتے ۔ اگر آپ مقابلہ کی دوڑ میں پیچے ہو گئے ہوں تو احتجاج اور شکا بت میں اضاف ہے آپ زندگی کی اگلی صفوں میں جگہ نہ ہیں پاکھتے: ایک شخصیتی کی صرف حقیقی چیز سے پور ی ہو کتی ہے نہ کہ کی عنوبی تو تو تو اور عند میں تا کہ میں تو تو تو تو تو تو

بتيزيے-

سب كافائده

ابک نطیفہ ہے کہ شہنشا ہ اکبر نے ایک روز اپنے خاص در باری بیر بل سے کہا : بیر بل ،اگر ایک با دشاہ کی با دشا ہت ہمیشہ رہتی کو کب ہی احبیا ہوتا۔ بیر بل نے جواب دیا : عالی جاہ ، آپ نے بجا فرطیا۔ لیکن اگراپسا ہوتا نوآج آپ با دست ہ کیوں کر ہوتے ۔

ابر نے باد شاہت کو اپنی ذات سے شروع کیا۔ اس نے سوچا کہ اگر دنب میں یہ اصول رائج ہو کہ ایک باد شاہ ہمیشہ باقی رہے تو میں ہمیشہ اسی طرح با د شاہ بنا رہوں گا۔ ابر بھول گیا کہ بادت ہت کا سلسلہ تو دنیا میں اس وقت سے ہے جب کہ وہ پیدا بھی ہنیں ہوا تھا۔ ایسی حالت میں اگر اببرکا ببندیدہ اصول دنیا میں رائج ہوتا تو اس کی نوبت ہی نہ آتی کہ ابر بادست ہو، بن کر تخت پر بیچے ۔

اکتراییا ہو تاہے کہ اسان اپنی ذات کو سامنے رکھ کر سوچیا ہے۔ وہ صرف ذاتی مفاد کے تحت اپنے کر دایک نقشہ بنا بیتا ہے۔ دہ معبول جا تاہے کہ اس دسیا میں وہ اکیلانہیں ہے۔ چنا پنج بہت جلد سارجی حقیقتیں اس سے عکرانی ہیں اور اس کے نقشہ کو نو ڈڈالتی ہیں۔ اس وقت آدمی کو معلوم ہو تاہے کہ اس کا ذاتی مفاد بھی اسی میں تھا کہ وہ مجموعی مفن دکالحاظ کرتا۔

اگراَپ این ذان کا فاندہ جاہتے ہوں تب بھی اَپ کوسب کا فائدہ چاہتا جلہتے ۔ سب کے فائدے میں اَپ کا ایپ فائدہ بھی ہے۔ اس دنیا میں ہر اَدمی ایک اجماعی کشتی میں سوارے ۔ کشتی سے بچاؤ میں اس کی اپنی ذان کا بحب اوُبھی اپنے اُپ تنامل ہے ۔

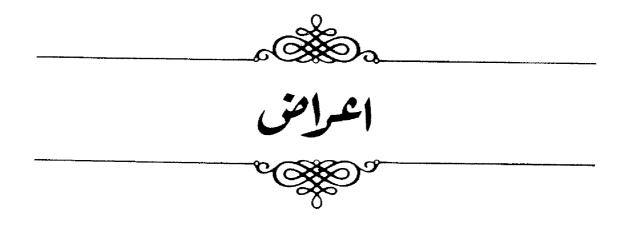
جن لوگوں کو اس دنیا بیں کچه مواقع طتے میں وہ اکتر یہ غلطی کرتے میں کداپنی ذات سے تحاظ اصول اور فاعد بنا نے لگتے ہیں - وہ جس طریفے میں اپنا ن کہ د دیکھتے ہیں اس کو رائج کر نے لگتے ہیں مگر یہ طریفہ اکتر الثابر نا ہے ۔ کبوں کہ اس دنیا میں کو کی شخص ہمیت ایک حال پر نہیں رہتا ۔ مواقع تحجی ایک شخص کے باتھ میں آتے ہیں اور کہمی وہ دور رہے کے باتھ میں چلے جاتے ہیں - ایسی حالت میں محض ایک شخص کے باتھ میں آتے ہیں اور کہمی وہ دور رہے کے باتھ میں چلے جاتے ہیں - ایسی حالت میں محض اینی ذات کو اس من رکھ کر فواعد بنا ناعفل مندی نہیں ۔ کبوں کہ عین ممکن ہے کہ حالات میں اور جو پر بیلے آپ کو اپنے موافق نظر آتی سے وہ بعد کو آپ کے خالف بن جائے ۔ اینی ذات کو مرکز بنا کر سوچت با عنبار حفیقت نہ ابنی ذات کے بیے مفید ہے اور نہ بقیہ انسا بنت کے بیے ۔

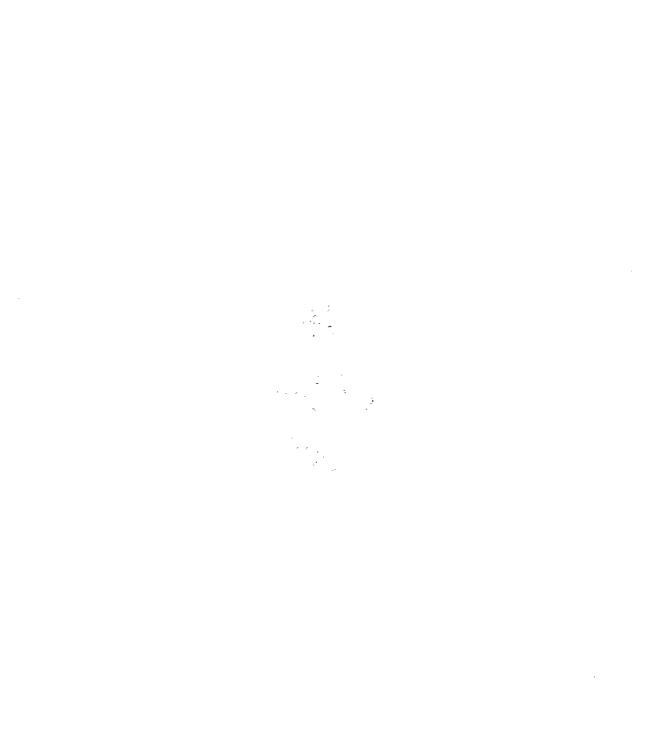
مغرالط

کولن ولسن (Colin Wilson) انگریزی زبان کات عرمتا۔ اس کے خیالات بہت سخت سے۔ اس کو بیویں صدی کے سارے مغربی ادب کا انسان شکست خور دہ، مفلوج اور قوطیت زدہ نظر اکتا ہے۔ اس کے نزدیک آج کا انسان اس ذہنی مرص میں مبتلا ہے جس کووہ (Fallacy of insignificance) یعنی ہے اہمیتی کا مغالطہ کہتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان کا زیا دہ برڈا ذہنی مرص وہ ہے جو اس کے برعکس نفسیات بید اکر تاب اور وہ اہمیت کا مغالطہ (Fallacy of significance) ہے۔ کچھ لوگ بعن نفسیات پید اکر تاب اور وہ اہمیت کا مغالطہ (Fallacy of significance) ہے۔ کچھ لوگ بعن تاریخی یا عز تاریخی اس بہت ہے ہوتا ہے کہ کو تو کو بین مرض وہ ہے جو اس کے برعکس ایسے آپ کو صبح طور پر سمجھ پاتے اور ہز دو سروں کے بارے میں حقیقت پندانہ دانے وت ان کم کرنے میں کا میاب ہوتے ۔

ب ایمیتی کا مغالطہ ایک ذہنی مرض ہے۔ تاہم اس ذہنی مرض کا نقصان آدمی کی صرف ابن ذات کو بہونچتا ہے۔ جو شخص ایسے آپ کو فرضی طور پر غیر اہم سمجہ لے وہ افدام سے گھرائے گا۔ وہ کو نی بڑا کام کرنے کے بیے ایسے آپ کو نا اہل سمجے گا۔ وہ ابن فعالیت کھو دے گا اور متحرک دینیا میں بے حس و حرکت پڑا دہے گا۔ گریہ سب ذاتی نفصان کی چیزیں ہیں۔ بے ایمیتی سے مغالطہ کی قیمت آدمی کو خود ادا کر نی پڑتی ہے۔ اس سے برعکس مغالطہ کی دوسری قسم اس سے زیا دہ سنگین ہے۔ بے ایمیتی کا مغالط این ذات کے حق میں زہر ہے اور اہمیت کا مغالطہ پورے سماجہ کے حق میں زہر۔

اہمیت کے مغالط میں مبتلا ہونے والا آدمی اپنے آپ کو اس سے زیا دہ سمجہ لیتا ہے جن کہ فی الواقع وہ ہے ۔ دہ غیر واقعی طور پر اپنے کو بڑا سمجنے لگتا ہے ۔ اس کا نیتجہ یہ ہوتا ہے کہ دو سرے لوگ اس کوجو درجہ دیتے ہیں وہ اس کو اس سے کم نظر آتا ہے جو اس کے اپنے نز دبک اس کا درجہ ہے۔ اس بے دوسرے تمن م لوگ اس کو ظالم نظر آن گگتے ہیں ۔ وہ اپنے سوا ہر ایک کو برا سمجنے لگتا ہے ۔ وہ ہرا کمی کا دشمن بن جاتا ہے ۔ بے اہمیت کا مغالطہ اگر آدمی کے اندر بہت ہمتی ہیں ہوتا ہے تو اہمیت کا مغالطہ آدمی کو جارح بن دینا ہے ۔ اور جارچیت بلاک سے ساج کے حق میں لیت ہم ہم تو زیا دہ ہلاکت خیز ہے ۔





مسائل ادرمواقع انگرىزى كابك مثل ہے ۔۔۔ مسائل كو بھوكاركھو، مواقع كو كھلا ؤ ؛

Starve the problems, feed the opportunities.

یہ ایک بہت بامعنی بات ہے۔ بلکہ یہ کہنا صبح ہو گا کہ یہ موجو دہ دنیا میں کامیا بی کاسب سے بڑا راز ہے۔ جوشنص اس گہری حکمت کوجائے اور اس کو استعمال کرے وہی اس دنیا میں کامیاب موتاہے جوشنص اس حکمت کونہ جانے اور اسٹ کو استعمال نہ کر سکے اس کے بیے ناکا می کے سوا اور کوئی جب بے ز مقدر رنہیں ۔

اصل یہ ہے کہ موجودہ دنیا میں آدمی ہمینہ دوقسم کی چیزوں کے درمیان رہنا ہے ۔ ایک مسائل اور دوسر مواقع ۔ ہمینہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کچہ مسائل سے گھرا ہوا ہوتا ہے ۔ اسی سے ساتھ ہمینہ یہ می ہوتا ہے کہ آدمی کے قریبی ماحول میں کچہ قیمتی مواقع موجود ہوتے ہیں جن کو جربور استعمال کر کے وہ کامیابی کی منزل تک بہو پنج سکتا ہے ۔ یہ صورت حال ایک فرد کے ساتھ بھی بین آتی ہے اور ایک پوری قوم کے ساتھ بھی ۔

یہی دہ مقام ہے جہاں موجود ن دنیا لوگوں کا امتحان نے رہی ہے ۔ جوشت صرف اپنے مسائل کو دیکھے اور اس میں الحجہ جائے وہ اپنے مواقع کو کھو دیے گا۔ اس کے برعکس ہوشت مواقع کو دیکھے اور ان کو بحر لو راستعمال کرے وہ مسائل ہیں زیا دہ توجہ نہ دے سکے گا۔ مسائل کو "کھ لانا" مواقع کو ' بھو کا " رکھنے کی قیمت پر ہوتا ہے ۔ اسی طرح جوشت مواقع کو کھلاتے وہ اس قیمت پر ہو گا کہ اس کے مسائل جو بے دہ حب ایس ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مواقع کو استعمال کر سنے کھی ہے ہم ہوں کو نظرانداز کرنا پڑتا ہے ۔

بتربہ بتاتاہے کہ مسائل میں الجناکبھی کسی کے لیے مفید نہیں ہوتا۔ آخری نیتجہ کے طور پر وہ صرف وقت کو صائع کرنے کے ہم معنی ہے ۔ مگر جوشنحص اپنے آپ کو مواقع کے استعال میں لگاتا ہے وہ نہ صرف مواقع کا ون ئدہ حاصل کرتا ہے بلکہ اس کی کا میا بی بایو اسطہ طور پر اس چیز کو بھی حل کر دیتی ہے جس کو مسائل کہتے ہیں ۔

برطاآدمي

مشردیل کارنیگی کی ایک تماب سے جس کا نام ہے :

How to Stop Worrying and Start Living

> Always remember that it takes a bigger man to walk away from a fight than it does to stay and fight (p. 187).

ہمینٹہ یا درکھو کہ جنگ مراّ دمی کرسکتا ہے مگربڑا آ دمی وہ ہے جو جنگ سے اعراض کرے۔ گڑھے اندر بیضر بھینکیں نواس سے پانی میں ہیجان ہیں داہوجا تاہے۔ گرسمندر سے اندرایک بوراپہاڑ ڈال دیجے تب بھی وہ ویسا کا ویسا ہی دہے گا۔ اسی طرح چھوٹے ظرف والا آ دمی ایک سخت بات سن کر گرڈ انٹر سے مگربڑ نے طرف والے آ دمی سے اوپر طوف ان گزرجاتے ہیں اور بھر بھی اس کاسکون بر ہم ہنیں ہوتا۔

أكسط انتجبر

سجاش ایک ڈاکو تھا جو ڈاکہ زنی کے ۲۰ واقعات میں ماخود تھا۔ پونس نے اس کوزندہ یا مردہ پکر نے پر بب درہ ہزارو ہی نقد العام کا اعلان کیا تھا۔ سر دسمبر ۲۸ ماکا واقعہ ہے۔ دہلی کی ایک پولیس پارٹی اپنے میٹا ڈور پر انکم ٹیکس آفس کے پاکس سر ک پر تھی۔ اس نے دبکھا کہ سل سنے ایک سفید فیٹ کار آرہی ہے۔ پولیس کی گاڑی کے قریب آکراچا تک اس نے یوٹرن (U-Turn) لیا۔ یعنی گھوم کر پیچے کی طرف دابس ہو گئی۔ پولیس والوں کو ت بہ ہوا اور انصوں نے کارکا پیچا کیا۔ پولیس کی گاڑی جب بالکل قریب ہو پنج گئی تو کار کے مسافروں نے پولیس کی کاڑی پر فائر تک شروع کر دی۔

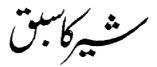
اب بولیس پارٹی کویقین ہوگب کہ اس سے اندر کوئی مجرم بیٹیا ہوا ہے۔ جنابخہ بولیس والوں نے بھی جواب میں کا دکے اوپر فائر کیے ۔ گر کار آگے کی طرف سما گتی رہی اور بالآخر نظروں سے اوجل ہوگئی۔ تاہم اسی ت م کو شا ہر رہ اسپنال کے قریب ایک لاش سٹرک برپڑی ہوئی ملی ۔ یہ مذکورہ ڈاکوسی ش کی لائٹ بھتی ۔ پولیس کی گولیوں سے زخمی ہوکر وہ جب لد ہی مرکب تو اس سے بقیہ جا رسائینیوں نے اس کو کار سے نگال کر بام سر بڑک پر بچینک دیا اور خود آگے کی طرف روانہ ہو گئی رائی آن اندی ا

یہ ایک مثال ہے جس سے اندازہ ہو تاہے کہ کمبھی بچاؤ کا اقدام انسٹ پڑتاہے۔ سفید کاروالے اگر معمول کے مطابق اپنے رائے سے گزر گیے ہوتے تو ممکن تھاکہ وہ پولیس کی ذریعے بچ جلتے۔ مگرجب الفوں بے اپنے بچاؤ کے بیے جارحانہ افدام کمپ تو وہ لاکت کے میڈیں جا پڑے ۔

اس دنیا میں ہر آ دمی کی سوچہ بو جرکا امتحان ای جار ہاہے۔ جن لوگوں کا حال یہ ہو کہ وہ جس مخالف جیز کو دیکھیں اس سے لڑنے نے لیے آما دہ ہوجائیں وہ اس دینیا میں تبھی کا میاب نہیں ہوسکتے۔ اس دنیا میں کا میاب ہونے کے لیے کہ سمی مقابلہ کرنا ہوتا ہے اور کہ جی اعراض کرنا پڑتا ہے ۔ کہ بھی سامنے کی سڑک سے جلنا ہوتا ہے اور کہ جی صرفورت ہوتی ہے کہ آ دمی دائیں یا بائیں سے کتر اکر آگے بڑھ جائے ۔ یہ دنیا ہوت مندی کا امتحان ہے ، یہاں وہی شخص کا میاب ہوتا ہے جو اس ناذک امتحان میں پور ااتر ہے ۔

کامیابی کارازیہاں ہے

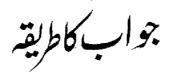
بہ مدراس کا واقعہ ہے ۔ سمندر کے ساحل پر دونو جوان نہا دہم تقف دونوں دوست تق اور سرا کی اچھی جانتے تھے۔ وہ پانی کے اوپر اوپر بھی تیرتے نفے اور ڈبکی لگا کر پانی کے اندر اندر بھی دورتک کل جاتے تھے۔ دونوں تیرتے ہوئے دور تک چلے گئے - اس کے بعد موجوں کا ایک نیمیٹر آیا ۔ دونوں اس کی زدیس آ گئے ۔ ایک نوبوان زیادہ ماہر تھا ۔ " یں موجوں سرط کر پار ہوجا کہ گا" اس نے کہا ادر موجوں کے مقابلہ میں اپنی تیراکی کا کمال دکھانے دلگ ۔ مگرموجوں کا زور زیا دہ خا، وہ اپنے طاقت درباز وکوں کے باوجود ان سے نظنے میں کا میاب نہ ہو سکا۔ اور ڈوب کر مرکبا ۔



جم کاربٹ (Jim Corbett) منیر کے مطالعہ کا ماہر تھما جاتا ہے ۔ اس کے نام بر مہند دستان میں حیوانات کا ایک پارک بنا ہوا ہے ۔ جم کاربٹ نے تکھا ہے کہ کوئی شیرکسی آ دمی پر اس وقت تک حملہ میں کرتا جب تک کہ اس کو اپنی طرف سے کوئی کارر دائی کر کے عبو کا ہند یا جائے :

No tiger attacks a human being unless provoked.

اس مثنال میں ہمارے لئے دومبت بڑے سبق ہیں۔ ایک یہ کہ کی کو میڈیکی طور بر این " دیٹمن " بھر لینا درسرت نہیں۔ حتیٰ کہ ایک درندہ صفت انسان کو ھی نہیں۔ کوئی شخص اسی سے دشمنا نہ معاملہ کرتا ہے جس کو وہ اپنا دشن سمجھ لے ساگر ہم اپنے کو دشمن ظاہر ترکریں تو دوسرا بھی ہم سے دیٹمن کا سلوک نہیں کرے گا۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ ناکا نی تیاری کے بغیر کے کھر ہوں اور اول نہیں کرنا چاہئے۔ اگر آپ اپنے مربعین بر ابسے اقدا مات کریں جو کانی تیاری کے بغیر کے کھر ہوں اور اس بنا بر دہ فی جاہتے۔ اگر آپ اپنے اقدام آپ کے حربین کو پہلے سے زیادہ شتعل کرے آپ کے مسئلہ کو اور زیا دہ سنگیں بنا دے گا۔ ہر شخص نود اپنی اندر دنی تقاضے کے تن این کے معند کو اور زیادہ سنگیں بنا دے گا۔ ہر حربی تو ہوں کی کمبل میں ۔ یہ ایک قدر تی اسلوام ہے جو لوگوں کو ایک دوسرے سے دو کر ہما ہے ۔ آپر دوسرے کو نہ چھر جے اور آپ دوسرے کے طلام سے محفوظ رہیں گے ۔ کیوں کہ پہل ہم ہوں این این کریں ہوں



ایک ا دمی نے ایک بزرگ کی تولیت کی ۔ اس نے کہا کہ وہ ایسے پہنچے ہوئے بزرگ تھے کہ وہ نما د کی حالت میں مرے ۔ گویا ان کی موت خدا کی گو دمیں ہوئی ۔ سننے والا کچھ دہر جب رہا ، اس کے بعد بولا : خدا کے رسول کی دفات ہوئی تو وہ اپنی المبیہ کی گو دمیں تھے اور بزرگ کی دفات خدا کی گو دمیں ہوئی۔ اس کا مطلب تو بیہ سے کہ بزرگ خلاا کے رسول سے بھی زیادہ پہنچے ہوئے تھے ۔ یہ جواب اتنا وزنی سے کہ اس کوسن کرا دمی خامون ہوگیا ۔

سننے والے نے مذکورہ بزرگ کے حالات بڑ سے تھے۔ اس میں اس کو کہیں یہ بات نہیں ملی تھی کہ بزرگ کی موت نماز کی حالت میں ہوئی ۔ تاہم اس نے سوچا کہ اگر میں یہ کہنا ہوں کہ یہ بات کہاں تھی ہے یاکس ذریعہ سے ثابت ہوتی ہے تو خواہ مخواہ کی بحث متر وع ہوجائے گی اور دہ کہیں ختم نہ ہوگی ۔ چنا پنجہ اس نے اس سوال کو نہیں تھیٹرا۔ اس نے ایسی بات کہی جو نہ صرف یقینی تھی بلکہ ا پنے عمومی بہلو کی بنا پر دہ آ دمی کو جب کر دسینے دانی تھی ۔ پنیانچہ کم ہی بحث کی نوبت نہیں آئی اور ایک ہی حجملہ سارے سوال کا جواب بن گیا۔

بہی ایسے معاملات میں جواب دینے کامبیح طریقہ ہے۔ اگرا دمی ایسا کرے کہ وہ مخاطب کی بات سنتے، ی فوراً اس سے الجھ ندجائے بلکہ تھم کرسوچے کہ اس کا میچے اور مُوشر جواب کبا ہو سکنا ہے توبینی طور پر وہ ہرسوال کا ایسا جواب پالے گاجواس فدر فیصلہ کن ہو کہ بمی تجت و کرارکی نوبیت نہ آسے اور صرف ایک جلہ لچررے سوال کے لئے فیصلہ کن بن جائے ۔

سب سے براجواب دہ ہے جس میں سوال کرنے والا اور جراب دینے والا دونوں الجھ جائیں اور بالا خرراس طرح الگ ہوں کہ دونوں بیں سے کوئی بار ماننے کے لئے تیار نہ ہواتھا ۔ اور سب سے اچھا جواب دہ ہے جب کہ جواب دینے والا ایسا سوچا سمحھا ہوا وزنی جواب دے حس کے بعد سوال کرنے والے کی سمحھ ہی بیں نہ آئے کہ اس کے آگے دہ کیا کہہ سکتا ہے ۔

استشتعال پس

ایک صاحب بی ، وہ بطا ہرعام حلیہ میں دیتے ہی مگر مزاج کے اعتباد سے بہت دیندار ہی ، دہ ایک تعلیم یافتہ آ دمی ہیں اور قرآن و حدیث کے موضوعات بروی کتا ہیں تھی ہیں ۔ ایک روز نماز جمعہ کے بعد سبحد میں ان کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی موصوف کے ساتھی نے ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ فلاں صاحب ہیں اور وہ قرآن و حدیث برکن کتا ہیں لکھ چکے ہیں۔ بزرگ نے موصوف کی طوف دیکھا تواحفوں نے پایا کہ وہ قسمی بینے ہوئے ہیں۔ مربر کا ندھی تو پی ہے ۔ داڑھی تھی ایک مشت کے ناپ سے کم ہے ۔ بزرگ نے دیکھ کر فرمایا :

صورت سے تو ابسامعلوم نہیں ہوتا بزرگ کی زبان سے بیتو ہین آمبزتبھرہ سن کرموصوف کوغصہ آگبا۔ تا ہم انفوں نے برداشت کرلیا۔ وہ ایک لمحہ بجب رہے اور اس کے بعد ہوئے :

آب کا ادننا دبجا ہے۔ گمرانٹڈ تعالیٰ تھی گندگاروں سے پی اپناکام نے لیتے ہیں

بر شنڈ اجواب مذکورہ بزرگ کے لئے اتناسخت ٹابت ہوا کہ اس کے بعد وہ کچھ بول نہ سکے اور خاموشی سکے ساتھ واپس جلے گئے ر

یدابک مثال ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کدا شنعال کے وقت آدمی کو کیسا جواب دینا چاہئے ۔ جب بھی کوئی آدمی آپ پر تنقید کرتا ہے ، آپ کے خلاف کوئی سخت بات کہ دینا ہے تد آپ کے بدن میں آگ جاتی ہے ۔ آپ چاہتے لگتے ہیں کداس کو تعسم کر دیں جس طرح اس نے آپ کو تعسم کیا ہے ، مگر بیطریقہ شیطانی طریقہ ہے ۔ صحیح طریقہ بیہ ہے کہ آپ اس کڑوا ہٹ کو بی جائیں ۔ جو تحشیکا آپ پرلگا ہے اس کو دوسرے کے او پر ڈالنے کے بجائے خودا پنے آپ پر سہدیں جب آپ ایسا کریں گے تو آپ کو ایک نئی قوت حاصل ہوگی ۔ آپ اس عکمت کو جانی گے

بدایک حفیقت ہے کہ اشتعال کے وقت ہو شخص صبر کرلے اور سوچ سمح کر بولے دہ زبادہ طاقتور انداز میں اپنی بات کہنے کے لائق ہوجاتا ہے وہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ مشتعل الفاظ کا جواب ٹھنڈ سے الف ظ سے دے اور ٹھنڈک آگ کو زیادہ بجبانے والی ہے ۔ وہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ اپنے مخالف کو معان کردے اور معاف کر دینا یقیناً سب سے بڑا انتقاح ہے ۔

جھگڑے سے رنچ کمہ

دو کسانوں کے طبیت طبو کے تھے۔ ان کے درمیان ایک میٹر کا تعکر اہوگیا۔ ہرایک کہتا تھا کہ بینڈ میری ہے۔ دونوں کھیت کی میٹڈ پر لڑگے۔ یہ تعکر اسپ " بینڈ کا تھا بھر دہ " ساکھ "کا مشلدین گیا۔ ہرایک کو دکھانی دینہ لگا کہ مینڈ سے ہٹنا لوگوں کی نظریں اپنے آپ کو بے عزت کرنا ہے۔ چنا نجہ تحب گرا پر حسّار ہا۔ وہ یہاں تک ٹر حاکہ دونوں طرف قتل ہوئے، کھیت کاٹے گئے۔ دونوں نے ایک دوسرے ک پر حسّار ہا۔ وہ یہاں تک ٹر حاکہ دونوں طرف قتل ہوئے، کھیت کاٹے گئے۔ دونوں نے ایک دوسرے ک ہیزی جلائیں ۔ اس کے بعد معاملہ اور ٹر حا۔ دہ پولس اور عدالت کا معاملہ بن گیا۔ مقدمہ بازی کا لابا سلسلہ مشروع ہوگیا۔ یہ مقدمات ۲۰ سال بعد صرف اس دقت ختم ہوئے جب کہ ان کے کھیت، باغ ، زیور است سب یک گئے۔ دایک مول مینڈ کو پا نے کے لئے دونوں نے اپنا سب کچھ کھودیا ۔

یہی میں یر کا جھکڑ ایک اور کسان کے ساتھ پیدا ہوا۔ مگر اس نے فوری اشتعال کے تحت کا رروائی کرنے کے بجائے اس برغور کیا سبحھ دار لوگوں سے مشورے کے ۔ آخر کار اس کی سمجھ میں بہ بات آئی کہ میں ند کا حجا گڑا میں ٹر بہطے نہیں ہونا۔ حجا گڑے کو طے کرنے کی جگہ دوسری ہے۔ یہ سوچ کر اس نے حجا گڑے کی میںٹر حجو ٹردی س

میر - حریف کومیری مبتر برقیعنه کرنے کی جرات ہی کیوں ہونی ، اس سوال پرنور کرتے کرتے وہ اس دائے پر بیخ کہ اس کی وجر دیف کے مقابلہ میں میر کہ زوری ہے میرا اور حریف کا اصل معاملہ مینڈ کا معاملہ نہیں ہے ۔ بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ میری پوز مین میر ۔ حریف کے مقابلہ میں اتنی زیا دہ نہیں کہ دہ محمد سے دیے اور میر - حقوق پر ہاتھ ڈالنے کی جرمات نہ کرے ۔ شھنڈے و ہن سے سو جینے کے بعد اس کی سجھ میں بہ بات آئی کہ اگر وہ اپنی طاقت اور حینتیت کو جرمات تو وہ زیا دہ بہتر طور پر اپنے حریف روما بلہ میں کا مباب بوسکتا ہے ۔ کیونکہ اس کے معد اس کے حریف کو اس کے اور پر اپنے حریف کی جرمات ہی نہ ہوگی ۔

اب اس نے اپنے کھیبتوں پر پہلے سے زیا دہ محنت مشروع کردی۔ جوطاقت وہ حراف کوبریا د

کرنے کی کوششوں میں لگانا اسی طاقت کو اس نے خود اپنی تعمیر میں لگا ناشروع کر دیا۔ اس نئی فکر نے اس کے اندرنیا حصلہ جگا دیا۔ وہ نہ صرف اپنے کھیتوں میں زیا دہ محنت کرنے لگا بلکھیتی کے ساتھ کچھ اور قریمی کاروبا ربھی منٹروع کر دیا۔ اس کے نئے شعود کانیتجہ یہ ہوا کہ اس نے اپنی زندگی کو از مر نومنظم کیا۔ وہ خرب کو کم کرینے اور آمدن کو ٹردھانے کے اصول پریختی سے کس کرنے لگا۔ اسی کے ساتھ اپنے نچول کو تعلیم کی مداہ پرلگا دیا۔ اس نے طے کر لیا کہ اپنے ہر بچ کو اعلیٰ مرحلہ نک تعلیم دلاتے گا۔ اس دوسر سینے میں کر جاتھ اور آمدن کو ٹردھانے کے اصول پریختی سے محک کرنے لگا۔ اسی کے ساتھ اپنے اس دوسر سینے میں کا دیا۔ اس نے طے کر لیا کہ اپنے ہر بچ کو اعلیٰ مرحلہ نک تعلیم دلاتے گا۔ اس دوسر سینے میں کہ اس نے میں اس کا دیا۔ اس کہ دوست کر میں اس کہ کہ میں اس کا دوس

سال لگے تھے۔ گریپ شخص کے لئے، ۲ سال ہربادی کے ہم منی تھا، جب کہ دوس شخص کے لئے ۲۰ سال آبادی کے ہم عنی ین گیا۔ اس ۲۰ سال میں اس کے بچے پڑھ لکھ کرا چھے مہدوں ہر پنچ چکے تھے۔ اس نے اپنی کھیتی اتن بڑھا لی تقلی کہ اس کے بیہاں ہل ہیں کے بجائے ٹریکڑ جیلنے لگا تھا۔ حس کسان سے اس کا میںڈ کا حکم انہواتھا اس کا وہ پورا کھیت اس نے میں ٹر سمیت تر بد لیا ۔

جس آ دمی نے مینڈ کا جھگڑا مینڈ برسط کرنے کی کوشش کی وہ تباہ ہوگیا۔ اس کے برعکس جس نے مینڈ کو چھوڑ کر دوسرے میدان میں مقابلہ کی کوشش کی وہ آخرکار نہ صرف مینڈ کا مالک بنا بلکہ تربیب کا پورا کھیست اس کے قبضہ میں آگیا ۔

بجلی کابل جلتے جلتے بجد جائے یابنکھا جلتے جلتے رک جائے تو ہم بلب کو توڑ کر نہیں دیکھتے یا بیکھے سے ہیں الجلتے رکیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بلب بجلنے اور سیکھا بند مونے کی وجہ بلب اور سیکھے کے اندر نہیں ان کے باہر ب - اور بچر جہاں سے فرق پڑا ہو وہاں درست کرے اپنے بلب اور سیکھے کو دوبارہ جلا سیتے ہیں - انسانی معاطلت بھی اکثر اسی قسم کے ہوتے ہیں ۔ مگر عجیب بات ہے کہ بلب اور سیکھے کے اندر نہیں معاملہ میں جو بات اونی بھی نہیں بھولتا اسی بات کو انسانی معاملہ میں ہمیں شریفوں جاتا ہے۔

آدمی کی بیمام کمزوری ہے کہ جب بھی اس کی زندگی میں کوئی مسئلہ بیدا ہوتا ہے نورہ اسی مقام م اپنا سڑ کرانے مگتا ہے جہاں مسئلہ پیدا ہوا ہے ۔ حالان کہ اکثر حالات میں بیر ہوتا ہے کہ مسئلہ کہ ہیں بید ا ہوتا ہے اور اس کی وج کہ ہیں ہوتی ہے۔ "حال' کا ایک داقعہ اکثر" ماضی " کے کسی داقعہ کا نتیجہ ہوتا ہے ایک معاملہ میں کسی کی زیادتی اکثر حالات ہیں کسی اور معاملہ میں پائی جانے والی ایک صورت حال کے سبب سے وقوع میں آتی ہے ۔ ایسی حالت میں بہترین عقل مندی ہی ہے کہ آدمی جائے دفوع بر سرند کم اے سکت اس سبب کو معلوم کرکے بات کو دہاں بنا نے کی کوشت کرے جہاں بات بگر جانے کی وجہ سے اس کے ساتھ دہ حاد تہ بیش آبا ہے جس میں دہ آج اپنے کو میتلا پاتا ہے ۔ حرک کال ارم کسجی ایسا ہوتا ہے کہ قوم کو زندہ کرنے کے بیے فرد کو اپنے آپ کو ہلاک کر ناپڑ تابے ۔ موجودہ زمانہ میں فرافس کے چارس ڈیکال ( ۰، ۱۹ - ۱۹۹۰) سے اکس کی شاندار مثال پیش کی ہے ۔ ڈیکال دسمبر ۸۵ ۱۹ میں فرانس کے صدر نتخب ہوئے ۔ اس وقت افرایقہ میں فرانس کے تقریبً ایک درجن مقبوصات سے جن میں آزاد کی کی تحریک چل رہی تقی ۔ خاص طور پر البحیر یا میں یہ تحریک بہت مثدت اختیار کرچکی متی ۔ فرانس نے اکس کو کچلنے کے بیے تقریبًا ۲۵ لاکھ آ دمی فتل کر دیئے ۔ اس کے باوجود البحیر یا میں آزاد دی کی تحریک دبتی ہوئی نظر نہیں آتی تقی ۔ یہ صورت مال چارس ڈیکال کے بیے سے البحیر البحیر یا میں آزاد دی کی تحریک دبتی ہوئی نظر نہیں آتی تقی ۔ یہ صورت مال چارس ڈیکال کے بیے سے البحیر تشویشناک بن گئی ۔ انسائیکلو ہیپ ڈیا پرٹا نیکا کے الفاظ میں ، البحیر یا کی جنگ کے مسائل ان سے بیے اس میں روک بن کی کہ دہ منت بی کی شریت پالیسیوں (Positive policies) کے بارہ میں نفت بنا نے سے زیا دہ کچہ کر مکیں ( جلد ، ، صفر ۱۹۲۷)

فرانس این افریفی مقبوعنات کو فرانس کا صوبہ (Province) کہتا تھا۔ دہ ان کی زبان اور کلچر کو اس حد تک بدل دینا جا ہتا تھن کہ دہاں سے بانندے اپنے آپ کو فرانسیسی سیمنے گئیں۔ مگریہ منصوبہ فرانس کے بیے بہت مہنگا پڑا۔ عملاً یہ ممالک فرانس کا صوبہ نہ بن سکے اور اس خیر حقیقت بیندانہ کو شش سے خود فرانس کو ایک کمزور ملک بین ادیا۔ فرانس کی تما م مہترین طاقت مقبوصنہ ممالک میں آزادی کی تحریکوں کو دبائے اور کمپلنے میں استعمال ہونے لگی اور فرانس کے بورپ کی ایک عظیم طاقت (Great power)

سب سے بڑا انقصان یہ تحاکہ افریقت مریق جند کرنے کی کوست میں فرانس ایمی دور میں پیچھ ہوگیا - انسائیکلو پیڈیا برٹا نیکا کے مقالہ نگارنے لکھا ہے کہ چارس ڈیگال نے محسوس کی کو آبادیانی جنگ لڑنے کی کوست ش فرانس کے بیے اس میں مانغ ہوگئ ہے کہ وہ ایمٹی متھیار تیار کرے ۔ چنانچہ ڈیگال نے الجیریا کو آزاد کر دیا ۔ اور اس کے بیے اس میں مانغ ہوگئ ہے کہ وہ ایمٹی متھیار تیار کرے ۔ چنانچہ ڈیگال نے الجیریا کو آزاد کر دیا ۔ اور اس کے بیے اس میں مانغ ہوگئ ہے کہ وہ ایمٹی متھیار تیار کرے ۔ چنانچہ ڈیگال نے الجیریا کو آزاد کر دیا ۔ اور اس کے بیے نئی بنیا دہن سے وایش میں متھیار تیار کرے ۔ چنانچہ دیکا لیے الجیریا کی عظیم چنیت سے بیے نئی بنیا دہن سکے د جلد م ، صفحہ ۵۰۶ ) بعد وه اس رائے پر بہو بچہ کہ اس منلد کا حقیقت پسنداز عل صرف ایک ہے ، اور وہ یہ کہ افریقی مقبوطات کو از اد کر دیا جائے ۔ تاہم فران س سے یے یہ کوئی معمولی بات ، مذسقی ۔ یہ فران س سے قومی و ت ار (National prestige) کا منلہ تھا اور قومی وقارایسی چیز ہے کہ قویں لڑ کر ملاک ہوجاتی ہیں مگر وہ اپنے وقاد کو کھونا بر داشت نہیں کرتیں ۔ یہ یقینی تھا کہ جوشنے میں اس میں المہ میں قومی وقاد کے خلاف فیصلہ کرے گا وہ فرانس میں اپنی مقبولیت کو کیسر ختم کر دے گا ۔ تاہم ڈیکال نے یہ خطرہ مول ہے لیا ۔ انسائیک پیڈیا برٹانی کلے الفاظ میں : ڈیکال نے انجریا کے مسئلہ کو اکس وقت مل کر دیا جب کہ ان کے سواکوئی دومرا شخص اس کو حل نہیں کر مکتا تھا ۔ (جلد ، ، صفحہ ۵ مئلہ کو اکس وقت مل کر دیا جب کہ ان کے سواکوئی دومرا

جنرل ڈیکال نے اس کے بعد البحریا کے میں ٹوروں کو گفت و تنذید کی دعوت دی ۔ اس گفت و تنذید کر کا فیصلہ عین منصوبہ کے تحت البحیریا کے حق میں ہوا ۔ لیسی حکومت فرانس اس بر راصی ہو گئ کہ البحیریا میں ۔ ریفرنڈم کرایا جائے اور لوگوں سے پوچھا جائے کہ دہ فرانس کی ماتحق بیسند کرتے ہیں یا آزاد ہو نا چاہتے ہیں ۔ ریفرنڈم ہوا ۔ پیشگی اندازے کے مطابق البحیریا کے باتندوں سے آزاد البحیریا کے حق میں اپنی رائیس دیں اور اس کا احترام کرتے ہوئے حکومت فرانس نے جولائی ۲۰ ۱۹ میں البحیریا کی آزاد کی اعلان کر دیا ۔

اس کے نتیجہ میں چارس ڈیگال پر سخت نتقبدیں ہوئمیں ۔ ان کے اوپر مت تلا مذہبے کیے گیے ۔ اس کے بعد عوام کے دباؤ کے تحت ڈیگال نے فرانس میں ایک ربیز ندم کرایا جس میں ڈیگال کو شکت ہوئی۔ بالآخر الحفول نے ۲۸ اپریل ۱۹۱۹ کو صدارت سے استعفیٰ دسے دیا ۔ ۹ نومبر ۵۰ ۹۱ کوان پر قلب کا دودہ پڑا اور ان کا انتقال ہو گیا۔ ڈیگال ایک معولی قرستان میں اس طرح دفن کر دیتے گیے کہ ان کے جنازے میں ان کے چند رشتہ داروں اور دوستوں کے سوا کوئی اور شریک رند تھا۔ ڈیگال خود مرکبے ۔ مگر الفوں نے مرکد این قوم کو دوبارہ زندگی دیتے دی ۔

كہانى بن گھى

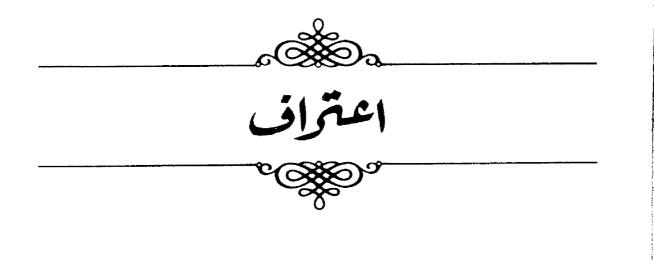
سرونسٹن چرجل جوہب رکوبر مانیہ کے وزیر اعظم بنے، افریقہ کے بوتروں کی جنگ ر ۹۹ ۱۸) یس برطانی اخبار ما رنتگ پوسٹ کے بھی نامہ نگار تھے۔ اس دوران ایک واقعہ بین آیاجس كوجنوبى افریف سے سابق وزیر اعظم جان كريمين مش في چرچل كے حروج سے زيا نديب سابا -وہ جرچل کی موجود گی ہیں وائٹ ہاؤ سس'د واشنگٹن ) کے ڈرزے موقع پر تقریر کر دے تقے۔ انھوں نے بہت یا کہ بوتر دارکے دوران مشرچر چل بر طانوی سب ہیوں کے ایک دستہ کے ساتھ پوتروں کے با تھوں پکڑے گئے۔ بوتروں نے پیا ہی اور اخباری نامز کا رہیں کوئی تیز ہیں

ک رانعوں نےسب کوایک ساتھ جیل میں ڈال دیا ۔ مسترحرجل ني جبل سے اس واقعہ کی ربور بط محصمی اوراپن فوری رہائی پر زور دیا۔ کیونکہ

بین اتوامی رواج کے مطابق اخباری ریور طرکو قب رنہیں کیا جاستیا۔ بی نے اس خط پر کا رر وائی شروع کی مگر اس سے پہلے کہ اس کیس کا فیصلہ ہو مسٹر چرچل سی نہ کسی طرح جیل سے فرار ہونے میں کا بیاب ہوگئے۔

اس واقعہ کے کافی عرصہ بب میری ملاقات مسٹر چرجل سے ہوتی جواس وقت ہر طالوی کا بینہ ے رکن تھے۔ میں نے وہ واقعہ یاد ولایا تومشر چرچل بوسے : آپ نے اچھاکیا کہ میر سے خط پر مسب ری در خواست کے با وجود فوری کا ررواتی منہ کی - اگر آپ جلدی میں میری رہاتی کا انتظام کرا دیتے تو میر نو ہزار یونڈ کانقصان ہوجاتا۔ " وہ کیمے " بین نے جبران ہوئر بوچیا۔" دہ اس طرح کہ میں نے اپن جیں۔ فرار ہونے کا داستان ایک رسالہ کے لئے لکھ کرنو ہزار پونٹیں فردخت کیا ﷺ مسر چرج اکر آسانی سے رام موجاتے در واقد ایک ساده دا قعه موتا و ۵ کمانی نه بنا . مکر گرفناری اوراس کے بعد جیل سے فرار نے اس کوکہانی بنا دیا۔

زندگی میں کمبی ایسا ہوتا ہے کہ ایک واقعہ بیش آ تاہے جو بنظام زانوکسٹ گواد ہوتا ہے آ دی اس کو دیکھ کرے حوصلہ ہونے لگتاہے ۔ گریپ رکوجب آخری نتیجہ سامنے آتاہے تو معلوم ہوتا سه كد ابت دائى اندازه بالكل غلط مقار ناخوش گوار بيلومين ايك خوش گوار بيلو جهپ امواموجود تحما بجولاا فغيرابي ابتدايي نعقب أنكا وافعه نظراً تائخا وه ابني انتها مي من لده كا واقعه بن جاتلىيە -



¢

. .

·

,



مکان کی تعبیر کا آغاز بنیا دسے ہوتا ہے ۔ ایک انجینیر کو \* اسکا لُ اسکر سیر \* بنانا ہو تب بھی وہ بنیا دہی سے اس کا آغاز کرے گا۔ بنیا دسے آغاز کرنا دوسرے لفظوں میں اس حقیقت واقعہ کا اعتراف کرنا ہے کہ آدمی کہاں کھڑا ہوا ہے اور وہ کون سانقطہ ہے جہاں سے وہ اپنے سفر کا آغاز کر سکتا ہے ۔

اس دنیا میں ہم اکیلے نہیں ہیں ۔ یہاں ایک طرف فدرت ( نیچر ) ہے جو ہم سے الگ خود ابنے قوانین پر قائم ہے ۔ اسی سے ساتھ یہاں دو سرے النان ہیں ۔ ان میں سے ہر النان کے ساسے اپنا مقصد ہے اور ہر شخص ابنے مقصد کو عاصل کرنا چا ہتا ہے ۔ ایسی عالت میں صروری ہے کہ ہم ان حقیقتوں کو جانیں اور ان کی رعابیت کرتے ہوئے ابن مفصد عاصل کرنے کی کوشش کریں ۔

زندگی کاسب سے بڑاراز حقیقت واقعہ کا اعتراف ہے۔ اعتراف کرنے والا آدمی اس بات کا بنوت دیتا ہے کہ دہ جس طرح اپنے " ہے " کو جانتا ہے اسی طرح وہ اپنے " نہیں " سے بھی واقف ہے۔ وہ ایک طرف اگریہ جانتا ہے کہ کیا چیز اس کے بیے قابل حصول ہے تو اسی کے ساتھ وہ اس سے بھی با جنر ہے کر کیا چیز اس کے بیے قابل حصول نہیں . وہ آغاز اور انجام کے فرق کو جانتا ہے ۔ اس کو معلوم ہے کہ ایپ نا پہلا قدم اسے کہاں سے الحظانا ہے اور وہ کون سا مقام ہے جہاں وہ آخر کا راپنے آپ کو یہونچا ناچا ہے۔ اعتراف بزد لی نہیں ، اعتراف سب سے بڑی بہا دری ہے ۔ اعتراف کر کا جاتے آپ کو یہونچا ناچا ہے۔

منہیں ہوتا، وہ عزت کے سب سے بڑے مقام کو پالیتا ہے ، جوشخص اعتراف رند کرے وہ کو یا مذہر سے نہ کرے وہ کو یا مذہر خیالات میں جی رہا ہے ۔ اس کے برعکس جوشخص اعتراف کرے وہ اس بات کا بنوت دیتا ہے کہ اس نے فرصنی تخیلات کے طلسم کو توڑ دیا ہے ۔ وہ حقائق کی دنیا میں سانس سے رہا ہے ۔ وہ چیز دں کو ولیا ہی دیکھ رہا ہے جیسا کہ وہ فی الواقع ہیں ۔

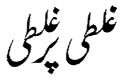
چیزوں کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا دانش مندی کا آغاز ہے۔ جس آدمی کے اندر یہ صلاحیت ہو وہی کامیا بی کے آخری زمین ہر پہونچتا ہے ۔ جس آ دمی کے اندر یہ صلاحیت نہ ہو وہ یا نوا پناسفر سنروع یہ کر سکے گا اور اگر سنر شروع ہو گیا نب بھی وہ درمیان میں اٹک کر رہ جائے گا۔ وہ کبھی آخری منزل تک مہیں پہو بخ سکتا ۔

انسان کی شخصیت

ایک برتن میں پانی ہے۔ اس سے ایک نظرہ ٹیکا۔ یہ فطرہ اگر بد بو دار ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ برتن کا سارا پانی بد بو دار ہے۔ پانی کا قطرہ پانی کے پورے ذخیرہ کا نمائندہ ہے۔ پانی کا ایک قطرہ میں ہے ، سمجہ لیج کہ سارا پانی ویسا ہی ہو گا۔ یہی معاملہ اننان کا بھی ہے۔ ہر اننان گویا پانی کا ایک ذخیرہ ہے اس ذخیرہ سے باربار اس کی بوندیں ٹیکتی رہتی ہیں۔ ان ظام ہوت والی بوندوں میں آب دیکھ سکتے ہیں کہ اندر کا اننان کیسا ہو گا۔ کسی آ دمی سے آپ بات کریں اور بات چیت کے دوران اس کی زبان سے ایک ملکی بات نکل جائے ، کسی آدمی سے آپ معاملہ کریں اور معاملہ میں وہ کوئی کمزوری دکھائے ، کسی آ دمی کے ساتھ آپ کا سفر بیش آئے اور سفر میں اس کی طرف سے کوئی برا سلوک ظاہر ہو تو یہ اس بات کا یقینی نبوت سے کہ وہ آدمی احجیا آ دمی نہیں۔

آدمی ایک مکمل مجموعہ ہے۔ جیسے برتن کا پانی ایک مکمل مجموعہ ہوتا ہے۔ کسی آدمی سے ایک کمزوری ظاہر ہوتو وہ اس کی شخصنیت کا انفرادی یا استنائی واقعہ نہ ہوگا بلکہ وہ اس کی پوری شخصیت کا اظہار ہوگا۔ وہ ایک عکس ہو کاجس میں اس کی پوری شخصیت حصلک رہی ہوگی۔ کوئی آدمی کسی معالم میں کمزور ثابت ہوتو سمجھ پیھے کہ وہ ہر معاملہ میں کمزور ہے۔ آدمی ایک معاملہ میں ناقابل اعتماد تا بت ہونے کے بعد ہر معلطہ میں اپنے آپ کو ناقابل اعتماد ثابت کردیتا ہے۔ اس کلیہ میں صرف ایک استناز ہونے کے بعد ہر معلطہ میں اپنے آپ کو ناقابل اعتماد ثابت کردیتا ہے۔ اس کلیہ میں موال اعتماد تا بت ہونے کے بعد ہر معلطہ میں اپنے آپ کو ناقابل اعتماد ثابت کردیتا ہے۔ اس کلیہ میں موف ایک استناز ہوتی این میں موقع پر وہ ایضا فی سے کہ وہ ہر معالمہ میں کر اور کیا غلط کیا۔ اس کلیہ میں موقع پر انصاف کی بات بولی اورکس موقع پر وہ انصاف سے ہمسے کہ

ایک شخص بخر بہ میں غلط تابت ہو۔ اس کے بعد اس کو اپنی غلطی کا احساس ہواور وہ آب سے معافی مانگے توسم پیچ کہ وہ صحیح النان ہے ۔ وہ غلطی کر کے اس کی تصبیح کرنا جا نتاہے ۔ مگر جس کاحال یہ ہو کہ اس سے قول یا فعل کی غلطی صا در ہو اس کے بعد اس کا ضمیر اسے نہ تر پل کے ۔ اس کے اندر احتساب کی کیفیت زجاگے اور اس کی زبان معانی مانگنے نے بیے نہ کھلے توایساانسان با لک بے قیمت النان ہے وہ اس قابل نہیں کہ اُس پر کسی سمی معاملہ میں بھر وے کہ کیا جا سکے ۔ ہیں کہ اُس پر کسی سمی معاملہ میں بھر وے کہ کیا جا سکے ۔



آدمی اگراپی علمی زمان توده تمیشه دوسرے کو غلط ٹابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ دوسرے کو براظا ہر کر کے اپنی برائی پر بردہ ڈوال سکے ۔ ایک آدمی بے روز گارتھا۔ اس کے دوست نے کہا کہ تم کوئی کا روباد کرد۔ آدمی نے کہا میرے پاس سرمایہ نہیں ۔ دوست نے کہا کہ تم سی طسر 2 پانیخ ہزاد روپ فراہم کر لو تو میں تم کو پانیخ ہزاد روپ بطور قرض دے دوں گا۔ بھرتم دس ہزاد روپ سے اپناکام کر لینا ۔ آ دمی نے کہیں سے پائی نزاد روپ حاصل کے اس کے بعد جی اس نے دوست سے وعدہ کے مطابق رقم مانگی تو اس نے عذر کر دیا۔ اس کے بعد دوست کا یہ حال ہوا کہ وہ اس آ دمی کو ستقل براکہتا رہتا ۔ ہرموقع پر اسے غلط ٹابت کر لے کی کوست میں کہتا ہے

دوست ایسا کمیوں کریا تھا۔ جواب یہ سے کہ اپنے احساس جرم کو دوسرے کے ادیر ڈرالنے کے لئے ریز ظاہر کرنے کے لئے کہ میں روپ یہ دینے کے لئے تو تیا رتھا۔ کمر یہ آ دمی اس قابل ہی نہ تھا کہ اس کو روپ پر دیا جائے - اس کی اپنی نالا کمقی نے اس کو روپ پر سے محروم رکھا نہ کہ میری کوتا ہی نے ۔ انسان یا تو اپنی غلطی مانے گایا دوسر کے فلط کمے گا۔ وہ بیک وقت دونوں سے پچ کہ نہیں رہ سکتا۔

ایساآدمی بطور تودیت بحقاب که وه موسن باری کرر باب - حالال که حقیقت به ب که وه ابند ایک جرم کو دوجرم بنار باب - بین مرحله میں دوست صرف وعده خلانی کا مجرم تھا، اب وہ تھوٹا الزام لیگانے کابھی مجرم بن گیا -

جرب هی آدمی سے کوئی علطی ہوتو بہترین بات یہ ہے کہ دہ اس کا اعتراف کر سے علطی کا اعتراف بات کو دہیں کا وہیں ضم کردیتا ہے۔ مگر جب آدمی لحاء خراف نہ کرے تولاز ما ایسا ہو گا کہ دہ دوسرے کو علط تابت کرنے کی کوشش کرے گا اور اس طرح غلطی بیٹر طی کر تاجلا جائے گا۔ آ دمی یا تو اپنے کو غلط مان کر مطمئن ہوتا ہے یا د وسرے کو غلط تابت کرکے۔ اگر دہ بہلا کام نہ کرے توصرور اس کو دوسرا کام کرنا پڑے گا۔ اور دوسرا کام تیفین طور پر اس کے لئے پہلے سے زیادہ ہرا ہوگا۔ نظم کو کر زیادہ میں کہ زوری ہے۔ رکار حضونا الزام لگانا سکستی ہے۔ اور کم زوری کے تعالم میں ہر کہ تی تو ہو کہ تو ایس ہوتا ہے ہے ہوتا ہو کا۔

غلطی مان کینے سے ایک پرس نے ایک مرتبرایک بڑے ادارہ کی تمایہ جھابی کتاب کی تعدادیا نیح ہزارتھی کتاب جب جیب كرادر عمل بوكرا داره مين پنجي تواس بح بعداداره بح منجر كاتيلى فون آيا - ده كهه رباتها "آپ فوراً يبال أكر محمد س طخ" يرسي كا بالك بينجا توا داره كالمنيجراس كاوبربرس ثيرا- اس فصطبوعه تناب كم جند سنخ دكمات موت كها "يه ديكه، اس کی کٹنگ متن غلط ہونی ہے " پر س کے مالک نے دیکھا تو داقعی کٹنگ تر بھی ہو کئی شمی عب کی دجہ سے ایک طرف کا کو نا زیادہ تکا ہوا تھا۔ پرس کے مالک نے دیکھا اور خاموت رہا۔ در سری طرف ادارہ کا مینجر سلسل بکڑے چلاجار ہا تھا آخرجب دوابيفتام الفاظخم كرديكا تديرس ك مالك فسجيد كى كساخه كها: "آپکیوں اس قدر پرسینان ، پی نقصان تو بہارا ہوا ہے، بم کو پریشان ہونا چا ہے ۔ « كياً مطلب ، آب كانقصان كيسا » " ظاہر ب کہ اس حالت میں میں آپ کوکتا ب نہیں دے سکتا ۔ اس کو تو میں دانیں بے جاؤں گا اور دوبارہ آب کو دوسری کتاب چھاب کردوں کا - یہ میری دمہ داری ہے - نواہ مجھ کتنا، ی نقصدان ہو گر مجھاب کو بچے کام دینا ہے، یریس کے مالک کی زبان سے ان الفاظ کا تکلٹ تھے کہ ادارہ کے پنجر کا بہجہ بکا بک بدل گیا۔ دہت تحض جو سیلے بگڑے ہوئے انداز میں بول رہاتھا اب اس کاروبیر ہم دردا نہ ہوگیا۔کیونکہ پریس واپے نے اپنی تلطی تسلیم کر لی تھی۔ ا دارہ ا المع المراج المح مطابق أس كى اميد بين تقى وكروب اس ف ديجها كدوه نه حدف ابنى عنطى مان رباب طله اس ك پوری ملافی کرنے کے لئے نیار ہے تواس کامتا تر بہونا بائکل فطری تھا۔ " بنہیں آب اتنا نقصان کیوں برداست کریں " اس فے اپنا انداز بد لتے ہوئے کہا۔ جب پرس کے مالک نے ديجهاكم ينجركادل نرم يرجيجاب تواس فينجر سكها: ايك سكل تجه مين آتى ب رأب مجهم جند كما بين دب ديج رين کوسشش کرتا موں اگر کامیابی موکّی تو دوبارہ چھیوانے کی صرورت نرموگی - مینجرنے کہا : بڑے شوق سے، آپ ضرور کوسشش کیجئے۔ اس کے بعد بیسی کا مالک کتاب کے دس نسنچ کے کروایس آگیا۔ اس نے اچھی شین میں احتیاط سے کٹواکر کتاب کے چاروں کونے دوبارہ صحیح کرائے راب پریں کا مالک اس کونے کرادارہ کے پنجرکے پاس گیا۔ پنجراس کودیکھ كر خوش موكيا- اس في كها ، بالمك شيك ب، اسى طرح آب سرب كمّا بي درست كرا ديني به " گا ہک کی نظریں توغلطی ایک اپنے کی ہوتی ہے اس کویں ایک فٹ کے برابرما نے کے لیے تیا در ستا ہوں " پرس کے بالک نے کہا" یہ درحقیقت سی کاروبار میں کامیابی کے لیے بے حداہم ہے۔ گا کم کومطمئن کر کے آسب گا بک کو ہر چیز بر راصنی کر سکتے ہیں ۔ ملکد میرانو بی حال ہے ، پر میں سے مالک نے مزید کہا " کہ اگر میرے کا میں علمی ہو گئ ہے اور وہ میری نظریش آجاتی ہے تدمین خود می گاہک کو بتبادینا ہوں کہ مجھ سے خلاف علمی ہوگئی ہے۔ اب تلافی کی جنشحل بتاد ، بیس اس کے لیے تیا رموں۔ اس کانتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گابک کو مہدر دی ہوجا تی ہے۔ ادر بغیر سی نانوش گواری کے معاملة متم ہوجاتا ہے ۔

سبب اينے اندر

نى دېلى يى پارلىمنىڭ كەسنىرل بال يى يەقصەسنا كياكە صدر تمبور يەم ندم شركبانى ذيل سنگھا بندا يرشن كەلى امرىكە كى دوبال دە لىماس كە سپتال يى تى جس مى ان كە مېش دوسنجوارىدى جى زىرىلان رە جىكى تىر جب دە اېرىشى تى يىر يى دەيك كى توجيف سرجن نە موصوف سە بوچھا : كيا آپ تيار بى Are you ready كيانى ذيل سنگھ فاس كى جواب مى كيا :

No, I am not Reddy, I am Zail Singh.

یں ریڈی نہیں ہوں میں ذیل سنگھ ہوں ( ہندستان ٹائمس ، ۲ دسمبر ۱۹۸۶) عین ممکن ہے کہ یہ کوئی واقعہ نہ ہو بلکہ محض ایک لطیفہ ہو۔ مگر سوال یہ ہے کہ شخص کوا یسا لطیف بنانے کی جرأت کیسے ہوئی ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ گیانی ذیل سنگھ کے بارے میں میشہورہے کہ دہ انگر بزی زبان کم جانتے ہیں ٹر کمساس کے آپرشین ٹیپل بر اگر رادھا کہ شنن یا جوا ہرلال نہروہوتے توکسی لطیفہ گو کو ابسا لطیف گھرٹے کی جرأت نہ ہوتی ۔

باہرکی دنباآب کو اتنا ہی جانتی ہے جتناآب نے اس کو بتایا ہے ا در آپ کی جوتصوریا س کے ذہن میں ہے اسی کے مطابق وہ آپ کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ اگر دوسروں سے آپ کو برے سلوک کا تجربہ ہو تو دوسروں کو براسیحصنے کے بجائے نو داپنے اندر اس کے اسباب تلاش کیجئے۔ کیونکہ اپنی کمی کو دور کر کے آپ زیادہ بہتر طور بر دوسروں کے برے سلوک سے نی سکتے ہیں۔

یونان کے ایک آرٹسٹ کے بارے میں کہاجاتا ہے کہ اس نے ایک آدمی کی تصویر بنائی جس کے ہاتھ میں انگور کانوشہ تھا۔ اس نے تصویر کو بازار میں رکھ دیا۔ اس کے دوست نے اس کے بعد اسے مبارک با ددیتے ہوئے کہا کہ تم نے انگور کی تصویر اتن کا میا ب بنائی ہے کہ تیڈیاں اس کو واقعی سمحدکر اس پر چونچ مارتی ہیں۔ آرٹسٹ نے کہا: آدمی کی تصویر بنانے میں مجھ سے لطی ہوگئی ۔ درہ جڑیاں اس تسم کی جرائت ہی نہ کرتیں ۔

اب آرٹسٹ نے دوسری تصویر بنائی۔ اس تصویر میں بھی ایک آدمی انحور کا نوشتہ لیے ہوئے تھا۔ انکور کا نوٹ دوبارہ اس قدر مطابق فطرت تھا کہ چڑیاں اس کو دیکھ کراس کے پاس آتیں ۔ مگر اب اخیس بیح پنے مارنے کی ہمت نہ بونی تھی ۔کیونکہ حوآ دمی انکورکا نوشہ لیے بوئے تھا اس کی آنکھیں اس قدر خضب ناک تھیں کہ ان کو دیکھتے ہی چڑیاں داہیں لوٹ جاتیں ۔

اعتراف مهي نی دیلی کے ایک خاندان کوشلی گرام ملا۔ اس کامصنون یہ تقا :

Nani expired

يعنى نانى كاانتقال ہوگيا۔ يہ شيلى گرام پڑھ كر گھر كے سب لوگ پرايتيان ہو گيے ۔ پورا خاندان فورى طور پر اس مقام كے بيے روانہ ہو گيا جہاں مذكورہ نانى رسى تقين اور جہاں سے ٹيلى گرام موصول ہوا تھا۔ يہ لوگ جب گھرائے ہوئے اور کانى بيسیہ خرچ کر کے مذکورہ مقام پر بہو بنچ تو وہاں نانى صاحب رندہ ملامت موجو دلتقبن ۔ معلوم ہوا کہ شيل گرام کا اصل معنون يہ تقا کہ نانى بہو پنج کئيں Nani reached مگر وہ موصول کرنے والے کلرک کی غلطی سے نانی انتقال کر گئیں (Nani expired) بن گیا۔ (ٹائس آف انڈیا ۲ دسمبر ۱۹۸۳) ٹیلی گران آفن کو اس افسوستاک غلطی کی طرف توجہ دلائی گئی ۔ گھراس کا جو نتیجہ ہوا وہ اخبار کے الفاظ میں یہ تقا :

The P&T department has not yet accepted the charge of inefficiency, regrets only the inconvenience, if any.

The Times of India, 7.12.1985

محکمہ ڈاک وتاریخ اپنی غفلت تسلیم نہیں کی۔ اس بے صرف یہ کہا کہ اگر اس کی وجہ سے کوئی رخمت ہو بی ہوتواس کواس کا افسوس ہے ۔ اویر کی مثال صرف محکمة تارکی مثال نہیں ،یہی موجو دہ زمانہ میں تمام لوگوں کا حال ہے۔ "میں نے نلطی کی " صرف چارالفاظ کا امک جملہ ہے مگرچارالفاظ کا یہ حملہ ا داکر بنے والے چار انسان بھی شکل سے اج کی دنیا میں ملیں گے ۔ لوگوں کی ڈکشنری میں صرف یہ الفاظ ہیں کہ "تم غلطی پر ہو"؛ لوگوں کی ڈکشنری ان الفاظ سے خالی ہے کہ " میں غلطی پر ہوں "۔ آج کا انسان کسی قیمت پر اپنی غلطی کو نہیں مانتا ،خواہ اس کی خاط اسے حقیقت کو ذبح کرنا بیٹسے ۔ خواہ ایک غلطی کو یہ ماننے کی کوٹ میں وہ مزید ہے شہب ار غلطیال کرتا جلاجائے ۔

أعترافه ار دوزبان کے ایک اشاد کلاس میں غزل پڑھادسے تھے۔ اس درمیان میں ایک۔ مصرعه آياجو كناب مي اس طرح چھيا ہوا تھا ؛ پنجرس کے کھلیں گے عقد ڈکیسو نے دوست ابتا دنے اس مصرعہ کی تشریحان الفاظ میں کی ۔۔۔۔ پنجز سل کا مطلب ہے سل کا پنج کھلیں گے، یعنی وا ہو جائیں گے۔عقدہ یعنی گرہ ۔ گیسونے دوست ، یعنی محبوب کے گیسو ۔ مصرعہ کا مطلب پیر ہے کہ محبوب کے گببو پنجر سل سے کعل جائیں گے۔ طلبہ حیرانی میں بتھے۔ کیوں کہ استاد کی مذکورہ نشر بخ کے با وجو د مصرعہ کامطلب واضح نہیں ہو اتھا۔ انھوں نے نظم کے الفاظ کو نثریں دہرا دیا تھا۔ اتنے میں کلاس کا ایک ذہن طالب علم اتھا۔اس نے کہا: "سر، يں ايك بات كہنا جا ہتا ہوں " " " " "سر، یہ نتاید طباعت کی نلطی ہے۔میرے خیال سے یہ پنجہ سل نہیں ملکہ پنجہ شل ہے۔اورشل کے معنی ہیں بے جان بحذ گھاانسانی بنجہ *ک*ے مثابہ ہوتا ہے۔ بے جان ہونے کی دجہ سے شاعر نے اس **کو** پنجز نسل کہا۔ نثا عرافسوس کرر ہاہے کہ ہماری جاند ار انگلیاں تومبوب کی زلفے کو سنوار پزشکیں۔ا ور كنظاج كي انگليال بے جان بي اوروہ گويا پنج شل مے، اس كي خوست بختى د كھوكہ اس نے ديف محبوب کے بل کھول کر اس کوسنوا ر دیا " طالب علم کی اس و صناحت کے بعد کلا س کے تمام طلبہ نوش ہو گئے۔ ان کو موسس سر اکہ استا د کی تشریح کے با دجود جو مصرعہ برسنور نا فابل فہم بب 'ہوا تھااس کو طالب علم کی تشریح نے قابل فہم بنا دیاہے مگراسًا دمحترم اپن ہار ماننے والے نہیں تھے۔ انھوں نے فور اکہ ، درست ، درست - بخبسل اور بخبشل ایک بی بات ، حقبةت كل جانب بعد آدمى أكراس كالعتراف ينهمه يتوكويا وه جابت كماين آپ كو بر اا ورحقیقت کوچیوٹا نابت کرے ۔ مگرچوں کہ امرواقعہ اس کے خلاف ہے ۔ اس لیے علاً صرف یہ ، روتا ہے کہ آ دمی خود چیوٹا ہو کررہ جا تیا ہے ۔ ۲۷۹



ایک نوجوان کھلاڑی کو ایک فٹ بال ٹیم میں مثال ہو کرمیچ کھیلنا پڑا۔ اتفاق سے اس کی ٹیم ہاگئ۔ ہادنے کے بعدنوجوان نے اپنے باپ کو نوط تکھا :

> ہمارے خالفوں کو ہماری دفاعی لاکن میں ایک زبردست شکامن مل گیبا تھا۔ ادر وہ شکامت میں ہی تھا۔

بداعتران کسی آدمی کے لیے سرب سے بڑی مہادری ہے اور سی تمام اجتماعی ترقبوں کی جان بھی ہے ۔ ہر شکست '' دفاعی لائن میں کسی شکاف '' ہی کی دجہ سے بیش آتی ہے۔ اور اس کا مہت دین علاج اس کا اعتراف ہے۔ اعتراف کے ذریعہ اصل مسکہ بغیر کسی مزید خوابی کے حل ہوجا تاہے۔ اعتراف کرنے والایا تو اپنی کمی کا احساس کرتے ہوئے اپنے آپ کو مبدان سے ہٹا دیتا ہے۔ اور اس طرح دو سرے بہتر لوگوں کو کام کرنے کا موقع دیتا ہے۔ یا وہ اپنی ہارکو دقتی معاطمہ مجھ کرمزید تیا ریوں میں لگ جاتا ہے۔ یہاں نک

زندگی کی سب سے بٹری حقیقت اعتراف ہے ۔ ایمان ایک اعتراف ہے ۔ کیونکہ ایمان لاکر آ دمی این مقابلہ میں خدا کی بٹرائی کا اقرار کرنا ہے ۔ لوگوں کے حقوق کی ا دائٹی اعتراف ہے ۔ کیونکہ ان پرعمل کر کے ایک شخص مین انسانی ذمہ داریوں کا افرار کرتا ہے ۔ توبہ ایک اعتراف ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے آ دمی اس حقیقت کا اقرار کرتا ہے کہ صحح دہ ہے جو خدا کے نز دیک صحح ہے اور غلطوہ ہے جو فدا کے نز دیک غلط ہے ۔ زندگی کی ہرتسم کی اصلاح کا راز اعتراف میں چھیا ہوا ہے ۔ کیونکہ انسان تہ پیشہ خلطی کرتا ہے ۔ اگروہ اعتراف نہ کرے تو اس کی غلطیوں کی اصلاح کی دو ہمری کوئی صورت نہیں ۔

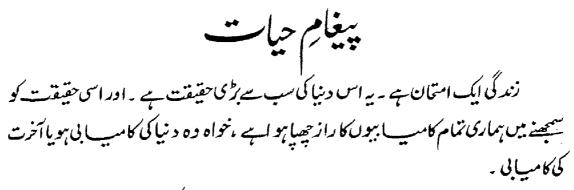
اعتزان تمام ترقیوں کا در وازہ ہے۔ مگرمہت کم ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اعتران کے لئے آمادہ کر سکے ۔جب بھی ایسا کوئی موقع آتا ہے تو آدمی اس کو اپنی عزت کا سوال بنا لیتا ہے۔ وہ اپنی تلطی ماننے سے بچائے اس پر بردہ ڈوالنے کی کوسٹسٹ کرتا ہے۔ اس کا نینجہ یہ ہوتا ہے کہ خرابی ٹر تقی جلی جاتی ہے۔ حتی کہ وہ وقت آجاتا ہے کہ جس غلطی کا صرف زبانی اقرار کر لینے سے کام بن رہا تھا اس غلطی کا اسے اپنی بربادی کی فتیت پر اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

دوسهري غلط نهيس

ایک تنعف سرکاری ملاذم تخفا۔ شہریں اس سے پاس ذانی مکان تھا۔ زندگ آرام سے گزررہی تھی۔ اس سے بعد اس کو اپنی لڑکی کی شادی کرنی پڑی ۔ شادی میں اس نے اپنے محکمہ سے ایک بڑا قرص لے لیا۔ لڑکی کی شادی دھوم سے ہوگئی ۔ مگر اس سے بعد ایک نیام سکہ سا سے آگیا۔ اس کی تخواہ میں سے قرص کی قسط کیلئے لگی۔ اس کی وجہ سے اس کو ماہا نہ طبنے والی رقم نقریبًا آ دھی ہوگئی ۔ خرچ چلنام شکل ہوگیا۔ میاں بیوی سے متنورہ کیا کہ گھرکا ایک حصہ کرایہ پر دے دیں اور کرایہ میں جو رقم آئے اس کو ملا کر گزارہ کریں۔ العوں بے ایک بڑا کم ہ اور اس سے ملا ہو اعسٰل خانہ اپنے بیے رکھا اور باتی پور امکان کرائے پر دے دیا۔

اس طرح پانچ سال گذریے ۔ اس مے بعد کرایہ دارکی نیت بگر می ۔ اس نے چا با کہ بورے مکان پر قبعنہ کر اس نے نذادی کا بہا نہ بنا کر مالک مکان سے کہا کہ آب دو ہفت کے بیے اپنا کمرہ ہم کو دیدیں تاکہ ہم اپنے مہمانوں کو طم اسکیں ۔ دوم ہینہ کے بعد ہم آپ کا کمرہ خالی کر دیں گے ۔ کرایہ دارے وقتی طور پر ان کے بیے جگہ کا بھی انتظام کر دیا ۔ مالک مکان اس کے کہنے میں آ کیے اور کمرہ حجو ڈکر چلے گیے ۔ بعد کو کرایہ دارنے ان کا تسام سامان ان کے پاس بھجوا دیا ۔ دوم ہفتہ گزیست کے بعد مالک مکان سے آپ کا کو بی تاکہ ہم او دید ان کا تسام دیا اور کہا کہ بہ پورا مکان میر اسے اب اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ۔

اب مالک مکان کیا کریں ۔ ان کے کچھ دوستوں نے متورہ دیا کہ اگر تم مکان خالی کما نے کے لیے مقدم کرو تو اس کے فیصلہ میں دس سال لگ جائیں گے ۔ تم ایسا کرو کہ کچھ آ دمی جع کرو اور مکان میں گھس کر زبرد ت کرایہ دار کو نکال دو ادر اس پر فیصنہ کر لور مالک مکان نے ایسا ہی کیا ۔ مگر کرایہ دار بھی ہوتیا رکھا۔ جب مالک مکان نے "حملہ " کیا تو اس نے فور ؓ پولیس کورپور ط کر دی ۔ پولیس موقع پر ہم و پخ گئی ۔ اور مالک مکان پر فوجلادی مقدمہ قائم ہو گئی ۔ مقدمہ تقریبؓ دس سال تک چلتارہا اور ایک سے بعد ایک کئی مقدمہ جنت چلے گے۔ مکان کامیلہ اپنی جگہ تائم رہا اور فوجد اری مقدمات کی ہر وی میں مالک مکان بریا د ہو کر ہو گئی ۔ اور مالک مکان جرم کی وجہ سے ان کی سرکاری طازمت بھی ختم ہو گئی ۔ ایک غلطی سے بعد دوسری غلطی نہ کہ جے ۔ اگر آپ نے غلطی کر کے ایک چیز کھو دی ہے تو ایسا کبھی نہ کی ہے کر آپ دوبادہ غلطی کریں اور اس سے نیچہ میں آپ اپنی بھند چیز بھی کھو دیں ۔



لے جائے ۔ یہب آں اسی تخص کو ملتا ہے جو دوسب رول سے آگے بڑھ کر لے لینے کا حوصلہ کرسکے بہ

جن لوگوں کے پاس جنر التٰر کے سہب ارب ہوں وہ آخرت کی د سنب میں اپنے آپ کوبے قیمت پائیں گے۔ اسی طرح جو لوگ صرف تعصب اور امتب از کی اصطلا حوں بیں سوچنا جانتے ہوں وہ موجودہ د سنب میں بے جگہ ہو کر رہ جائیں گے ، وہ مقابلہ کی اس د سنب بیں اپنے بیے کو بی حقیقی مقام حاصل نہیں کر سکتے ۔



دييف يحب بعديانا انگریزی کامقولہ ہے کہ ہم دینے ہیں تبھی ہم پاتے ہیں (In giving that we receive) اس کی ایک مثال اکتوبر ۲۹ ۸۱ بیس برطانیہ کی ملکہ کا چین کا دورہ ہے۔ یہ چین کے بیے برطانیہ کے کسی شاہی فرد کا پہلا تاریخی دورہ تھا۔ چین اور برطانیہ ایک سوسال سے ایک دوسرے بر وایتی رقیب بنے ہوئے تھے۔ اس دورہ سے برطا بنہ کو پر کا میا بی حاصل ہو تی کہ جین کے ساتھ اس کا ایک بلین ڈالسے زیادہ (I.5 billion) سالانہ تجارت کامعاہدہ یقینی ہوگیا۔ بان کاید معاملہ دیسے بعد ہوا سے مائم میگزین (۱۰ اکنوبر ۸۹، ماس دورہ کی ربورط دينة موت به بامعن الفاظ لكصرين :

Her Majesty Queen Elizabeth II had long voiced a desire to visit the People's Republic of China. But as long as Britain ruled a piece of Chinese territory, the crown colony of Hong Kong, such a journey was impossible. The 1984 Sino-British agreement returning Hong Kong to China in 1997 provided the price of admission (p. 22).

ملکه الزبیق بهت عرصہ سے اس خوا م<sup>ن</sup> کا اطہار کررہی تقییں کہ وہ چین جانا چا ہتی میں ۔ مگرجب تک برطانیہ چین سے ایک حصہ ( ہائگ کانگ ) کاحکم ال تخا اس قسم کاسفر ناممکن بناریا۔ سم ۱۹۸ میں چین ربطانیہ معاہدہ ہواجس کے مطابق برطانیہ ۱۹۹۶ میں مانگ کانگ کو داہیں کردیے گا۔ اس معاہدہ نے ملکہ برطانبہ کے حیین میں داخلہ کی قیمت اداکر دی ۔ برطانیہ نے ہانگ کا نگ سے معاملہ میں چین سے مطالبہ کومان لیا۔ اس سے بعد ہی یہ مکن ہواکہ اس کے بیےجین میں تجارت کا دستع دروازہ کھلے۔اگرجیرہانگ کانگ کو دوبارہ چین کے حوالے کرنا ایک بے حد سخت معاملہ تھا۔ ٹائم کے الفاظ میں ،اس کامطلب یہ تھا کہ برطابنہ کا ایک ہمرا اس کے تاج سے ہمیتہ کے لیے جدا ہوجائے \_\_\_\_ بہی موجودہ دنبا کا قانون ہے ۔ یہاں دوسروں سے لیے کے لیے دوسروں کو دینا پڑتا ہے۔ جولوگ دیئے بغیر یک طرف طور پر دوسروں سے لینا چاہتے سول، ان کے لیے موجودہ دینا میں کچھ بھی یا نامقدر نہیں ۔

ليقي إقليت آرنلڈ ٹائن بی ( ۳ ۱۹۸۰ – ۱۸ ۸۱) ایک انگریز مورخ سے - ۷ ۱۹۱ میں اس نے اپنی منتہ کتاب، تاریخ کا مطالعہ (A Study of History) جیابی ۔ یہ کت ب بارہ جلدوں ہیں ہے۔ اوراس میں ۲۱ تہند پیول کا فلسفیارہ مطالعہ کیا گپ ہے ۔ اس كتاب مي المكن بي في دكها يا مع ككس قوم كا الجرزا اسس بر مخصر بهي بوتاكه وه کسی اعلیٰ نسل سے سے یا زیا دہ بہتر جغرا فی حالات اسے حاصل ہو گیے ہیں۔ بلکہ اس کا انخص ارکس قوم کی اس صلاحیت پر ہے کہ ببین امدہ جیت کیج کاجواب وہ کس طرح دیتی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس دنیا میں ہمینہ رہ تو میں انھرتی ہیں جوخصوصی مشکلات پیدا ہونے کے وقت محصوصی جد دجہد کرسکیں ۔ نہذیبوں کے انجرنے کے بارے میں ٹائن بی کی نوجہات اس نظریہ برِقائم یے زلوگوں کو تہذیبی کا میابی حاصل کرنے کے قابل سب بت سے وہ مشکل حالات ہیں یہ کہ آسان حالات ہ

The rise of a civilization was not the result of such factors as superior racial qualities or geographical environment but rather as a people's response to a challenge in a situation of special difficulty that rouses them to make an unprecedented effort. Dificult rather than easy conditions prompted men to cultural achievement (4/659).

مائن بن کا کہنا ہے کہ نہذیب ہمیشہ کونی تخلیقی اقلیت (Creative Minority) پیدا کرتی ہے۔ یہ در اصل جیلنج کا جواب دیسنہ کاعل (Challenge-response mechanism) ہے جو کسی قوم کو اسجار تاب اور اس کو دنیا کا امام بنا تاب ۔ بالفاظ دیگر اس دنیا میں محرم ہونا کوئی نایب ندیدہ بات نہیں۔ کیوں کہ محرومی آ دمی کے اندر پانے کاجذبہ ابحارتی ہے۔ اور اس طرح اُس کو زیادہ باعل بنا کر اس سے بے زیادہ ہڑی کا میابی کا امکان پیدا کر دیتی ہے۔ مشکل حالات میں گھری ہوئی ایک قوم اگر ردعل کی نشیات میں مبتلا ہو تو وہ اپنے حالات سے صرف فریاد و احتجاج کی غذالے گی۔ اور اگر وہ حالات سے اوپر اکھ کر منب طور پر سوچے نو اس کو نظر آئے کا کہ اس کے مشکل حالات اس کو نئی شاندار ترکا میا بی کا زینہ فر انہم کرد ہے ہیں ۔ ۲۸۲

معلومات تهيب ذمني رجحان

نول انعام کاحصول، سائنس کی دنیا میں واعلیٰ نزین کارکردگی کا ایک سلمہ عیار سمجھاجا آیا ہے۔ براندام کسی کوکیسے حاصل ہوتا ہے۔ کیم شری کے نوبل انعام یا فنۃ ابتے۔ اے۔ کرئیبز (H.A. Krebs) نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اعلیٰ سائنس داں بننے کے لیے اعلیٰ ساز وساًمان والی لیبارٹریوں اور جد بدترین المریج پژشنم لائبر ریوں سے بھی کہیں زیادہ ضروری بات بہ ہے کہ کچھ مدت کے لئے کسی بڑی سائنسى شخصيت كى صحبت ورفادت ميسراجائ ." اگر محصاتي جوانى كابتدائى جارسال" دە تكھتا ہے " اَلوْ واربرگ (Otto Warburg) بھیسے سائنس داں کی رفاقت میسر نہ آتی تومیرے اندر سائنس كاصيح ذرق بيدا بونا محال تقاي، کر ببز مختلف بڑے سائنس دانوں کے اقوال بیش کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اعلیٰ سائنس دانوں کی صحبت جوسب سے بڑی بچیز کسی کو دیتی ہے وہ سائنسی حفائق اور سائنسی طریقوں کے بارے میں معلومات کا انبار نہیں ہیے۔ بیر دونوں جیزی تو ہرجگہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ جریات حقیقی فرق سدا کرتی ہے، دِرہ دراصل فیضانِ نظرہے جسے استا د اپنے شاگرد ہیں نتقل کرتا ہے۔ یہ فیصنانِ نظر،جس کو وہ عومی سیامنسی روح (General Scientific Spirit) کا نام دیتا ہے، کسی شخص کو سیاسکالرینا تا ہے۔ وہ تکھتا ہے: «سب م ب بن نوب ب كما يك عظيم استاديا سائنس دان ابن شاگر د ك زمن بین حقائق کے بارے میں معلومات سے مہیں زبا ددایک ذہنی ردیہ (Attitude) ننتقل کرتاہے ۔۔۔ ۔ اس ذہنی روبہ بیں دد بانیں بالحضوص *سب*ت اہم ہیں ۔ ایک عجز (Humilitv) دوسمراشوق (Humilitv) عجزا درشوق د دسب سے بڑے زینے ہی جن سے گزرکر آ دمی ادیجی ترقی کی منزل تک سیجیا ہے ۔ شوق آ دمی کو اکساتا ہے کہ دہ کہیں رکے بغیراینا سفرجاری دکھے ۔ نشوق آ دمی کے آندر تجبس کا جذبہ انجارتا ہے جس کی دحبر سے دہ چیزدل کی حقیقت جاننے ک کر پاییس رہتا ہے۔ تاہم جستجو کا شوق می کا نی نہیں۔ اسی کے ساتھ عجسے بھی انتہائ طور برصروری ہے ۔ عجز کا مطلب ہے اپنے آپ کو حقیقت الل سے کم سمجھنا - ایسا آ دمی علوم ہونے ہی فوراً اس کااعتراف کرلیتیا ہے۔ وہ کسی بات کو ماننے سے تصفی اس لیے تہیں رکما کہ اس کی وجہ سے اس کا ومت ارکم ہوجائے گا۔ دہتی کوسب سے زیا دہ اہمیت دیتا ہے نہ کہ کسی ادر چیز کو۔

ایک کے جب ردوسرا

مسافراستیشن بر مینجا تو معلوم مواکداس کی ٹرین جاچک ہے۔ اس کی طُطری صحیح مذتھی اس نے وہ دس منٹ لیٹ ہو کیا۔ اتن دیر بیس ٹرین اکر چلی گئی۔" با بوجی، فکریذ سیح " قلی نے کہا" دو گھنٹے بعد ایک اور گاڑی ارمی ہے، اس سے آپ چلے جائیں۔ اتنی دیر بلدیٹ فارم برآ رام کر لیحیج " مسافرنے فل کا مشورہ مان لیا اور دو گھنٹہ انتظار کے بعد اکلی ٹرین پر سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف روا مذہو کیا ۔

ایک شخص جس سے آپ کی مخالفت ہو گئی ہوا ور طمرا و کا طریقہ جس کو " درست " کرنے میں ناکام تابت ہوا ہو، آپ اس کے بارے میں اپنا رویہ بدل دیجے ۔ اس کو نرمی کے طریقہ سے متا ترکرنے کی کوشن کیچئے - عین ممکن ہے کہ برانے طریقے نے حس کو آپ کا دیمن بنا رکھا تھا ، نے طریقہ کے بعد وہ آپ کا ایک کا رامد دوست ثابت ہو۔ آپ کہیں ملازم ہیں اور و ہاں آپ کی ملازمت ختم کر دی جاتی ہے ۔ آپ اس کے پیچئے نہ بڑے بلکہ دوس کسی میدان میں اپنے لئے ذریعہ معاش نلاش کرنے کی کوشش کیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ نیا کام آپ کے لئے بہلے سے زیادہ نفع بخش ثابت ہو۔ کوئی آپ کا دی نہیں دیتا۔ اس سے آپ کی لڑائی سنہ دوع ہوجاتی ہے۔ سالوں گزرجاتے ہیں اور آپ اپنے حفوق کو حاصل کرنے دیکا میں اس سے آپ کی لڑائی سنہ دوع موجاتی ہے۔ سالوں گزرجاتے ہیں اور آپ اپنے حفوق کو حاصل کرنے میں کا میاب نہیں ہوتے ۔ آپ اس کا خوباتی ہے۔ سالوں گزرجاتے ہیں اور آپ اپنے حفوق کو حاصل کریے نو کی ای اس سے آپ کی لڑائی سنہ دوع خوباتی ہے۔ سالوں گزرجاتے ہیں اور آپ اپنے حفوق کو حاصل کرنے ہیں کا میاب نہیں ہوتے ۔ آپ اس کا خوباتی ہے۔ سالوں گزرجاتے ہیں اور آپ اپنے حفوق کو حاصل کرنے میں کا میاب نہیں ہو تے ۔ آپ اس کا خوباتی ہے۔ سالوں گزرجاتے ہیں اور آپ اپنے حفوق کو حاصل کریے ہیں کی ای کر آپ کا ہیں ہیں ہو تے ۔ آپ اس کا خوباتی ہے۔ سالوں گزرجاتے ہیں اور آپ اپنے حفوق کو حاصل کریے ہیں کا میاب نہیں ہوتے ۔ آپ اس کا

ذندگی کے بیشتر مسائل تناک نظری کی دجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگرا دمی اپنے ذہن میں دسمت بیدا کریے تواس کو معلوم ہو کہ یہاں سفر کے لئے ایک سے زیادہ "کاڑیاں " موجود ہیں۔ جوجز وہ مقابلہ آ رائی کے ذریعہ حاصل نذکر سکا اس کو دہ باہمی جوڑ کے ذریعہ حاصل کر سکتا تھا ۔ جہاں تقوق طلبی کا طریقہ مقصد تک۔ پہنچانے میں ناکام رہا وہاں دہ محنت کا طریقہ اختیار کرکے اپنی منزل تک پیچ سکتا تھا ۔ جن لوگوں کی باتوں پر شتعل ہو کر وہ ان پر قابور نہا سکا ، وہ ان کی باتوں بر صبر کر ایک اختیاں جیت سے تو جزئی ملک تھا ۔ جن کو کہ کہ

ایک بجارتی راز محله میں کمی مسلم ہوتل ہیں۔ میں دس سال سے ان کو دیکھ رہا ہوں ۔ مگران میں صرف ایک ہوٹل ایسا ہے جواس مدت میں مسل تر تی کرتار ہا ہے۔ باتی تمام ہوٹل جہاں دس سال پیلے تھے دہیں آج بھی پڑے ہوئے ہیں رترتی کرنے والے ہوٹل کے مالک سے میں نے ایک روز یوچھا کہ آپ کی ترقی کاراز کیا ہے۔ « بانکل ساده » انفول نے جواب دیا « جو چیز دوسرے ہوٹل دائے کیلویں خریدتے ہیں اس کوم بیدوں یں خریدتے ہیں۔ ہرخریداری کے دقت ہم بورے بازارکو دیکھتے ہیں ادرجو چیز جہاں کفایت سے ملت ے اس کووہاں سے لیتے ہیں ۔ زیادہ مقدار اور نقد خریداری کی دجہ سے چیز ہم کدادر بھی سستی پڑجاتی ہے *"* اس محبعد الفول في منس كركبا "كاكم سانيس كما ياجاً، بازار سه كما ياجاً ب " عام طور میددو کان داروں کا یہ حال سے کہ بوگا یک سامنے آجا ہے بس اس کی جیب سے زیا دہ

سے زیادہ پیسے کال لینے کو دکان داری تحصے ہیں ۔ یہ دکان داری نہیں لوٹ ہے ا در تس دکان دار کے بارے میں شہور ہوجائے کہ دہ " لوٹتا ہے " اس کے پیہاں کون خرید اری کے لئے جائے گا۔ یہی دجہ ہے کہ اس قسم کے دکان دارزیادہ ترقی نہیں کریا تے ۔ دکان داری کا زیا دہ اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ مال کی خرید اری کے وقت آب کوشش کریں کہ آپ کو کم قیمت میں مال طے تاکہ عام نرخ سے گا کہ کو دینے کے بعد ھی آپ کو زیا دہ فائڈہ حاصل ہو۔

یداصول مرتسم کے کاروبار کے لئے صحیح ہے۔ ہرکاروباد بن ایسامونا ہے کہ دکان دادا بنے گا ہک کے ہاتھ جو جیز بیجتا ہے اس کو وہ نود کہیں سے خرید کر لاتا ہے۔ یہ خریداری خواہ ایک مرحلہ میں ہویا کئی مرحلوں میں، اس کی ہمیشہ کمی صورتیں ہیں۔ اکثر دکان داد مشقت اور دوٹر بھاگ سے بیچنے کے لئے کسی آسان یاقر سی ذریعہ سے اپنی ضرورت کا سامان حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر دوٹر بھاگ کی جائے اور محنت سے کام لیا جائے تو دہی جیز نسبت کم قمیت میں حاصل کی جاسکتی ہے جس کو دو مراشخص محنت سے بیخے کی خاطر زیادہ قیمت میں حاصل کر رہا ہے۔

عام دکان دار تهیشه این محنت کی کمی کو گا بک کی جیب سے زیادہ دصول کر کے پورا کرنا چا ہتے ہیں ۔ گراس قسم کی تجارت محمق کا دفی کو ٹری ترقی تک نہیں پہنچاتی۔ مہترین تجارتی گر یہ ہے کہ گا بک کو تمکن حد تک مناسب نرخ بر چیزین فراہم کی جائیں ادر کا بک کے ہاتھ تک پہنچنے سے پیلے کا یو مرحلہ ہے اس میں زیادہ سے زیادہ " کمانے کی کو شنش کی جائے ۔ زیادہ کمانی بازار سے کی جائے نہ کہ کا بک سے (۱۰ اگست ۱۹۸۰)

برتركامياتي

موجوده دنیایی اعلی در مرکاکام انجام دینے والا (Super achiever) بنے کے لیے کسی طلسماتی صلاحیت کی صرورت نہیں ۔ ابک اوسط در جرکا آدمی بھی انتہا کی اعلیٰ درجہ کی کارکر دگی کا تبوت دے سکتا ہے ۔ صرورت صرف یہ ہے کہ ادمی زندگی کی سا دہ حقیقتوں کوجانے اوران کو استعال کر سے ۔ (ریڈرز ڈابحسط ، اکتوبر ۱۹۸۱) ایک امریکی مصنف نے باقاعدہ طور پر اس کی تحقیق کی ۔ اس کا کہنا ہے کہ تجارت، سیات اسپور ط اور آرط سے میدان میں اس نے ۹۰ متاز افراد سے رابط قائم کیا ۔ ان کی اکتر نین نے ناکامی کو " غلط آغاز "کا نیچہ قرار دیا ۔ مالیٰ در جاکا کام انجام دینے والے ہی ہے میں ہی تہ کی ۔ حالات خواہ کتنے ہی تراب ہوں، اعلیٰ در جاکا کام انجام دینے والے ہی تہ میں ہیں ہیں کوئی نیا تصور ہوتا ہے جس کا دہ دوبارہ تجرب کی در ای کی میں ۔ ان کے بی زیادہ کا میں ہیں ہیں ہیں ہوں کوئی نیا تصور ہوتا ہے جس کا دہ دوبارہ تجرب کریں :

> In a study of 90 leaders in business, politics, sports and the arts, many spoke of "false starts" but never of "failure". Disappointment spur grater resolve. No matter how rough things get, super-achievers always feel there are other avenues they can explore. They always have another idea to test.

اگراً ب ناکامی سے دوچار ہوں اور اس ناکامی کا ذمہ دار دوسہ دوں کو قرار دیں تو۔ آب کے اندر عمل کاجذبہ کھنڈا پڑجلے گا۔ آپ صرف دوسے دول کے خلاف استنجاج اور شکایت میں منتخول رہیں گے اور خود کچھرنہ کرسکیں گے ۔ لیکن اگراپ اپنی ناکامی کو خور داپنی غلط کارکر دگی کانتیجہ سمجیں نو آپ کا ذہن نئی زیا دہ بہتر تد ہیر سوچے میں لگ جائے گا۔ آپ سُت بڑے بنے بجائے مزید پہلے سے زیا دہ متحرک ہوجا ٰ ہیں گے۔ آپ از سے بنو جدوجہ د کرے ہاری ہوئی بازی کو دوبارہ سٹ ندارتر شکل میں جیسے میں کامباب ہوجائیں گے۔ ناکامی کی ذمہ داری خود قبول کیھئے۔ ایک ندس کا رگر نہ ہور ہی تو دوسری تد بیر کانچر بہ کیجے ۔ آپ یقینًا اعلٰ کامیابی تک بہو بخ جائیں گے۔ مرب

تسكايت شکایت ایسی چیز ہے جس کی کوئی حدثہیں ۔ ند حرف عام انسان بلکہ بغیروں کے بارہ میں بھی بڑی بڑی شکایتیں بیب دا ہوسکتی ہیں۔ حتی کہ لغوذ بالتٰہ خودخدا بھی نسکا بتوں سے متنیٰ نہیں۔۔۔۔۔ شارلوگ ہیں جو این مصبقوں سے بیے خدا کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ فلسفہ یں ایک متقل بحت ہے جس کو بگاڑ کامنلہ (Problem of evil) کہاجاتا ہے۔ اس کے دعوبدا ر کہتے ہیں کہ پاتوخدا کا دجود نہیں ہے۔ اور اگرخدا ہے تو وہ کامل معیار والا نہیں کے خدا اگر کامل مىپاروالا موتا تودنىيا ميں بىگاڑ كىوں ہوتا ـ شکایت کبھی وافغہ موتی ہے اور کبھی محض تسکایت کرنے والے شخص سے ابلیے ذہان کا نیتجہ۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن **میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب تم کسی کے خلاف کو**ٹی بات سنو تو اس کی تحقيق كرو (الجرات ٢) تحقيق سے معلوم ہوجائے كاكدوہ بات فيح تحق يا فيح مذتحى . · سکایت کَ بہت سی قسمیں ہیں۔ ان میں سب سے بری قسم دہ ہے جواحسا س کمتر ک کے نتیجہ میں بیدا ہو تی ہے۔ ایک شخص اپنے **کو بطورخود بڑاسم ہ**ر کیتا ہے۔ اب اگر اس کا <sub>ا</sub> سابقہ کسی ایسے نتخص سے بٹرے جس کوخلانے اس سے اوبر کر دیا ہو توبیراول الذکر شخص کے یے بڑا سخت کمی ہوتا ہے۔ عام طور پر وہ نسبلم نہیں کر باتا کہ دوس شخص بڑا ہے اوروہ جبوٹا۔ وہ اپن بڑان کے توضیح کو برداشت نہیں کریا تا۔ اس کی شخصیت بچے جا ت سے وہ اپن بڑائ كوبا في ركص مح بيه دور وسفص كوغلط تابت كرنا سنروع كرديتا م -وه اس پرجوط الزام لگا تلب وه اس کی تحقیر کر تلب تاکه ایت جذب برزی کی تسکین حاصل کرے۔ وہ اس کی عزت پر حملہ کر تاہے ماکہ اس کوئے عزت کرکے اپنی متکبر ایہ نفسیات کو غذافرابم كمسه وه خود ساخة طور يرطرح طرح كى بآييں انكال كراس كو جوما ظام كرتا ہے تاكہ اس کے ذریعہ سے یہ المینان حاصل کر سکے کہ وہ بڑا ہے ہی نہیں ۔ اُدمی اگر حقیقتِ واقعہ سے اعتراف کے بیے تیاررہے توتمام شکایتوں کی جڑکھے جانے ۔ اُدمی چوں کہ حقیقت کا اعتراف نہیں کرتا، اس بیے وہ اپنے آپ کوشکایت سے اوپر اکٹلنے میں بھی کامیاب نہیں ہو ناً۔ 191

چوٹی کے لوگ امریکی سے ۱۹۸۹ میں ایک کتاب چیپی ہے۔ اس کت ب کا نام چوٹ کے عمل کرنے والے (Peak Performers) ہے۔ اس کتاب میں جدید امر کیدے ان لوگوں کامطالعہ کیا گیا سے جھول نے زندگ کے میدان میں ہیرووانہ کر دار اداکیا۔ اس سلسلہ میں مصنف نے جوماتیں لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ طاقتور مشن (Powerful mission) وہ چیز ہے جو آدمی کے اندر کوشش (Superior effort) کاجذبہ ابجادتا ہے اور اس کو خصوصی کامیابی (Exceptional achievement) کے درجہ تک یہونچا تاہے۔ ۲۹۱۸ میں امریکہ نے پہلاان ان بردار راکط چاند پر بھیجا تھا۔ داکط کی روانگی سے یہلے جوما ہرین اسس منصوبہ کی تکیل میں متغول کتے، ان میں سے ایک شخص کا بیان ہے جو اس ٹیم میں کمپیوٹر پر وگرام کے طور برست ال کھتا ۔ اس نے دیکھا کہ عمل کے دوران کی عفر معمولی بات پیدا ہو گئ ۔ ہزاروں عورتیں اور مردجو اس منصوبہ میں کام کرر ہے تھے، وہ سب کے سب اچانک اعلیٰ انخب ام دینے والے (Super-achievers) بن کیے۔ وہ اتناعم دہ کام کرنے لگے جواس سے پہلے انھوں نے ساری عرمیں نہیں کما تھا بہ ۸۱ مہینے میں چرت انگیزیتز کاکے ساتھ کام مکل ہو گیا۔ میں نے جا نناچا ہا کہ ہم سب لوگ اتناعم دہ کام کیوں کررہے ہیں۔ میں نے منیج کے سلمنے یہ سوال رکھا تواس نے مشرقى جانب جاندكى طرف است ارد كرت موست كهاكه لوك مزادول سال سے وہاں جانے كا خواب دیکھتے رہے ہیں۔ اور اب ہم اس کو واقعہ بنانے جارہے ہیں:

People have been dreaming about going there for thousands of years. And we're going to do it.

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کوسب سے جو چیز متحرک کرتی ہے وہ یہ کہ اس سے سامنے کوئی برامقسد آجائے۔ برامفسد آدمی کی اندون صلاحیتوں کوجگاتا ہے۔ وہ آدمی کو سرقسم کی قربانیوں برآمادہ کرناہے۔ وہ ایک عام آدمی کوچوںٹ کا آدمی بن ادیتاہے۔ ۲۹۲